طبقات کبیر

جزو رابع

نصابات سلسلۂ علمیہ جامعۂ عثمانیہ

طبقات کبیر

جزو رابع

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقدی

ترجمہ

مولانا عبداللہ العمادی صاحب

(سابق رکن سررشتۂ تالیف وترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

سنہ ۱۳۶۳ھ م سنہ ۱۳۵۳ف م سنہ ۱۹۴۴ء

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

طبقات ابن سعد (جزو رابع)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ

ولا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر

اللھم صل علیٰ نبیک محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

رب انعمت علیٰ فرد

ابو عبیدہ بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "سبحانک اللھم وبحمدک، اللھم اغفرلی" بکثرت فرمایا کرتے تھے، پھر جب سورۂ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" کا نزول ہوا تو فرمایا "سبحانک اللھم وبحمدک، اللھم اغفرلی، انک انت التواب الرحیم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب "اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً فسبح بحمد ربک، واستغفرہ انہ کان توابا" نازل ہوئی تو حسن نے کہا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجل قریب آگئی، اور آپ کو کثرت تسبیح و استغفار کا حکم دیا گیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سورۂ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" اللہ کی طرف بلانے والی اور دنیا سے رخصت کرنے والی ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں یہ کلمات

بکثرت فرمایا کرتے تھے: "سبحان اللہ و بحمدہ، استغفر اللہ، و اتوب الیہ" میں نے عرض کی: یا رسول اللہ، آپ کلمہ "سبحان اللہ و بحمدہ، استغفر اللہ و اتوب الیہ" کی اس قدر کثرت فرماتے ہیں کہ اس سے قبل نہیں فرماتے تھے۔

حضرتؐ نے فرمایا: میرے پروردگار نے مجھے میری امت میں ایک علامت کی خبر دی کہ جب اس کو دیکھنا تو اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح کرنا اور اس سے استغفار کرتے رہنا، میں نے اس علامت کو دیکھ لیا ہے، اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا، الخ

۴ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب سورۃ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے میری خبر مرگ سنادی گئی۔

فاطمہؓ کہتی ہیں: یہ سن کے میں رونے لگی تو فرمایا: رو نہیں، میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تو ہی مجھ سے ملے گی۔ یہ سن کے میں ہنسی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا جاء نصر اللہ والفتح

یمن کے لوگ آئے جو رقیق القلب تھے۔

فرمایا: ایمان بھی یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی وفات سے پہلے پے درپے وحی بھیجی یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے۔ سب سے زیادہ وحی اس روز نازل ہوئی جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ عباسؓ نے کہا کہ میں ضرور معلوم کرلوں گا کہ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کتنی باقی ہے، انھوں نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہؐ اگر آپ اپنے لیے تخت بنا لیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ لوگوں نے آپ کو بھائی بنالیا ہے، آپ نے فرمایا: واللہ میں برابر ان کے درمیان اسی طرح رہوں گا کہ وہ میری چادر کھینچتے ہوں گے اور مجھے ان کا غبار پہنچتا ہوگا، یہاں تک کہ اللہ مجھے ان سے راحت دے گا، عباسؓ نے کہا کہ ہم نے

سمجھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہم میں قلیل ہے۔

واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میری وفات تم سب کے آخر میں ہوگی؟ آگاہ رہو کہ میں وفات میں تم سب سے اول ہوں، کجاوے کی لکڑیوں کی طرح تم لوگ میرے پیچھے ہو گے کہ تم میں سے بعض بعض کو ہلاک کریں گے خالد بن خداش کی روایت میں (بجائے اقتاداً بمعنے کجاوے کی لکڑیاں) افناداً بمعنے قوم وجماعت ہے۔

سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس عالم میں، جسے سونے والا دیکھتا ہے، دنیا کی کنجیاں دی گئیں تمھارے نبی کو اچھے راستے کی طرف لے گئے اور تم دنیا میں اس حالت میں چھوڑ دیئے گئے کہ سرخ و زرد و سفید حلوا کھا رہے ہو، کہ اصل سب کی ایک ہے (یعنی) شہد اور گھی اور آٹا، لیکن تم لوگوں نے نفسانی خواہشوں کی پیروی کی۔

بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری حیات تمھارے لیے بہتر ہے (جس میں) تم بھی باتیں کرتے ہو اور تم سے بھی باتیں کی جاتی ہیں، جب میرا انتقال ہوگا تو میری وفات تمھارے لیے بہتر ہوگی، تمھارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جائیں گے، اگر میں خیر دیکھوں گا تو اللہ کی حمد کروں گا اور اگر شر دیکھوں گا تو تمھارے لیے اللہ سے استغفار کروں گا۔

ابو سعید الخدری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: عنقریب مجھے دعوت دی جائے گی جو میں قبول کر لوں گا، میں تم میں دو نفیس چیزیں چھوڑنے والا ہوں، کتاب اللہ اور اپنی عترت (ذریت)، کتاب اللہ ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف دراز کی گئی ہے، اور میری عترت میرے اہل بیت ہیں مجھے لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر دونوں وارد ہوں،

۴

دیکھوں تم ان دونوں کے بارے میں میرے بعد کیسا برتاؤ کرتے ہو۔

سال وفات میں جبریلؑ کے ساتھ قرآن کا دَور اور آپ کا اعتکاف

ابو صالح سے مروی ہے کہ جبریلؑ ہر سال ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سناتے اور دور کرتے تھے، جب وہ سال ہوا جس میں آپ اٹھا لیے گئے تو انھوں نے دو مرتبہ سنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے عشرۂ آخر میں اعتکاف کیا کرتے تھے، جس سال وفات ہوئی آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

ابن سیرین نے کہا کہ جبریلؑ ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سناتے تھے، جب وہ سال ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ کو انھوں نے دو مرتبہ سنایا، محمد (بن سیرین) نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ ہماری قراءت آخری مرتبہ سنانے کے مطابق ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں قرآن جبریلؑ کو سناتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کی صبح کرتے تھے جس میں آپ کو جو سنانا ہوتا تھا وہ سناتے تھے تو آپ کی صبح اس حالت میں ہوتی تھی کہ آندھی سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے، آپ سے جو چیز مانگی جاتی تھی دیدیتے تھے، جب اس (رمضان کا) مہینہ ہوا جس کے بعد آپ وفات پاگئے تو آپ نے ان کو دو مرتبہ سنایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، آپ رمضان میں ہمیشہ سے زیادہ سخی ہوجاتے تھے یہاں تک کہ وہ ختم ہوجاتا تھا جب آپ سے جبریلؑ ملتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو قرآن سناتے تھے اور تیز آندھی سے زیادہ سخی ہوجاتے تھے۔

یزید بن زیاد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال جس میں آپ اٹھا لیے گئے عائشہؓ سے فرمایا کہ جبریلؑ مجھ کو ہر سال ایک مرتبہ قرآن سناتے تھے مگر اس سال انھوں نے دو مرتبہ سنایا ہے، کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو اپنے اس بھائی کی نصف عمر نہ زندہ رہا ہو جو اس کے قبل تھا، عیسےٰ بن مریم ایک سو پچیس سال زندہ رہے، یہ (میری زندگی کے) باسٹھ سال ہوئے، اس کے نصف سال بعد آپ وفات پا گئے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو کر ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ آپ کو قرآن پڑھاتے تھے، جب وہ سال ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو جبریلؑ نازل ہوئے اور انھوں نے آپ کو دو مرتبہ قرآن پڑھایا۔

عبداللہ نے کہا میں نے اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے (سن کر) پڑھا، واللہ اگر میں یہ جانتا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہے اور اس کے پاس مجھے اونٹ پہنچائیں گے تو میں ضرور سوار ہو کر اس کے پاس جاتا۔ واللہ میں اسے نہیں جانتا۔

یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا، آپ خیال کرتے تھے کہ یہ شے کریں گے مگر اسے کرتے نہ تھے۔ ایک روز میں نے آپ کو دعا کرتے دیکھا تو آپ نے (مجھ سے) فرمایا تم سمجھیں، میں جس بارے میں اللہ سے دریافت کرتا تھا اس نے مجھے بتا دیا، میرے پاس دو شخص آئے، ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی، ایک نے کہا کہ اس شخص کی بیماری کیا ہے دوسرے نے کہا ان پر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر) سحر

کیا گیا ہے، اس نے کہا کس نے آپ پر سحر کیا ہے، کہا لبید بن الاعصم نے، اس نے کہا کس چیز میں (اس نے سحر کیا)، کہا کنگھے میں، کنگھے سے گرے ہوئے بالوں میں اور ایک موٹے کھجور کے درخت کے کنوئیں میں۔ پوچھا وہ (درخت) کہاں ہے، اس نے کہا ذی ذروان میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے، جب واپس آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ اس کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیاطین کے سر، اور اس کا پانی ایسا ہے جیسا مہندی کا پانی، میں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا: یا رسول اللہ اسے لوگوں کے لیے ظاہر کر دیجئے، فرمایا: اللہ نے مجھے تو شفا دیدی، میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں لوگوں میں شر نہ برانگیختہ ہو۔

غفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر سے مروی ہے کہ لبید بن الاعصم یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا جس سے آپ کی بینائی کم ہو گئی، اصحاب نے آپ کی عیادت کی، جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہما السلام نے آپ کو اس کی خبر دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (ساحر) کو پکڑا تو اس نے اقرار کیا، آپ نے سحر کو اس گڑھے میں سے نکلوایا جو کنوئیں کی تہ میں تھا، پھر اسے کھینچا اور تھوک دیا، وہ (سحر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوا اور آپ نے اسے (یہودی کو) معاف کر دیا۔

عمر بن الحکم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ میں حدیبیہ سے واپس آئے، اور محرم آگیا تو یہود کے وہ رؤسا جو مدینے میں باقی تھے، ان لوگوں میں سے تھے جو اسلام ظاہر کرتے تھے، حالانکہ وہ منافق تھے، یہ لوگ لبید بن الاعصم یہودی کے پاس آئے جو بنی زریق کا حلیف اور ایسا ساحر تھا کہ یہود جانتے تھے کہ وہ ان سب میں زیادہ سحر و زہر کا جاننے والا ہے، ان لوگوں نے اس سے کہا کہ اے ابو الاعصم تو ہم سب سے زیادہ سحر جاننے والا ہے، ہم نے محمد پر سحر کیا ہے، ہمارے مردوں اور عورتوں نے ان پر سحر کیا ہے، مگر ہم لوگ (ان کا) کچھ نہ کر سکے۔ تو دیکھتا ہے کہ ہم پر ان کا کیا اثر ہے، ہمارے دین کے کیسے مخالف ہیں، جن کو وہ قتل و جلاء وطن کر چکے ہیں تو

ان سے بھی آگاہ ہے۔ ہم لوگ تجھے اجرت دیں گے، تو ان پر ایسا سحر کرکہ انھیں ہلاک کر دے، تین دینار مقرر کیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کرے۔

۵

اس نے آپ کے کنگھے کا اور ان بالوں کا جو کنگھا کرنے سے گرتے ہیں قصد کیا، اس میں چند گرہیں لگائیں تھوکا اور ایک موٹی کھجور کے نیچے (دفن) کر دیا، پھر اسے لے جاکے ایک کنویں کے (قریب) حوض میں (دفن) کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بات کو محسوس کیا جو آپ کو ناپسند تھی، آپ کسی امر کے کرنے کا خیال کرتے تھے (مگر بھول جانے کی وجہ سے) اسے کرتے نہ تھے، آپ کی بصارت میں کمی آگئی تھی، یہاں تک اس پر آپ کو اللہ نے آگاہ کیا، آپ نے جبیر بن ایاس الزرقی کو بلایا جو بدر میں حاضر ہوئے تھے، انھیں چاہ ذروان کے اس مقام کا راستہ بتایا جو اس کنویں کے حوض کے نیچے تھا،

جبیر روانہ ہوئے، انھوں نے اسے نکال لیا، آپ نے لبید بن الاعصم کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا؟ اللہ نے مجھے تیرے سحر سے آگاہ کر دیا اور جو کچھ تو نے کیا اس کی خبر دیدی، اس نے کہا اے ابو القاسم دیناروں کی محبت نے (مجھے برانگیختہ کیا)،

اسحاق بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک کو اس حدیث کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ آپ پر تو اعصم کی لڑکیوں نے سحر کیا تھا جو لبید کی بہنیں تھیں، وہ لبید سے زیادہ ساحر اور زیادہ خبیث تھیں، لبید وہ شخص تھا جو اسے لے گیا اور کنویں کے حوض کے نیچے دفن کیا، جب ان لوگوں نے وہ گرہیں لگائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینائی جاتی رہی۔

اعصم کی بیٹیوں میں سے ایک نے یہ مکاری کی کہ وہ عائشہؓ کے پاس گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینائی جانے کی عائشہؓ نے اسے خبر دی یا اس نے عائشہؓ کو ذکر کرتے سن لیا، وہ نکل کر اپنی بہنوں کے اور لبید کے پاس گئی اور انھیں خبر دی، ان میں سے ایک عورت نے کہا کہ اگر یہ نبی ہوں گے

تو انھیں (بذریعۂ وحی) خبر دیدی جائے گی، اگر نہ ہوں گے تو یہ اس کے عوض میں ہوگا، جو کامیابی آپ نے ہماری قوم اور ہمارے اہل دین پر حاصل کی ہے، اللہ نے آپ کو خبردار کر دیا۔

حارث بن قیس نے کہا: یا رسول اللہ کیا ہم وہ کنواں منہدم کر دیں، آپ نے انکار کیا، مگر حارث بن قیس اور ان کے ساتھیوں نے اسے منہدم کر دیا حالانکہ اس سے میٹھا پانی بھرا جاتا تھا،

انھوں نے دوسرا کنواں کھودا، جب وہ دوسرا جس میں سحر کیا گیا تھا منہدم کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھودنے پر ان کی مدد کی یہاں تک کہ انھوں نے اس کا پانی نکالا۔ بعد کو وہ منہدم کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سحر کو نکالا وہ بجائے جبیر بن ایاس الزرقی کے قیس بن محصن تھے۔

ابن المسیب اور عروۃ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر یہود بنی زریق نے سحر کیا۔

ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، عورتوں نے اور کھانے پینے میں سحر کیا تھا، آپ پر دو فرشتے اس وقت اترے کہ آپ خواب وبیداری کی درمیانی حالت میں تھے، ان میں سے ایک آپ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی، ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ انھیں کیا شکایت ہے، کہا سحر کیا گیا ہے، اس نے کہا کس نے آپ پر کیا، کہا لبید بن اعصم یہودی نے اس نے کہا کس چیز میں، کہا ایک کھجور کے پھول میں، کہا اسے اس نے کہاں رکھا، کہا چاہِ ذروان میں ایک پتھر کے نیچے، کہا اس کا علاج کیا ہے۔ کہا کنویں کا پانی نکالا جائے، پتھر اٹھایا جائے اور کھجور کا پھول نکالا جائے (یہ کہہ کر) وہ دونوں فرشتے اٹھ گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور عمار رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا، دونوں کو حکم دیا کہ اس حوض پر جائیں اور وہی کریں جو آپ نے (ملائکہ سے) سنا تھا

٦

وہ دونوں گئے، اس کا پانی ایسا ہو گیا تھا گویا مہندی سے رنگ دیا گیا ہے، اس (پانی) کو انھوں نے نکالا، پتھر اٹھا کر کھجور کے پھول کو نکالا، اس میں ایک بال تھا جس میں گیارہ گرہیں تھیں۔ یہ دونوں سورتیں نازل کی گئیں "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کہ آپ جب ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی یہاں تک کہ تمام گرہیں کھل گئیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے میں اور عورتوں کے بارے میں آزاد ہو گئے۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گرہ لگائی، وہ ایسا شخص تھا جس پر آپ کو اطمینان تھا، اسے وہ فلاں فلاں کنویں میں لے گیا، آپ کی عیادت کے لیے دو فرشتے آئے، ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ جانتے ہو کہ آپ کو کیا ہوا؟ آپ کے لیے فلاں انصاری نے گرہ لگائی اور اسے فلاں فلاں کنویں میں پھینک دیا۔ اگر آپ اسے نکال لیں تو ضرور صحت ہو جائے۔

لوگ اس کنویں کی طرف روانہ کیے گئے، پانی کو سبز پایا، انھوں نے اسے نکال لیا اور پھینک دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحت ہو گئی نہ تو آپ نے (اس انصاری سے) اس کے متعلق بیان کیا، نہ آپ کے چہرے میں (ناگواری کا کوئی اثر) دیکھا گیا۔

زہری سے ذمی ساحر کے بارے میں (یہ فتویٰ) مروی ہے کہ وہ قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اہل کتاب میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا مگر آپ نے اسے قتل نہیں کیا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (ساحر) کو معاف کر دیا، معاف کرنے کے بعد آپ اسے دیکھتے تھے تو اس سے منھ پھیر لیتے تھے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک ان لوگوں کی روایت سے جنھوں نے کہا کہ آپ نے اسے قتل کر دیا یہ زیادہ ثابت ہے (کہ معاف کر دیا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا زہر دیا گیا تھا

ابراہیم سے مروی ہے کہ (صحابہ) کہا کرتے تھے کہ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا اور ابو بکرؓ کو زہر دیا۔

حسن سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زہریلی بکری ہدیۃً دی، آپ نے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اپنے منہ میں ڈال کر چبایا، پھر تھوک دیا، اصحاب سے فرمایا کہ رک جاؤ کیونکہ اس کی ران مجھے بتاتی ہے کہ وہ زہریلی ہے، اس یہودیہ کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا، اس نے کہا کہ میں نے یہ جاننا چاہا کہ اگر آپ صادق ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اطلاع کر دے گا اور اگر کاذب ہوں گے تو میں لوگوں کو آپ سے راحت دے دوں گی۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے تھے ہدیہ کھاتے تھے، ایک یہودیہ نے آپ کو ایک پکی ہوئی بکری ہدیۃً بھیجی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اس میں سے کھایا اس بکری نے کہا میں زہریلی ہوں، آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ اٹھا لو کیونکہ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ زہریلی ہے، سب نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے،

بشر بن البراء مر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا بھیجا اور فرمایا کہ جو کچھ تو نے کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا؟ اس نے کہا میں نے جاننا چاہا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو وہ آپ کو نقصان نہ کرے گا اور اگر آپ بادشاہ ہوں گے تو میں لوگوں کو آپ سے راحت دوں گی، آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ قتل کر دی گئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ یہود خیبر کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیۃً بھیجی، آپ کو اس کا علم ہو گیا کہ وہ زہریلی ہے،

اسے بلا بھیجا اور فرمایا تو نے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے ابھارا اس نے کہا میں چاہتی تھی کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ اس کی اطلاع کر دے گا اور اگر آپ کاذب ہوں گے تو ہم لوگوں کو آپ سے راحت دلا دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کا اثر محسوس کرتے تھے تو پچھنے لگواتے تھے، آپ ایک مرتبہ مکے روانہ ہوئے جب احرام باندھا تو (زہر کا) کچھ اثر محسوس ہوا، آپ نے پچھنے لگوائے،

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تعرض (بازپرس) نہیں فرمایا۔

عبدالرحمن بن ابی لیلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا، آپ کے پاس ایک شخص آیا جس نے سینگ سے آپ کی دونوں کنپٹیوں میں پچھنے لگائے۔

غفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے قتل کا حکم دیا جس نے بکری میں زہر ملایا تھا۔

ابوالاحوص سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ مجھے نو مرتبہ قسم کھانا اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے ایک مرتبہ قسم کھانے سے زیادہ پسند ہے یہ اس لیے کہ اللہ نے آپ کو نبی بنایا اور آپ کو شہید کیا۔

ابوہریرہ اور جابر بن عبداللہ اور سعید بن المسیب اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ان میں بعض نے بعض سے کچھ زیادہ کہا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا اور آپ مطمئن ہو گئے، زینب بنت الحارث جو مرحب کی بھتیجی اور سلام بن مشکم کی زوجہ تھی دریافت کرنے لگی کہ بکری کا کونسا حصہ محمدؐ کو زیادہ پسند ہے، لوگوں نے کہا کہ دست،

اس نے اپنی ایک بھیڑ کو ذبح کیا، اسے بھونا ایسا زہر دینا چاہا کہ زندہ نہ چھوڑے۔ زہروں کے بارے میں یہودیوں سے مشورہ کیا تو سب نے اسی زہر پر اس سے اتفاق کیا، اس نے بکری کو زہر آلود کیا، اس کی دونوں باہوں اور شانوں (دست) میں اور زیادہ زہر بھرا۔

جب آفتاب غروب ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی

نماز پڑھا کر واپس ہوئے تو وہ آپ کے قدموں کے پاس (آ کے) بیٹھ گئی آپ نے اس سے (حال) دریافت کیا، اس نے کہا ائے ابو القاسم ہدیہ ہے جو میں آپ کو دیتی ہوں،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس سے لے کے آپ کے آگے رکھ دیا اصحاب موجود تھے یا جو ان میں سے موجود تھے ان میں بشر بن البراء بن معرور بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہوجاؤ اور شب کا کھانا کھاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست لے کے کچھ اس میں سے منھ میں ڈال لیا، بشر بن البراء نے ایک دوسری ہڈی منھ میں ڈالی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لقمہ اتار چکے تو بشر بن البراء نے جو کچھ ان کے منھ میں تھا اتار ا۔ جماعت نے بھی اس میں سے کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھالو کیونکہ یہ دست۔ اور بعض نے بیان کیا کہ یہ بکری کا شانہ۔ مجھے خبر دیتا ہے کہ زہریلا ہے،

بشر نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کا اکرام کیا۔ میں نے اسے اپنے اسی نوالے میں جسے میں نے کھایا تھا نگلتے ہی محسوس کر لیا، مگر مجھے بیان کرنے سے صرف اس بات نے روکا کہ یہ ناگوار ہوا کہ میں کھانے سے آپ کو نفرت دلاؤں، جب آپ نے منھ کا نوالہ کھالیا تو میں نے آپ کی جان کو چھوڑ کے اپنی جان سے رغبت نہیں کی، اور تمنا کی کہ آپ نے اسے نہ نگلا ہوتا، کیونکہ اس میں نافرمانی ہے، بشر اپنے مقام سے اٹھنے نہ پائے کہ ان کا رنگ طیلسان (سبز کپڑے) کی طرح ہوگیا، انھیں ان کے درد نے ایک سال کی مہلت دی کہ وہ بغیر کروٹ دلائے کروٹ نہیں لے سکتے تھے یہاں تک کہ مرگئے، بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بشر اپنے مقام سے ہٹنے بھی نہ پائے کہ انتقال کر گئے، اس میں سے کتے کو ڈالا گیا اس نے کھایا، اپنا ہاتھ پیچھے کیا تھا کہ مرگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت الحارث کو بلا کے فرمایا کہ تونے جو کچھ کیا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا، اس نے کہا آپ نے میری قوم کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کیا، میرے باپ، چچا اور شوہر کو قتل کیا، میں نے کہا کہ اگر آپ

نبی ہوں گے تو یہ دست خبر دیدے گا، بعض نے یہ بھی بیان کیا کہ اور اگر پادشاہ ہوں گے تو ہم آپ سے راحت پا جائیں گے وہ یہودیہ جیسی (آئی) تھی ویسی ہی لوٹ گئی، راوی نے کہا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن البراء کے ورثا کے سپرد کردیا۔ انھوں نے اسے قتل کردیا۔ اور یہی ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کی وجہ سے اپنی گدی میں پچھنے لگوائے جو ابو ہند نے سینگ اور چھری سے لگائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا، انھوں نے بھی اپنے سروں کے بیچ میں پچھنے لگوائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد تین سال تک زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کو وہ درد ہوا جس میں آپ اٹھالیے گئے۔ آپ اپنے مرض کے بارے میں فرمانے لگے میں برابر اس نوالے کا اثر محسوس کرتا رہا جو خیبر کے دن کھایا تھا، یہاں تک کہ آج میری ابہر کے جو پشت میں ایک رگ ہے انقطاع کا وقت ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی وفات پائی (صلوات اللہ علیہ ورحمتہ وبرکاتہ ورضوانہ)۔

آنحضرتؐ کا بقیع جانا اور شہداء اور اہل بقیع کے لیے استغفار کرنا

علقمہ اپنی والدہ سے راوی ہیں کہ میں نے عائشہؓ کو کہتے سنا کہ ایک شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، آپ نے اپنے کپڑے پہنے، پھر باہر نکلے، میں نے (عائشہؓ نے) اپنی خادمہ بریرہ کو حکم دیا تو وہ آپ کے پیچھے ہوگئیں، جب آپ بقیع میں آئے تو اس کے قریب اتنی دیر ٹھیرے جتنی دیر اللہ نے چاہا، وہاں سے واپس ہوئے تو بریرہ آپ کے آگے آگئیں انھوں نے مجھے بتایا، آپ سے میں نے کچھ بیان نہیں کیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی میں نے

آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ میں اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا کہ ان کے لیے رحمت کی دعا کروں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رات کے کسی حصے میں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو میں آپ کے پیچھے گئی، اتفاقاً آپ بقیع میں تھے، آپ نے فرمایا "السلام علیکم اے قوم مومنین تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر، اور نہ ان کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا کر" عائشہؓ نے کہا کہ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ان کے یہاں بسر ہوتی تھی تو آپ آخر شب میں بقیع کی طرف نکل جاتے تھے اور فرماتے تھے "اسلام علیکم اے قوم مومنین، ہم سے اور تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے (وہ حق ہے) انشاء اللہ ہم لوگ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما۔"

عائشہؓ سے مروی ہے کہ وسط شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خوابگاہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، عرض کی: یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں "کہاں" فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اہل بقیع کے لیے استغفار کروں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے، ہمراہ آپ کے آزاد کردہ غلام ابو رافع بھی روانہ ہوئے، ابو رافع بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لیے بہت دیر تک دعائے مغفرت فرمائی، واپس ہوئے تو فرمانے لگے مجھے دنیا کے خزانے اور بقائے دوام اور اس کے بعد میرے رب کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا، میں نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اختیار کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابو مُوَیہبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط شب میں فرمایا، اے ابو مویہبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اہل بقیع کے لیے استغفار کروں، لہذا میرے ہمراہ چلو، آپ روانہ ہوئے، ہمراہ میں بھی روانہ ہوا۔　۱۰

آپ بقیع میں آئے، اہل بقیع کے لیے بہت دیر تک استغفار کی پھر فرمایا تم کو وہ حالت مبارک ہو جس میں تمھیں صبح ہوئی اس حالت سے جس میں اور لوگوں کو صبح ہوئی، اسی طرح فتنے آرہے ہیں جس طرح تاریک شب کے حصے کہ ایک کے پیچھے ایک آئے گا، آخر اول کے پیچھے آئے گا، آخر اول سے برا ہوگا،

پھر فرمایا، اے ابو موہیبہ، مجھے دنیا کے خزانے اور بقائے دوام پھر جنت دی گئی، پھر ان سب کے اور میرے پروردگار کی ملاقات اور جنت کے درمیان اختیار دیا گیا، میں نے (ابو موہیبہ نے) عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ دنیا کے خزانے اور ہمیشگی کو جنت کے ساتھ ساتھ اختیار فرمایئے، فرمایا اے ابو موہیبہ میں نے لقائے الہی اور جنت اختیار کرلی، جب آپ واپس ہوئے تو وہ درد شروع ہوا جس میں آپ کو اللہ نے اٹھا لیا۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی بھیجا گیا، آپ سے کہا گیا چلیے اور اہل بقیع کے لیے دعائے رحمت کیجیے، آپ گئے اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی، فرمایا: اے اللہ اہل بقیع کی مغفرت فرما، پھر آکے سو رہے، کوئی شخص آپ کے پاس بھیجا گیا اور آپ سے کہا گیا کہ چلیے اور شہدائے احد کے لیے دعائے رحمت کیجیے، آپ تشریف لے گئے اور ان شہدا کے لیے دعائے رحمت کی۔ آپ سر میں پٹی باندھ کر لوٹے، یہ آپ کے اس درد کی ابتدا تھی، جس میں آپ کی وفات ہوئی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

عقبہ بن عامر الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال کے بعد اس طرح شہدائے احد کے لیے دعائے رحمت کی جس طرح زندہ اور مردہ لوگوں کو رخصت کرنے والا، آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ "میں تمھارے سامنے آگے جانے والا ہوں، میں تم لوگوں پر گواہ ہوں تم لوگوں سے (ملنے کا) وعدہ حوض (کوثر پر) ہے، میں اسے دیکھ رہا ہوں حالانکہ میں اپنے اسی مقام پر ہوں، مجھے تم سے اس کا اندیشہ نہیں کہ تم شرک کروگے، لیکن مجھے تم پر دنیا کا

خوف ہے کہ تم اس میں رغبت کرو گے"۔
عقبہ نے کہا کہ یہ میری آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرلی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس عارضے میں وفات ہوئی

آغاز عارضہ

ابن شہاب سے مروی ہے کہ عائشہ رض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عارضہ جس میں آپ کی وفات ہوئی شروع ہوا تو آپ میمونہ کے مکان میں تھے، اسی روز روانہ ہو کر میرے پاس آگئے، میں نے کہا "ہائے سر" تو آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہو تاکہ میں اپنی زندگی میں تمھاری نماز جنازہ پڑھتا اور تمھیں دفن کرتا، میں نے کہا کہ آپ ایسا چاہتے ہیں، تو اس روز مجھے یہ نظر آتا ہے کہ آپ کسی اور عورت سے شادی کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں "ہائے سر" کہنے کا تم سے زیادہ مستحق ہوں کیونکہ تمھارے درد سر سے میرا درد سر بہت زیادہ ہے، اس لیے میری طرف توجہ کرو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ کے مکان واپس گئے، آپ کا درد اور شدید ہوگیا۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رض کے پاس آئے تو انھوں نے کہا "وائے سر" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں "وائے سر" (کہنے کا زیادہ مستحق ہوں) یہ آپ کے اس درد کی ابتدا تھی جس میں آپ کی وفات ہوئی، حالانکہ آپ کسی درد کی اس طرح شکایت نہیں

کرتے تھے کہ آپ کو درد ہے۔

عمر بن علی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عارضہ شروع ہوا وہ چہار شنبہ تھا' آغاز عارضے سے وفات تک تیرہ دن ہوئے۔

شدت مرض

ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد ہوا تو آپ کراہنے لگے اور اپنے بستر پر کروٹیں بدلنے لگے' عائشہؓ نے کہا: یارسول اللہؐ اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو آپ اس پر غصہ کرتے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دیا کہ (بروایت لفضل بن دکین) صالحین پر' (اور بروایت مسلم بن ابراہیم) مومنین پر سختی کی جاتی ہے' اس لیے کہ مومن کو ایک کانٹے کی یا اس سے بھی کم (اور بروایت مسلم) اور درد کی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے' (اور بروایت لفضل بن دکین) اللہ اس کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ابو بردہ نے بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ وہ عائشہؓ تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بیمار ہوئے کہ اس سے آپ کی بے قراری یا درد بڑھ گیا' میں نے کہا یارسول اللہؐ آپ گھبراتے ہیں اور بے قرار ہوتے ہیں' اگر ہم میں سے کوئی عورت ایسا کرتی تو آپ اس سے تعجب کرتے' فرمایا: تمھیں معلوم نہیں کہ مومن پر سختی کی جاتی ہے کہ وہ سختی اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے'

ابو بردہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے' درد اتنا شدید ہو گیا کہ اس نے آپ کو بے قرار کر دیا' جب افاقہ ہوا تو آپ کی کسی بیوی نے عرض کی کہ آپ نے مرض میں اس قسم کی شکایت کی کہ اگر ہم میں سے کوئی ایسی شکایت کرتی تو اسے خوف ہوتا کہ آپ اس پر غصہ کریں گے' فرمایا: کیا تمھیں معلوم نہیں کہ مومن پر اس کے مرض میں اس لیے

سختی کی جاتی ہے کہ اس کے ذریعے سے اس کے گناہ معاف کیے جائیں؟

۱۲ عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شدید درد ہوا'

عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ آپ کو بخار تھا' میں نے آپ کو چھوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کو شدید بخار ہے' فرمایا' ہاں' مجھے اتنا بخار ہوتا ہے جتنا تمھارے دو آدمیوں کو' عرض کی: آپ کے اجر بھی دو ہوں گے' فرمایا' ہاں' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' روئے زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں' جسے مرض کی یا اور کسی بات کی تکلیف پہنچے' تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہ اس طرح نہ کم کرتا ہو' جس طرح درخت اپنے پتے (خزاں میں) کم کرتا ہے'

علقمہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' انھوں نے آپ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا' پھر کہا' یا رسول اللہؐ آپ کو تو بہت سخت بخار ہے' فرمایا' ہاں' مجھے ایسا بخار ہوتا ہے جیسے تمھارے دو آدمیوں کو' عبداللہ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ اس لیے کہ آپ کے لیے دو اجر ہیں فرمایا' ہاں' خبردار' کوئی عبد مسلم ایسا نہیں کہ اسے اذیت پہنچے' اور اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہ اس طرح کم نہ کر دے جس طرح یہ درخت اپنے پتے گراتا ہے'

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' آپ کو ایسا سخت بخار تھا کہ ہم لوگوں میں سے کسی کا ہاتھ شدت حرارت سے آپ پر ٹھیر نہیں سکتا تھا' ہم لوگ تسبیح پڑھنے لگے'

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص انبیاء سے زیادہ سخت مصیبت میں نہیں ہوتا' جیسی ہم پر مصیبت سخت ہوتی ہے ویسا ہی ہمارا اجر بھی دو چند ہوتا ہے' اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی وہ ہوتا ہے کہ اس پر جوئیں مسلط کی جاتی ہیں یہاں تک کہ اسے قتل کر دیتی ہیں' اور اللہ کے نبیوں میں ایک نبی وہ ہوتا ہے جو برہنہ ہوتا ہے اور اسے سوائے

عباء کے جسے وہ پہن لیتا ہے اور کچھ نہیں ملتا کہ ستر چھپائے۔

ابو سعید الخدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کو بخار تھا اور آپ ایک چادر اوڑھے تھے، انھوں نے آپ کے اوپر ہاتھ رکھا تو چادر کے اوپر سے اس کی حرارت محسوس کی، انھوں نے کہا آپ کو کس قدر سخت بخار ہے، فرمایا ہم لوگوں پر اسی طرح سخت مصیبت کی جاتی ہے اور ہمارا اجر زیادہ کیا جاتا ہے،

ابو سعید نے پوچھا کہ سب سے زیادہ مصیبت والا کون ہے، فرمایا، انبیا، انھوں نے کہا، پھر کون، فرمایا، صالحین، ان میں کا کوئی فقر میں مبتلا کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ سوائے عباء کے جسے وہ قطع کرتا ہے اور کچھ نہیں پاتا، اور جوؤں میں مبتلا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دیتی ہیں، ان میں کا ایک شخص مصیبت میں اتنا خوش ہوتا ہے جتنا تم میں کا ایک شخص عطاء میں۔

بکر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمر اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ آپ کو بخار تھا یا باری کا بخار تھا، انھوں نے آپ پر ہاتھ رکھا، شدت حرارت سے اٹھالیا، عرض کی یا نبی اللہ آپ کا بخار یا آپ کا باری کا بخار کس قدر سخت ہے، فرمایا کہ رات کو یا شام کو بحمد اللہ میں نے ستر سورتیں پڑھیں، جن میں سات طویل تھیں، عرض کی یا نبی اللہ، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے اس لیے اگر آپ اپنے نفس پر نرمی کریں یا اپنے نفس سے تخفیف کریں (تو بہتر ہو)، فرمایا، کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں،

ثابت البنانیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں اپنے اصحاب میں برآمد ہوئے کہ آپ پر درد (کا اثر) معلوم ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا، تم مجھے جس حالت میں دیکھ رہے ہو (اسی حالت میں) میں نے شب کو سات طویل سورتیں پڑھی ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز تہجد میں) اتنا قیام

۱۳

کرتے تھے کہ آپ کے دونوں قدموں پر ورم ہو جاتا تھا، آپ سے کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں، اللہ نے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں، فرمایا: تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں،

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اور روزے میں خوب سعی فرماتے تھے، اپنے اصحاب کی طرف برآمد ہوتے تھے تو آپ ایک پرانی مشک کے مشابہ ہوتے تھے، (راوی) یزید نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ حالانکہ آپ سب سے زیادہ تندرست تھے،

سعد سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ مصیبت کس پر آتی ہے، فرمایا، انبیاء پر، پھر جو زیادہ مشابہ ہو، پھر جو اس کے زیادہ مشابہ ہو، آدمی بقدر اپنے دین کے مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اگر سخت دین دار ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوگی، اور اگر اس کے دین میں ڈھیلا پن ہے، تو وہ بقدر اپنے دین کے مبتلا ہوگا بندے پر برابر مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں، جس سے اس کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ جب وہ اس عالم سے رخصت ہوتا ہے تو اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں رہتا۔ (یعنے وہ مصیبتیں اس کے گناہوں کو مٹاتی رہتی ہیں اور مرنے تک اسے بالکل پاک و صاف کر دیتی ہیں)۔

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ سعد بن مالک نے پوچھا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مصیبت والا کون ہے (الخ)، مثل حدیث مذکور،

ابو المتوکل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے آپ کا مرض شدید ہو گیا تو ام سلمہؓ چلا کے (رونے لگیں) فرمایا: ٹھیرو، سوائے کافر کے کوئی چیخ کر نہیں روتا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختی کے بعد مومن پر موت کی شدت میں رشک کرتی ہوں،

۱۳

جن کلمات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائے حفاظت کرتے اور جبرئیل آپ کے لیے دعائے حفاظت کیا کرتے تھے

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات سے دعائے حفظ کیا کرتے تھے "اذھب الباس رب الناس اشف وانت الشافی لاشفاء الاشفاءک شفاء لایغادر سقما" (اے انسانوں کے پروردگار تکلیف کو دور کر، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، بغیر تیری شفاء کے شفا نہیں ہے، ایسی شفا دے جو کسی بیماری کو نہ باقی رکھے)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مرض میں شدت ہو گئی جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کے سہلانے لگی، اور ان کلمات سے آپ کے لیے دعائے حفظ کرنے لگی، پھر آپ نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑا لیا، اور کہا "رب اغفرلی والحقنی بالرفیق" (اے پروردگار میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق سے ملا دے) عائشہؓ نے کہا کہ یہ آخری کلمات تھے جو میں نے آپ سے سنے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تھے تو اپنا ہاتھ اس کے چہرے اور سینے پر پھیرتے تھے، اور فرماتے تھے "اذھب الباس رب الناس واشف وانت الشافی لاشفاء الاشفاءک شفاء لاتغادر سقما"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے عائشہؓ کا سہارا لگا لیا، انھوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا، اسے آپ کے چہرے اور سینے پر پھیرنے لگیں اور یہی کلمات کہنے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان سے چھڑا لیا اور کہا

"اللّٰھم اعلیٰ جنتہ الخلد" (اے خدا سب سے برتر جنت خلد عطا فرما)

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مریض ہوتے تھے تو اپنے اوپر معوذات (حفاظت کی دعائیں) پڑھ کر دم کرتے تھے، جب آپ کا درد شدید ہو گیا تو میں آپ پر پڑھا کرتی تھی اور برکت کی امید میں آپ پر آپ کا ہاتھ پھیرتی تھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے سینے پر پھیرنے لگی اور ان کلمات سے دعا کرنے لگی "اذھب الباس رب الناس" آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور کہا (میں اللہ سے رفیق اعلیٰ واسعد کو مانگتا ہوں) "اسأل اللہ الرفیق الاعلیٰ والاسعد"

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں اپنے اوپر معوذات (حفاظت کی دعائیں) دم کیا کرتے تھے جب آپ کو اس مرض کی شدت ہو گئی تو میں ان دعاوں کو آپ پر دم کرنے لگی اور آپ کا ہاتھ آپ پر پھیرنے لگی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو میں ایک دعا سے آپ کے لیے دعائے حفاظت کرتی تھی، (جو یہ تھی): "اذھب الباس رب الناس، بیدک الشفاء لاشافی الا انت (تیرے ہی ہاتھ میں شفاء ہے تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں) اشف شفاء لایغادر سقما" پھر جب آپ کا مرض وفات ہوا تو میں اس دعا سے آپ کے لیے دعائے حفاظت کرنے گئی آپ نے فرمایا، میرے پاس سے اٹھ جاؤ، کیونکہ وہ (دعائیں) تو مجھے پہلے فائدہ کرتی تھیں۔ ۱۵

عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے مرض میں معوذتین (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) سے دعائے حفظ کرتی تھیں، دم کرتی تھیں اور آپ کے چہرے پر آپ کا ہاتھ پھیرتی تھیں،

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر (ہاتھ) پھیرتی تھیں اور کہتی تھیں: "اکشف الباس رب الناس انت الطبیب وانت الشافی" (اے لوگوں کے پروردگار، تکلیف دور کر تو ہی طبیب ہے، تو ہی شفا دینے والا ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے "الحقنی بالرفیق

الحقنی بالرفیق" (مجھے رفیق سے ملا دے مجھے رفیق سے ملا دے۔)

قاسم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈنک مارا گیا تو آپ نے پانی اور نمک منگایا، اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر "قل ھو اللہ احد" "قل اعوذ برب الفلق"، "قل اعوذ برب الناس" پوری پوری پڑھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم میں سے جو کوئی بیمار ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے تھے، اور فرماتے تھے "اذھب الباس رب الناس، اشف وانت الشافی، لا شفاء الا شفاءک، شفاء لایغادر سقما"

جب آپ سخت بیمار ہوئے تو میں نے آپ کا داہنا ہاتھ لے کر اسے آپ پر پھیرا اور کہا "اذھب الباس رب الناس اشف وانت الشافی" آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑا لیا اور دو مرتبہ فرمایا "اللھم اغفرلی واجعلنی فی الرفیق الاعلی" (اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھے رفیق اعلی سے ملا دے) مجھے آپ کی وفات کا علم اس وقت ہوا جب میں نے آپ کی گرانی محسوس کی۔

ابن عائش نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عائش، کیا تمھیں میں سب سے بہتر دعائے حفاظت جو دعائے حفاظت کرنے والوں نے کی نہ بتا دوں؟ عرض کی: "ضرور"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں سورتیں "اعوذ برب الناس واعوذ برب الفلق"،

عبد الرحمن بن السائب الہلالی سے جو زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میمونہؓ کے بھتیجے تھے، مروی ہے کہ مجھ سے میمونہؓ نے کہا: اے بھتیجے ادھر آؤ۔ تاکہ میں تم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعویذ (رقیہ) دم کروں، انھوں نے کہا "بسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک من کل داء فیک اذھب الباس رب الناس واشف لاشافی الا انت (میں اللہ کے نام سے جھاڑتی ہوں، اللہ تمھیں ہر اس مرض سے شفا دے جو تمھارے اندر ہے، اے لوگوں کے پروردگار تکلیف دور کر اور شفا دے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں)

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا "بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا لیشفی سقیمنا باذن ربنا" (اللہ کے

نام سے اپنی زمین کی مٹی کو ہم میں سے کسی کے تھوک سے ملاتا ہوں تاکہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا ہو جائے)

۱۶ ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے آپ کو (ان کلمات سے) جھاڑا: "بسم اللہ ارقیک من کل شیئ یوذیک من کل حاسد وعین واللہ یشفیک" (اللہ کے نام سے آپ کو جھاڑتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو ایذا دے، ہر حاسد اور نظر سے، اور اللہ آپ کو شفا دے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو جبریلؑ نے آپ کو جھاڑا اور کہا: "بسم اللہ یبریک من کل داء یشفیک من شر کل حاسد اذا حسد ومن شر کل ذی عین" (اللہ کے نام سے جو آپ کو ہر مرض سے صحت دے آپ کو ہر حاسد کے حسد سے جب وہ حسد کرے اور ہر نظر لگانے والے کے شر سے شفا دے)

جبیر بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعائے حفاظت کیا کرتے تھے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بسم اللہ ارقیک من کل شیئ یوذیک من شر کل ذی عین ونفس حاسد وباغ یبغیک بسم اللہ ارقیک واللہ یشفیک"۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تھے تو جبریلؑ آپ کو جھاڑتے تھے اور کہتے تھے: "بسم اللہ یبریک من کل داء یشفیک من شر حاسد اذا حسد ومن شر کل ذی عین"

عطاء سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ تعویذ جو جبریلؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں یہود کے سحر کرنے کے وقت کیا یہ تھا: بسم اللہ ارقیک بسم اللہ یشفیک، من کل داء یعینک، خذہا فلتہنیک، من شر حاسد اذا حسد"

آنحضرتؐ کا ایام مرض میں اصحاب کو نماز پڑھانا

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد تھا،

آپ کے پاس اصحاب عیادت کرنے آئے، آپ نے انھیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے تھے، پھر آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ، جب اپنی نماز پوری کرلی تو فرمایا: امام تو اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو، جب رکوع کرے تو رکوع کرو، جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو، جب بیٹھے تو بیٹھ جاؤ، اور ویسا ہی کرو جیسا امام کرے۔

۱۷　الزہری سے مروی ہے کہ انس بن مالک کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے، داہنا کولہ چھل گیا، ہم لوگ آپ کے پاس عیادت کرنے گئے، نماز کا وقت آگیا تو آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی، ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، آپ نے نماز پوری کرلی تو فرمایا کہ امام اسی لیے کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو، جب رکوع کرے تو رکوع کرو، جب اٹھے تو اٹھ جاؤ، جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو "ربنا لک الحمد" کہو، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب لوگ اس کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھو۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں لوگوں کی امامت کی کہ آپ سخت بیمار تھے اور نماز میں ابو بکرؓ پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام تو صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو، جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو "ربنا لک الحمد" کہو، جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو سب مل کے بیٹھ کر نماز پڑھو۔

ابو بکرؓ کی امامت

عبید بن عمیر اللیثی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے مرض وفات میں ابو بکر الصدیقؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، ابو بکرؓ نے نماز شروع کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (درد میں) کمی محسوس ہوئی، آپ نکلے اور صفوں کو چیرنے لگے،

جب ابو بکرؓ نے آہٹ محسوس کی تو وہ سمجھ گئے کہ اس طرح سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا، وہ نماز میں اِدھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے، پیچھے صف کی طرف ہٹے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان کے مقام پہ واپس کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے، اور ابو بکرؓ کھڑے رہے،

جب دونوں حضرات نماز سے فارغ ہوئے تو ابو بکرؓ نے کہا اَللّٰہ، اَللّٰہ رسول اللہ ہیں، میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ بحمد اللہ آپ تندرست ہیں، یہ دن خارجہ کی بیٹی کا ہے، وہ بنی الحارث بن الخزرج کے انصار میں سے ابو بکرؓ کی بیوی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانماز پر یا حجروں کی جانب بیٹھ گئے، آپ نے لوگوں کو فتنوں سے ڈرایا پھر آپ نے اتنی بلند آواز سے ندا دی کہ آپ کی آواز مسجد کے دروازے سے باہر نکل رہی تھی: واللہ لوگ مجھے ذرا بھی مجبور نہیں کر سکتے، میں صرف وہی چیز حلال کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دی، اور وہی چیز حرام کرتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کر دی، پھر فرمایا: اے فاطمہؓ اور اے صفیہؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی) جو کچھ اللہ کے پاس (نعمت آخرت) ہے اس کے لیے تم دونوں عمل کرو، (بغیر عمل کے) میں تم دونوں کے کچھ کام نہ آسکوں گا،

آپ مجلس سے اٹھ گئے، آدھا دن بھی نہ گزرا کہ اللہ نے آپ کو اٹھالیا۔

۱۸ انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس درد میں جس میں آپ کی وفات ہوئی، ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے، جب دوشنبہ ہوا اور وہ لوگ نماز کی صفوں میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کا پردہ کھول کر ہماری طرف نظر کرنے لگے، آپ

اس طرح کھڑے تھے کہ چہرہ گویا قرآن کا ایک ورق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا تو ہم لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کی خوشی سے مسرور ہو گئے حالانکہ ہم لوگ نماز میں تھے، ابو بکر اپنے پیچھے ہٹے کہ صف سے مل جائیں، انھیں یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے برآمد ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر ہو گئے اور پردہ ڈال دیا، اسی روز آپ کی وفات ہو گئی (صلی اللہ علیہ وسلم)

الزہری سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا: سب سے آخری مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوشنبہ کے روز دیکھا، آپ نے جس وقت پردہ ہٹایا تو لوگ صف بستہ ابو بکرؓ کے پیچھے تھے، جب آپ کو لوگوں نے دیکھا تو وہ گنگنائے، آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھیرے رہو، میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا کہ گویا قرآن کا ایک ورق تھا، پھر آپ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخر میں آپ کی وفات ہو گئی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت پردہ کھولا کہ لوگ ابو بکرؓ کے پیچھے صف بستہ تھے، آپ نے فرمایا: بشرات نبوت میں سے سوائے رویائے صالحہ کے جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے اور کچھ باقی نہیں رہا، سوائے اس کے کہ مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قراءت سے منع کیا گیا ہے، لیکن رکوع میں اپنے پروردگار کی عظمت بیان کرو، اور سجدے میں خوب دعا کرو، قریب ہے کہ تمھاری دعا قبول کر لی جائے۔

حمزہ بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد شدید ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عائشہؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ ابو بکرؓ جب قرآن پڑھتے ہیں تو وہ نرم دل اور بہت رونے والے آدمی ہیں، اس لیے آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو ابو بکرؓ ضرور نماز پڑھائیں، عائشہؓ نے اپنی گفتگو کے مطابق پھر آپ سے دہرایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا لوگوں کو ابوبکرؓ ضرور نماز پڑھائیں، تم (عورتیں) یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس معاملہ (نماز) میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار گفتگو کی، مجھے بہ کثرت (ایک ہی بات کے) دہرانے پہ صرف اس امر نے برانگیختہ کیا کہ میرے دل میں یہ آیا کہ لوگ اس شخص کو پسند نہ کریں گے جو آپ کے بعد آپ کی جگہ پر کھڑا ہو، میں یہ خیال کرتی تھی کہ جو شخص آپ کی جگہ کھڑا ہوگا لوگ اسے منحوس سمجھیں گے، میں نے یہ چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ سے پھر جائیں۔

۱۹ انس بن مالک سے مروی ہے کہ دوشنبہ کو جس وقت مسلمان فجر کی نماز میں تھے اور ابوبکرؓ انھیں نماز پڑھا رہے تھے، یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ کے حجرے کا پردہ کھولا اور ان کی طرف دیکھا آپ کسی قدر مسکرائے، ابوبکرؓ پیچھے ہٹے کہ صف میں مل جائیں، انھوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے نکلنے کا ارادہ فرماتے ہیں،

مسلمانوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو خوشی میں انھوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی نماز میں تتر بتر ہو جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو، آپ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی روز وفات ہوگئی،

عبیداللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں عائشہؓ کے پاس آیا، ان سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کا حال بیان کیجیے، انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا، نہیں، یا رسول اللہ، وہ آپ کے منتظر ہیں، آپ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھ دو، ہم نے رکھ دیا، آپ نے وضو کیا، آپ بہ دشواری اٹھے کہ کھڑے ہوں، مگر بے ہوشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا، نہیں، وہ لوگ آپ کے انتظار میں ہیں، فرمایا، میرے لیے لگن میں پانی رکھ دو، ہم نے پانی رکھ دیا،

آپ نے وضو کیا، پھر آپ چلے کہ بہ دشواری کھڑے ہوں، مگر بے ہوشی طاری ہو گئی، افاقہ ہو گیا تو فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں، وہ آپ کے منتظر ہیں، آپ نے فرمایا میرے لیے لگن میں پانی رکھ دو، ہم نے ایسا ہی کیا، آپ گئے اور وضو کیا، پھر پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ میں نے کہا نہیں، وہ آپ کے منتظر ہیں۔

لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے (دن کی) آخری نماز عشاء کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، قاصد آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتے ہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیجیے، ابو بکرؓ نے کہ رقیق القلب تھے کہا، اے عمرؓ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو، عمرؓ نے کہا کہ آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں، آخر ابو بکرؓ ہی نے کئی دن نماز پڑھائی۔

چند روز کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف میں کچھ کمی محسوس ہوئی، آپ دو آدمیوں کے درمیان، جن میں ایک عباسؓ تھے، (سہارا لگائے) نکلے اسی حالت میں نماز پڑھی کہ ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، عائشہؓ نے کہا کہ جب آپ کو ابو بکرؓ نے دیکھا تو چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں، ان دونوں آدمیوں سے (جن پر سہارا لگایا تھا) فرمایا کہ مجھے ابو بکرؓ کے پہلو میں بٹھا دو، دونوں نے آپ کو ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھا دیا۔ ابو بکرؓ جو کھڑے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابو بکرؓ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔

عبید اللہ نے کہا کہ میں عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کے متعلق مجھ سے عائشہؓ نے جو کچھ بیان کیا کیا میں آپ کے سامنے پیش کروں؟، انھوں نے کہا بیان کرو، میں نے ان سے بیان کیا، انھوں نے اس میں سے کسی بات کا انکار نہیں کیا سوائے اس کے کہ یہ کہا کہ آیا انھوں نے تم سے اس شخص کا نام بتایا (جو سہارا دینے میں) عباسؓ کے ساتھ تھا،

۲۰ میں نے کہا نہیں، انھوں نے کہا: وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض (کے زمانے) میں نماز کی اطلاع دی گئی تو فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں اس کے بعد آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی جب وہ آپ سے دور ہوگئی تو استفسار فرمایا: آیا تم نے ابو بکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دے دیا؟ میں نے کہا، یا رسول اللہ وہ ایسے رقیق القلب آدمی ہیں کہ لوگوں کو (قرآن) نہیں سنا سکتے، اس لیے اگر آپ عمرؓ کو حکم دیں (تو مناسب ہو) آپ نے فرمایا: تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، کیونکہ بہت سے کہنے والے اور تمنا کرنے والے ہیں (جو اس منصب کے لیے کہیں گے بھی اور تمنا بھی کریں گے) اللہ اور مومنین (سوائے ابو بکرؓ کے اور سب کی امامت سے) انکار کرتے ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت میں شدت ہوگئی تو آپ نے فرمایا: (ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، میں نے کہا، یا نبی اللہ، ابو بکرؓ رقیق القلب، کمزور آواز والے، قرآن پڑھتے وقت بہت رونے والے آدمی ہیں، آپ نے فرمایا: انھیں کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے اپنے قولِ سابق کا اعادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ یوسف کی ساتھ والیاں ہو، انھیں کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عائشہؓ نے کہا، میں یہ صرف اس لیے کہتی تھی کہ یہ (امامت) میرے والد سے باز رکھی جائے، میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ لوگ اس شخص کو ہرگز قبول نہ کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑا ہوگا اور وہ ہر حادثے میں اس سے فال بد لیا کریں گے، اس لیے میں یہ چاہتی تھی کہ یہ میرے والد سے روک لیا جائے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب دوشنبہ بیماری کی حالت میں گزاری، کوئی مرد اور کوئی عورت ایسی نہ رہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کی وجہ سے صبح کو مسجد میں نہ آئی ہو، مؤذن آیا اور

اس نے آپ کو نماز صبح کی اطلاع دی، آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے لوگوں کو نماز پڑھانے کو کہو، ابوبکرؓ نے اپنی نماز کی تکبیر کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کھولا اور لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: اللہ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کی ہے،

دوشنبہ کی صبح آپ کو افاقے کی حالت میں ہوئی، آپ فضل بن عباسؓ اور اپنے غلام ثوبان پر تکیہ لگا کر برآمد ہوئے، اور مسجد میں آئے،

لوگ ابوبکرؓ کے ساتھ صبح کی نماز کا سجدہ کرکے دوسری رکعت میں کھڑے تھے، لوگوں نے آپ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے، آپ آئے یہاں تک کہ ابوبکرؓ کے پاس کھڑے ہوگئے، ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کے ان کی جانماز پر بڑھا دیا، دونوں (حضرات) نے مل کر صف بنا لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور ابوبکرؓ آپ کی بائیں جانب کھڑے ہو کر قرآن پڑھ رہے تھے، ابوبکرؓ نے سورت پوری کرلی تو (رکوع کے بعد) دو سجدے کئے پھر بیٹھکر تشہد (التحیات) پڑھنے لگے، جب انھوں نے سلام پھیرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت پڑھی اور واپس تشریف لے گئے۔

۲۱ عبداللہ بن زمعہ بن الاسود سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات میں عیادت کی، آپ کے پاس نماز کی اطلاع دینے بلالؓ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ وہ نماز پڑھ لیں،

میں نکلا اور اس طرح لوگوں سے ملا کہ ان سے بات نہ کرتا تھا، جب عمر بن الخطابؓ سے ملا تو ان کے پیچھے والے کو تلاش نہیں کیا، ابوبکرؓ موجود نہ تھے، میں نے ان سے کہا کہ اے عمرؓ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو، عمرؓ مصلے پر کھڑے ہوئے، وہ بلند آواز شخص تھے، تکبیر کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی، آپ نے حجرے سے سر باہر نکالا، یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو دیکھا، پھر آپ نے فرمایا نہیں، نہیں، نہیں، ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ) نماز پڑھائیں''،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب کی حالت میں یہ فرما رہے تھے،

عمرؓ واپس ہو گئے، انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے بھتیجے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں حکم دیا تھا کہ تم مجھے حکم دو؟ میں نے کہا نہیں، لیکن جب میں نے یہ مناسب سمجھا کہ جو آپ کے پیچھے ہے اسے نہ تلاش کروں (تو میں نے آپ سے نماز پڑھانے کو کہہ دیا) پھر عمرؓ نے کہا کہ جب تم نے مجھے حکم دیا تو میرا یہی گمان تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں اس کا حکم دیا ہے، اگر (میرا گمان) ایسا نہ ہوتا تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا، عبداللہ نے کہا کہ جب میں نے ابو بکرؓ کو نہ دیکھا تو آپ کو بمقابلہ دوسروں کے نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق پایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ نماز کا وقت آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دو، جب ابو بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر کھڑے ہوئے تو انھیں بہت رونا آیا اور وہ پریشان ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پانے کی وجہ سے ان (ابو بکرؓ) کے پیچھے جو لوگ تھے انھیں بھی بہت رونا آیا، نماز کا وقت آیا تو مؤذن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ کسی شخص کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ ابو بکرؓ اور جو ان کے پیچھے تھے رونے سے پریشان ہو گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حفصہؓ نے کہا کہ جب تک اللہ اپنے رسول کو اٹھنے کے قابل کرے عمرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں،

مؤذن عمرؓ کے پاس گیا، انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تکبیر سنی تو فرمایا یہ کون شخص ہے؟ جس کی تکبیر میں سنتا ہوں، آپ کی ازواج نے کہا کہ "عمر بن الخطابؓ" اور آپ سے بیان کیا کہ مؤذن آیا تھا، اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ آپ کسی شخص کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیں کیونکہ ابو بکرؓ تو رونے سے پریشان ہو گئے، تو حفصہؓ نے کہا کہ عمرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو، ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں کیونکہ وہ (عمرؓ) اگر ان (ابو بکرؓ) کو خلیفہ نہ کریں گے تو لوگ اطاعت نہیں کریں گے،

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وہ مرض ہوا

جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے ابو بکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، پھر آپ کو (مرض میں) تخفیف معلوم ہوئی تو خود آئے، ابو بکرؓ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو آپ نے انھیں اشارہ کیا، وہ اپنے مقام پر قائم رہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ کی بائیں جانب بیٹھ گئے، آپ نے وہ آیت شروع کی جسے ابو بکرؓ نے ختم کیا تھا۔

حسن سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ مرض ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے موذن آیا آپ نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں کیونکہ تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔

محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض کی حالت میں ابو بکرؓ سے فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ، کچھ افاقہ ہوا تو آپ باہر نکلے اس وقت ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے پھر انھیں خبر نہ ہوئی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے دونوں شانوں کے درمیان نہ رکھا۔ ابو بکرؓ پیچھے ہٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے، ابو بکرؓ نے نماز پڑھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب آپ واپس ہوئے تو فرمایا: کوئی نبی ہرگز نہیں اٹھایا جاتا جب تک اس کی امت کا کوئی شخص اس کی امامت نہ کرلے۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی ہرگز نہیں اٹھایا جاتا جب تک اس کی امت کا کوئی شخص اس کی امامت نہ کرلے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے تکبیر کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تکبیر سنی، آپ نے غضب کی حالت میں اپنا سر نکالا اور فرمایا: ابن ابی قحافہ (ابو بکرؓ) کہاں ہیں، ابن ابی قحافہ (ابو بکرؓ) کہاں ہیں۔؟

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اپنے درد میں مبتلا رہے، جب آپ کو کمی محسوس ہوئی تو برآمد ہوئے تکلیف جب شدید ہو گئی اور آپ کے پاس موذن آیا تو آپ نے فرمایا: ابو بکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، وہ (موذن) ایک روز آپ کے پاس سے اس حکم کے لیے نکلا کہ لوگوں کو

حکم دے کہ نماز پڑھیں، اور ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ) موجود نہ تھے، عمر بن الخطابؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب انھوں نے تکبیر کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں، ابن ابی قحافہ کہاں ہیں؟ پھر صفیں ٹوٹ گئیں اور عمرؓ واپس ہوئے، ہم لوگ ابن ابی قحافہ کے آنے تک جو السنح میں تھے ٹھیرے رہے، پھر آگے بڑھ کے انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے درد میں (یہ کرتے) تھے کہ جب تخفیف ہوتی تو نکل کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور جب اس کی شدت محسوس کرتے تو فرماتے لوگوں کو حکم دو کہ نماز پڑھ لیں، ایک روز صبح کی نماز لوگوں کو ابن ابی قحافہ نے پڑھائی، انھوں نے ایک رکعت پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے، آپ نے ابوبکرؓ کی اقتدا کی، جب ابوبکرؓ نے نماز پوری کرلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بقیہ نماز تمام فرمائی،

۲۳ ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں ابوبکرؓ کی نماز کے ساتھ فجر کی ایک رکعت پڑھی، پھر بقیہ رکعت پوری کی، محمد بن عمر نے کہا کہ میرے خیال میں ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکرؓ بن عبد اللہ بن ابی سبرہ سے پوچھا کہ ابوبکرؓ نے لوگوں کو کتنی نمازیں پڑھائیں، انھوں نے کہا کہ انھوں نے سترہ نمازیں پڑھائیں، میں نے کہا: تم سے کس نے یہ بیان کیا تو انھوں نے کہا: مجھ سے ایوب بن عبد الرحمٰن بن صعصعہ نے بیان کیا، (اور ان سے) عباد بن تمیم نے (اور ان سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے (بیان کیا) کہ ابوبکرؓ نے انھیں اتنی نمازیں پڑھائیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے لوگوں کو تین نمازیں پڑھائیں (جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے)

ابو موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور آپ کے مرض میں شدت ہوگئی تو فرمایا، ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز

پڑھائیں، عائشہؓ نے کہا، یا رسول اللہ، ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں، وہ جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو ممکن ہے لوگوں کو (گریہ وزاری کی وجہ سے قرآن) نہ سنا سکیں، آپ نے فرمایا، ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔

عبداللہ (بن مسعود) سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس دنیا سے) اٹھالیے گئے تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے (ہو)، عمرؓ ان کے پاس آئے اور کہا، اے گروہ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، انھوں نے کہا، بے شک (جانتے ہیں) عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں کون شخص ہے جس کا دل اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکرؓ کے آگے بڑھے؟ انھوں نے کہا اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم ابوبکرؓ کے آگے بڑھیں۔

ایامِ مرض میں آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ سے کیا فرمایا

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات کے قبل پانچ باتوں میں میرا زمانہ قریب تر ہے، میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ آپ اپنے ہاتھ کو ہلاتے تھے کہ میرے قبل کوئی نبی ایسا نہیں ہوا کہ اس کی امت میں سے اس کا کوئی خلیل (خاص دوست) نہ ہو، آگاہ رہو کہ میرے خلیل ابوبکرؓ ہیں، اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنایا جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا،　۲۴

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ میرے پاس ابوبکرؓ کو بلالو، عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ پر گریہ غالب ہے، اگر آپ چاہیں تو ہم ابن الخطابؓ کو بلالیں، آپ نے (دوبارہ) فرمایا، ابو[illegible] کو بلاؤ، عائشہؓ نے کہا ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں، اگر آپ چاہیں تو ہم ابن [illegible] کو بلالیں،

آپ نے فرمایا: تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو، میرے لیے ابو بکرؓ اور ان کے بیٹے کو بلاؤ کہ وہ لکھ لیں، مبادا، ابو بکرؓ (کی خلافت) کے معاملے میں کوئی طمع کرنے والا طمع کرے، یا کوئی آرزو کرنے والا (خلافت کی) آرزو کرے، پھر فرمایا اس سے (یعنی کسی اور کی خلافت سے) اللہ اور مومنین انکار کرتے ہیں، اللہ اور مومنین اس سے کرتے ہیں، عائشہؓ نے کہا کہ (ایسا ہی ہوا کہ) اللہ نے اور مومنین نے اس سے (یعنی سوائے ابو بکرؓ کے کسی اور کی خلافت سے) انکار کردیا، اللہ نے اور مومنین نے اس سے انکار کردیا۔

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ میرے لیے ابو بکرؓ کو بلاؤ، وہ لوگ ابن الخطابؓ کو آپ کے پاس بلا لائے، آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو فرمایا: میرے لیے ابو بکرؓ کو بلاؤ، انھوں نے ابن الخطابؓ کو آپ کے پاس بلالیا تو فرمایا: تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو،

اس کے بعد عائشہؓ سے کہا گیا کہ تمھیں کیا تھا، کہ تم نے اپنے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جیسا کہ آپ نے تم کو حکم دیا نہیں بلایا، انھوں نے کہا کہ مجھے یہ گمان تھا کہ لوگ جب میرے والد کی آواز سنیں گے تو کہیں گے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیسے برے جانشین ہیں، لوگوں کا اس بات کو عمرؓ کے لیے کہنا مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت اس کے کہ وہ بات میرے والد کے لیے کہیں۔

قاسم بن محمد نے اور عروہ نے اور عبد اللہ بن عتبہ نے اس طرح عائشہؓ سے روایت کی کہ ایک حدیث دوسرے کی حدیث میں داخل ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی ابتدا میمونہ کے گھر میں ہوئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں (اپنے درد سر کی وجہ سے) "ہائے سر" کہہ رہی تھی، فرمایا: میری زندگی ہی میں اگر ایسا ہوتا کہ میں تمھارے لیے استغفار کرتا اور تمھارے لیے دعا کرتا، تمھیں کفن دیتا اور تمھیں دفن کرتا (تو اچھا ہوتا) میں نے (عائشہؓ نے) کہا کہ "ہائے افسوس" خدا کی قسم آپ تو میرا مرنا چاہتے ہیں، اگر ایسا ہوتا تو آپ اس روز کسی اور سے نکاح کرتے،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہوں "ہائے سر" (کہنے کا مستحق کیونکہ میرا درد سر تم سے بہت زیادہ ہے) میں نے قصد کیا کہ کسی کو بھیج کر تمھارے والد اور تمھارے بھائی کو بلواؤں، اپنا کام پورا کر دوں اور اپنا عہد مضبوط کر دوں تاکہ کوئی طمع کرنے والا اس امر میں طمع نہ کرے اور نہ کہنے والے (اس کے لیے) کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں۔

پھر فرمایا: ہرگز (اس کے مضبوط کرنے کی ضرورت) نہیں، (کیونکہ سوائے ابوبکرؓ کی خلافت کے کسی اور کی خلافت سے) اللہ بھی انکار کرے گا اور مومنین بھی رد کریں گے، یا اللہ رد کرے گا اور مومنین انکار کریں گے، بعض راویوں نے اپنی حدیث میں کہا کہ "اللہ سوائے ابوبکرؓ کے (اور سب کی خلافت سے) انکار کرے گا"

حسن سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دو یمنی چادریں اوڑھے ہوں، میں لوگوں کا پاخانہ روندتا ہوں، اور میرے سینے میں دو باغ ہیں، آپ نے فرمایا کہ دو باغ (کا مطلب یہ ہے کہ) تم دو سال تک والی (ملک) رہو گے، یمنی چادر (کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے بیٹے سے خوش نہ ہو گے (ایسا ہی ہوا کہ ان کے ایک فرزند حضرت عثمانؓ کے باغیوں میں شریک تھے)، اور پاخانہ (تو اس کا مطلب یہ ہے کہ) تمھیں ان سے اذیت نہیں پہنچے گی، (خواب سے زیادہ تعبیر سچی ہوئی)۔

محمد بن جبیر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو آپ سے کسی بارے میں تذکرہ کر رہا تھا، اس نے کہا کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (تو کس سے ملوں)، آپ نے فرمایا، ابوبکرؓ کے پاس آنا، محمد بن عمر نے کہا کہ آپ کی مراد بعد موت تھی،

محمد بن عمرو الانصاری نے کہا کہ میں نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے ایک مدت تک کے لیے (قرض) ایک اونٹ خریدا، اس نے کہا، یا رسول اللہ، اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی بعد موت کے (آؤں) تو آپ نے فرمایا، ابوبکرؓ کے پاس آنا۔ اس نے کہا، اگر میں ابوبکرؓ کے پاس آیا اور بعد موت کے انھیں بھی نہ پایا، تو آپ نے فرمایا عمرؓ کے پاس آنا

اس نے کہا اگر میں آؤں اور عمرؓ کو بھی نہ پاؤں تو آپ نے فرمایا کہ جب عمرؓ بھی مرجائیں تو تجھ سے مرا جائے تو تو بھی مرجانا۔

باب صدیقؓ کے علاوہ مسجد نبوی کے اندر سب کے دروازے بند کردیے گئے

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اللہ نے ایک بندے کو دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا تو اس بندے نے جو اللہ کے پاس تھا اسے اختیار کرلیا، ابو بکرؓ رونے لگے میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا اس شیخ کو یہ بات رلاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں کہ ایک بندے کو اختیار دیا گیا پھر اس نے اختیار کرلیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ شخص تھے جسے اختیار دیا گیا تھا اور ابو بکرؓ ہم سب سے زیادہ اسے جانتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکرؓ تم بخیریت رہو، لوگو، اپنی جان و مال میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکرؓ ہیں، اگر میں انسانوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابو بکرؓ ہی ہوتے، لیکن مجھے ان کے ساتھ اسلام کی اخوت اور اسلامی محبت ہے، مسجد کے اندر کوئی دروازہ سوائے ابو بکرؓ کے دروازے کے بند کرنے سے باقی نہ رہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے اپنی جان و مال میں ابو بکرؓ ہیں، یہ تمام دروازے جو مسجد کے اندر نکلتے ہیں، سوائے ابو بکرؓ کے دروازے کے سب بند کردو۔

معاویہ بن صالح نے کہا کہ لوگوں نے (اعتراضاً) کہا کہ آپ نے ہمارے دروازے بند کردیے اور اپنے خلیل کا دروازہ چھوڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ تم نے ابو بکرؓ کے دروازے کے بارے میں کہا، میں

ابوبکرؓ کے دروازے پر نور دیکھتا ہوں اور تمھارے دروازے پر ظلمت دیکھتا ہوں'

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں اپنے سر میں ایک کپڑے کی پٹی باندھے ہوئے نکلے' منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ کوئی شخص ابوبکرؓ بن ابی قحافہ سے زیادہ اپنی جان ومال میں مجھ پر احسان کرنے والا نہیں ہے' اگر میں انسانوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا' لیکن اسلامی دوستی افضل ہے' وہ تمام کھڑکیاں جو اس مسجد میں ہیں' سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے' بند کردو۔

ایوب بن بشیر الانصاری نے بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حجرے سے) برآمد ہوئے اور منبر پر بیٹھے' آپ نے کلمہ شہادت پڑھا' جب تشہد پورا ہوگیا تو سب سے پہلے شہدائے احد کے لیے استغفار کی' پھر فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو دنیا اور اللہ کے پاس کی نعمتوں کے درمیان اختیار دیا گیا' اس نے جو اس کے رب کے پاس ہے' اسے اختیار کرلیا'

لوگوں میں سب سے پہلے اسے ابوبکر الصدیقؓ سمجھ گئے' انھیں معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد (بندے سے) اپنی ذات ہے' وہ رونے لگے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابوبکرؓ اپنے اوپر رحم کرو' وہ تمام دروازے جو مسجد میں نکلتے ہیں' سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے' سب بند کردو' کیونکہ میں صحابہ میں اُن کے برابر کسی شخص کو اپنے نزدیک احسان میں افضل نہیں جانتا'

ابوالحویرث سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازوں کے متعلق حکم دیا کہ سوائے ابوبکرؓ کے دروازے کے سب بند کردیے جائیں تو عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں ایک کھڑکی کھول لوں تاکہ جب آپ نماز کو نکلیں تو میں آپ کو دیکھ لوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' نہیں'

عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے کہا: یا رسول اللہ

کیا بات ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کے دروازے مسجد میں کھلے رہنے دیے اور کچھ لوگوں کے بند کرا دیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عباسؓ، نہ میں نے اپنے حکم سے کھلے رہنے دیے اور نہ میں نے اپنے حکم سے بند کیے (بلکہ جو کچھ کیا وہ اللہ کے حکم سے کیا)

حیات و موت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار

۲۷ عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی نہیں مرتا تاوقتیکہ اسے دنیا و آخرت میں اختیار نہ دیا جائے، اشتداد مرض میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بیٹھ گئی تو میں نے آپ کو کہتے سنا: "مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا" (ان نبیوں اور صدیقوں اور شہداء و صالحین کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا، اور وہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں) مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس کی جان قبض نہ کی جائے اسے اس کا ثواب نہ دکھایا جائے، اور وہ (جان) اسی کی طرف واپس نہ کر دی جائے، پھر اسے جان کے اس کی طرف واپس کیے جانے اور (عالم آخرت میں) بلائے جانے میں اختیار نہ دیا جائے،

"میں نے یہ بات آپ سے (سنکر) یاد کرلی تھی، میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی کہ دیکھا تو، آپ کی گردن جھک گئی، سمجھی شاید آپ نے قضا کی،

مجھے وہ بات یاد آ گئی جو آپ نے کہی تھی، پھر میں نے آپ کی طرف دیکھا کہ آپ اٹھے اور آپ نے دیکھا، اس وقت میں نے کہا کہ واللہ آپ ہمیں اختیار نہیں کریں گے، آپ نے فرمایا: جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ، ان انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا، اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں،"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی نہیں اٹھایا جاتا تاوقتیکہ اسے جنت میں ٹھکانا نہ دکھا دیا جائے اور اختیار نہ دیا جائے،

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عارضے میں مبتلا ہوئے، آپ کا سر میرے زانو پر تھا، تھوڑی دیر کے لیے آپ پر بے ہوشی طاری ہوئی، افاقہ ہوا تو آپ نے اپنی نظر مکان کی چھت کی طرف اٹھائی اور فرمایا: اے اللہ رفیق اعلیٰ،

"میں سمجھ گئی کہ اب آپ ہمیں اختیار نہ کریں گے اور میں جان گئی کہ جو حدیث آپ ہم سے بیان کیا کرتے تھے وہ صحیح ہے، یہ آخری کلمہ تھا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلم فرمایا"

ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اختیار دیا جائے گا تو آپ ہمیں اختیار نہ کریں گے،

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل وفات کہتے سنا، ایسی حالت میں کہ میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے تھی، کہ: "اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق" (اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحمت فرما، اور مجھے رفیق سے ملا دے۔)

عباد بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے خبر دی کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل وفات، اس حالت میں کہ وہ آپ کی پشت سے سہارا لگائے ہوئے تھیں، خوب غور سے سنا، آپ فرماتے تھے "اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ"

مالک بن انس سے مروی ہے کہ "مجھے عائشہؓ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی نہیں مرتا تاوقتیکہ اسے اختیار نہ دیا جائے،

۲۸

جب میں نے آپ کو کہتے سنا "اللھم الرفیق الاعلیٰ" تو سمجھ گئی کہ آپ اب اس دنیا میں مقام نہ فرمائیں گے،

ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہؓ اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھیں اور شفا کی دعا کر رہی تھیں، آپ کو افاقہ ہو گیا تو فرمایا "نہیں میں اللہ سے جبریلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ کے ساتھ رفیق اعلیٰ و اسعد کو مانگتا ہوں"

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بیماری کی حالت میں، سر پر کپڑے کی پٹی باندھے، برآمد ہوئے، آپ نکل کر چلنے لگے یہاں تک کہ منبر پر کھڑے ہو گئے، پھر جب آپ اس پر بیٹھ گئے تو بروایت ابی ضمرہ انس بن عیاض وصفوان، فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں رسول اللہؐ کی جان ہے" اور بروایت محمد بن اسماعیل، فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت کے روز میں ضرور حوض پر کھڑا ہوں گا، ایک شخص کے سامنے دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی مگر اس نے آخرت کو اختیار کر لیا"

حاضرین میں سے سوائے ابوبکرؓ کے کوئی نہ سمجھا، وہ روئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ہم سب لوگ اپنی جان و مال اور ماں باپ بیٹے آپ پر فدا کرتے ہیں، پھر آپ (منبر سے) اترے اور اس پر قیامت تک نہ کھڑے ہوئے۔

ازواج مطہرات کے ساتھ تقسیم اوقات

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی حالت میں ایک چادر پر اٹھائے جاتے تھے اور اس طرح ازواج پر گشت کر کے ان کی باری پوری کرتے تھے۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے درمیان (اوقات) تقسیم کرتے تھے، آپ ان سب میں مساوات ملحوظ رکھتے اور فرماتے:

اے اللہ یہ وہ ہے جس کا میں مالک ہوں، اور تو زیادہ مالک ہے اس شے کا جس کا میں مالک نہیں ہوں، یعنے حب قلبی۔

ازواج سے اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری عائشہ رض کے گھر میں کی جائے

ابن شہاب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد ۲۹ شدید ہو گیا تو آپ نے اپنی ازواج سے عائشہ رض کے گھر میں رہنے کی اجازت چاہی، کہا جاتا ہے کہ ان سے فاطمہ رض نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آمد و رفت گراں ہے، سب نے اجازت دیدی، آپ میمونہ رض کے گھر سے نکل کر عائشہ رض کے گھر کی طرف اس طرح روانہ ہوئے کہ آپ کے دونوں قدم عباس رض اور ایک دوسرے شخص کے درمیان گھسٹ رہے تھے، آپ عائشہ رض کے گھر میں داخل ہو گئے، غالباً ابن عباس رض نے پوچھا کہ وہ دوسرا شخص کون تھا، لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی تو انھوں نے کہا کہ وہ علی رض بن ابی طالب تھے۔

عائشہ رض زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہو گئے اور درد شدید ہو گیا تو آپ نے اپنی ازواج سے اس امر کی اجازت چاہی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے، سب نے آپ کو اجازت دیدی، آپ اپنے دونوں پاؤں زمین پر رگڑتے ہوئے فضل بن عباس اور ایک اور شخص کے درمیان نکلے۔

عبید اللہ (راوی حدیث) نے کہا: جو کچھ عائشہ رض نے کہا اس کی میں نے ابن عباس رض کو خبر دی تو انھوں نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا عائشہ رض نے نام نہیں لیا، میں نے کہا نہیں، ابن عباس رض نے کہا وہ علی رض تھے، ان کے کسی خیر پر عائشہ رض کا دل خوش نہیں ہوتا۔

عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں داخل ہونے کے بعد، اس حالت میں کہ آپ کا درد شدید ہو گیا تھا، فرمایا، مجھ پر سات مشکوں سے (پانی) ڈالو جن کی ڈوریاں نہ کھولی جائیں، میرے ذمے ضروری ہے کہ لوگوں سے عہد لوں، ان دونوں یعنی (میمونہؓ کے گھر سے لانے والوں) نے آپ کو حفصہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن میں بیٹھا دیا، ہم لوگ ان مشکوں سے آپ پر (پانی) ڈالنے لگے، یہاں تک کہ آپ اپنے ہاتھ سے ہماری طرف (ممانعت کا) اشارہ کرنے لگے کہ (بس) تم لوگ کر چکے، پھر آپ لوگوں کی جانب نکلے انھیں نماز پڑھائی اور خطبہ سنایا۔

یزید بن بابنوس سے مروی ہے کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے حضرت عائشہؓ سے (ملنے کی) اجازت چاہی، انھوں نے ہمیں اجازت دی، جب ہم لوگ داخل ہوئے تو انھوں نے (درمیان کا) پردہ کھینچ لیا اور ہمارے لیے ایک فرش بچھا دیا جس پر ہم لوگ بیٹھ گئے،

انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے دروازے پر گزرتے تھے، تو مجھے کوئی ایسی بات پہنچاتے تھے جس سے اللہ نفع دے، آپ ایک روز گزرے، مگر کچھ نہیں فرمایا، پھر ایک روز گزرے مگر کچھ نہیں فرمایا، تب میں نے کہا، اے جاریہ (لونڈی) میرے لیے دروازے پر فرش بچھا دے، اس نے فرش بچھا دیا، میں آپ کے راستے میں اس فرش پر بیٹھ گئی اور اپنے سر پر پٹی باندھ لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور فرمایا تمھارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا مجھے (درد) سر کی شکایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی ”ہائے سر“ (یعنی سر کے درد) میں مبتلا ہوں، پھر آپ چلے گئے اور بہت تھوڑی دیر ٹھیرے تھے کہ آپ کو ایک چادر میں لاد کر لایا گیا اور میرے گھر میں داخل کیا گیا،

آپ نے اپنی ازواجؓ کو بلا بھیجا، سب آپ کے پاس جمع ہوئیں، فرمایا: میں علیل ہوں اور تم لوگوں کے گھروں میں گھوم نہیں سکتا، لہٰذا تم لوگ چاہو تو مجھے اجازت دیدو کہ میں عائشہؓ کے گھر میں رہوں، سب نے اجازت دیدی، میں

آپ کی تیمارداری کرتی تھی، حالانکہ میں نے آپ کے قبل کبھی کسی مریض کی تیمارداری نہیں کی تھی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا تو آپ نے فرمایا "میں کل کہاں ہوں گا" لوگوں نے کہا فلاں بوی کے یہاں، آپ نے فرمایا، پھر میں کل کے بعد کہاں ہوں گا، لوگوں نے کہا فلاں بوی کے یہاں، ازواجؓ سمجھ گئیں کہ آپ کی مراد عائشہؓ ہیں، سب نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے اپنے دن اپنی بہن عائشہؓ کو ہبہ کر دیے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجؓ پر دورہ کیا کرتے تھے، جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی اور آپ میمونہؓ کے گھر میں تھے تو آپ کی ازواجؓ سمجھ گئیں کہ آپ میرے گھر میں رہنا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ، ہمارا وہ دن جو ہمیں پہنچتا ہے ہماری بہن عائشہؓ کے لیے ہے۔

مسواک جو آنحضرتؐ نے مرض وفات میں کی تھی

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی روز واپس ہو کر میرے حجرے میں آ گئے تو میری آغوش میں کروٹ کے بل لیٹ گئے، میرے پاس ابو بکرؓ کے خاندان میں سے ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں سبز مسواک تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسواک کی طرف حالانکہ وہ اس کے ہاتھ میں تھی ایسی نظر سے دیکھا کہ میں سمجھ گئی کہ آپ کو اس کی خواہش ہے، میں نے کہا، یا رسول اللہ آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو یہ مسواک دوں، آپ نے فرمایا ہاں، میں نے اسے لے کے چبایا جب نرم ہو گئی تو آپ کو دی، آپ نے اس سے بہت زیادہ دانت صاف کیے جتنے کہ اس کے قبل میں نے آپ کو دانت صاف

کرتے دیکھا تھا، پھر آپ نے اسے رکھ دیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں آپ کے پاس آئے، میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی، عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں مسواک تھی، آپ نے حکم دیا کہ میں اسے دانتوں سے نرم کردوں، میں نے نرم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عائشہؓ کو کہتے سنا کہ مجھ پر اللہ کے انعامات اور میرے ساتھ اس کے اچھے عطایا میں سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے مکان میں، میری باری (دن) میں اور میرے ہی آغوش میں ہوئی، موت کے وقت بھی میرا اور آپ کا لعاب دہن جمع ہوگیا،

قاسم نے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا وہ سب ہم سمجھ گئے، مگر آپ کے اور آنحضرتؐ کے لعاب دہن میں کیونکر اجتماع ہوا، انھوں نے کہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ام رومان آپ کی عیادت کے لیے آئے، ان کے ہاتھ میں تر مسواک تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کا بہت شوق تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی نظر اس کی طرف اٹھاتے ہیں، میں نے کہا اے عبدالرحمٰن مسواک کو دانت سے کچل کے مجھے دیدو، میں نے اسے چبایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ڈال دیا، آپ نے اس سے مسواک کی، میرے اور آپ کے لعاب دہن کا اجتماع ہوگیا۔　۳۱

دوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں پلائی گئی

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے، تو آپ پر پہلے بیہوشی طاری ہوئی، پھر افاقہ ہوا، جس وقت آپ کو افاقہ ہوا تو

ازواجؓ آپ کو دوا پلا رہی تھیں، آپ نے فرمایا: کیوں تم لوگوں نے مجھے دوا پلا دی حالانکہ میں روزہ دار تھا؟ شاید اسماء بنت عمیس نے تمھیں اس کا حکم دیا، کیا انھیں یہ اندیشہ تھا کہ مجھے (مرض) ذات الجنب ہے؟ اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ مجھ پر ذات الجنب کو مسلط کرے، سوائے میرے چچا عباسؓ کے گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے، جیسا کہ ان لوگوں نے مجھے دوا پلائی، آپ کی ازواجؓ اٹھ کر ایک دوسرے کو دوا پلانے لگیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کولے میں درد ہو جاتا تھا جو بہت شدید ہوتا تھا، ایک روز وہی درد آپ کو ہو گیا، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی بے ہوشی طاری ہوئی کہ ہم لوگ یہ سمجھے کہ بستر پر آپ کی وفات ہو گئی، ہم نے آپ کو دوا پلا دی، جب افاقہ ہوا تو آپ سمجھ گئے کہ ہم نے آپ کو دوا پلائی ہے، فرمایا: تم لوگ سمجھتی تھیں کہ اللہ نے مجھ پر ذات الجنب کو مسلط کیا ہے، اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ اسے مجھ پر غالب کرے، واللہ گھر میں کوئی بغیر اس کے نہ رہے کہ تم اسے دوا پلاؤ، سوائے میرے چچا عباسؓ کے۔

پھر گھر میں کوئی نہ بچا جسے دوا نہ پلائی گئی ہو، اتفاق سے آپ کی ازواجؓ میں سے کسی نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں، لوگوں نے کہا، تم سمجھتی ہو گی کہ ہم تمھیں چھوڑ دیں گے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے، ہم نے انھیں بھی دوا پلا دی، حالانکہ وہ روزہ دار تھیں۔

ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد میمونہؓ کے گھر میں شروع ہوا، جب آپ کی تکلیف میں کمی ہو گئی تو آپ نے نکل کر لوگوں کو نماز پڑھائی، جب شدت محسوس کی تو فرمایا: لوگوں کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھ لیں، ہم نے آپ پر ذات الجنب کا اندیشہ کیا، شدت ہو گئی تو دوا پلا دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کی تیزی محسوس کی افاقہ ہو گیا تو فرمایا: تم لوگوں نے میرے ساتھ کیا کیا، انھوں نے کہا، ہم نے آپ کو دوا پلائی، آپ نے

فرمایا، کس چیز کی، ہم نے کہا عود ہندی، قدرے کسم، اور چند قطرے روغن زیتون کے، آپ نے فرمایا: تمھیں کس نے اس کا مشورہ دیا، انھوں نے کہا کہ اسماء بنت عمیس نے،

فرمایا: یہ وہ طب ہے جو ان کے پاس ملک حبشہ سے آئی ہے، گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ رہنے پائے، سوائے ان کے جو رسول اللہ کے چچا تھے یعنی عباس رض، پھر فرمایا: وہ کیا چیز تھی جس کا تمھیں مجھ پر اندیشہ تھا، تو انھوں نے کہا، ذات الجنب، فرمایا: اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے مجھ پر مسلط کرے۔

۴۲ عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ ام بشر بن البراء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت میں آپ کے پاس گئیں، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ ایسا بخار جیسا آپ کو ہے کسی کو نہ ہوا ہوگا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو چند مصیبت ہوتی ہے، جیسا کہ ہمارے لیے دو چند اجر ہوتا ہے،

(فرمایا:) لوگ (میرے مرض کے متعلق) کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا، لوگ کہتے ہیں کہ ذات الجنب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے اپنے رسول پر مسلط کرے کیونکہ وہ تو شیطان کی مار ہے، یہ اس لقمے کی وجہ سے ہے جسے میں نے اور تمھارے بیٹے (بشیر بن البراء نے یوم خیبر میں) کھایا تھا، یہ وہ وقت ہے کہ اس نے میری رگ پشت کاٹ دی،

ابن عباس رض سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد ہوا تو لوگوں نے آپ کو دوا پلائی، آپ نے فرمایا، تمھیں کس نے اس کا مشورہ دیا، کیا تمھیں یہ اندیشہ ہوا کہ مجھے ذات الجنب ہوگا، اللہ کی مرضی نہیں ہے کہ وہ اسے مجھ پر مسلط کرے، تمھیں اسماء بنت عمیس نے اس کا مشورہ دیا جو اسے ملک حبشہ سے لائیں، سوائے میرے چچا عباس رض کے گھر میں کوئی بغیر دوا پلائے نہ چھوڑا جائے،

ابن عباس رض نے کہا کہ پھر ایک دوسرے کو دوا پلانے لگے۔

ابو بکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ ام سلمہ رض اور اسماء بنت عمیس نے ہی آپ کو دوا پلائی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کی وجہ سے

اس روز میمونہؓ کو بھی دوا پلائی گئی حالانکہ وہ روزہ دار تھیں، یہ گویا آپ کی طرف سے ان لوگوں کو سزا تھی۔

دینار جو آنحضرتؐ نے مرض الموت میں تقسیم کیے

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دینار آئے جنھیں آپ نے سوائے چھ کے سب کو تقسیم کر دیا، چھ دینار اپنی کسی زوجہ کو دیدیے، آپ کو نیند نہ آئی، فرمایا: وہ چھ دینار کیا ہوئے، لوگوں نے کہا آپ نے وہ فلاں بیوی کو دیدیے، فرمایا، وہ میرے پاس لاؤ (جب لائے گئے) تو آپ نے ان میں سے پانچ انصار کے پانچ گھروں میں تقسیم کر دیے، اور فرمایا اس (ایک) کو خرچ کرو، اس کے بعد ارشاد ہوا: اب مجھے چین آیا اور آپ سو رہے۔

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ سے جو آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھیں فرمایا: اے عائشہؓ وہ سونا کیا ہوا، انھوں نے کہا، میرے پاس ہے، فرمایا: اسے خرچ کر ڈالو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی، آپ ان کے (عائشہؓ کے) سینے ہی پر تھے، جب افاقہ ہوا تو فرمایا: اے عائشہؓ کیا وہ سونا تم نے خرچ کر دیا؟ انھوں نے کہا، واللہ نہیں، یا رسول اللہ، آپ نے اسے منگایا، اپنے ہاتھ پر رکھا، شمار کیا تو چھ دینار تھے، فرمایا: محمدؐ کا اپنے رب کے ساتھ کیا گمان ہوگا اگر وہ اس حالت میں اللہ سے ملاقات کرے کہ یہ اس کے پاس ہو، آپ نے وہ سب خرچ کر دیے اور اسی روز آپ کی وفات ہو گئی۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے

۲۲

اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، اگر یہ اُحُد میرے پاس سونا (ہوکر آجائے) تو میں یہ پسند نہ کروں گا کہ اس حالت میں اس پر تین دن بھی گزریں کہ میرے پاس اس میں کا ایک دینار بھی باقی ہو اور مجھے ایسا شخص بھی ملے جو اسے بطور صدقہ کے قبول کرلے، سوائے اس کے کہ میں (اس میں سے) کچھ بقدر اس قرض کے جو مجھ پر ہے محفوظ کرلوں،

عقبہ بن الحارث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر سے فارغ ہوکر لوٹے تو آپ اس قدر تیزی سے گئے کہ آپ کو کسی نے نہ پایا لوگوں کو آپ کی سرعت سے تعجب ہوا، جب آپ ان کے پاس واپس آئے تو آپ نے ان کے چہرے میں جو (اثر تعجب) تھا پہچان لیا، فرمایا: میرے پاس گھر میں سونا تھا، مجھے یہ ناگوار ہوا کہ میں اسے اپنے پاس وقت گزارنے دوں اس لیے میں نے اس کی تقسیم کا حکم دیدیا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو صبح ہوئی تو چہرے سے معلوم ہوا کہ شب اس حالت میں گزری ہے کہ کسی امر نے آپ کو فکر میں ڈال دیا ہے، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم آپ کے چہرے کو متغیر پاتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ آج رات آپ کو کسی امر نے متفکر کردیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بات) یہ ہے کہ سونے کا دو اوقیہ رات کو میرے پاس رہ گیا تھا جسے میں نے روانہ نہیں کیا تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا: سونا کیا ہوا؟ میں نے کہا، یا رسول اللہ، وہ میرے پاس ہے فرمایا: یہاں لاؤ، وہ سات اور پانچ (دینار) کے درمیان تھے، انھیں آپ نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا: محمدؐ کے متعلق اللہ کیا گمان کرے گا اگر وہ اللہ سے اس حالت میں ملے کہ یہ (دینار) اس کے پاس ہوں، (اے عائشہؓ) انھیں خرچ کرڈالو۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں فرمایا: اے عائشہؓ وہ سونا لاؤ، وہ آپ کے پاس دینار لائیں جو نو یا سات تھے، آپ نے انھیں ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ محمدؐ کا کیا گمان ہے اگر وہ اللہ سے ملے

اور یہ (دینار) اس کے پاس ہوں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ شام ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آٹھ درم آئے، آپ برابر اس حالت میں کھڑے یا بیٹھے رہے کہ آپ کو نیند نہ آتی تھی یہاں تک کہ ایک سائل کو سوال کرتے سنا تو آپ میرے پاس سے نکلے اور زیادہ دیر نہ گزری کہ اندر آئے، میں نے آپ کی سانس کی آواز سنی، صبح ہوئی تو عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو ابتدائے شب میں بیٹھا یا کھڑا دیکھا، آپ کو نیند نہ آتی تھی یہاں تک کہ آپ میرے پاس سے باہر گئے، بہت دیر نہ گزری کہ اندر آگئے، میں نے آپ کی سانس کی آواز سنی، فرمایا: ہاں، شام ہونے کے بعد آٹھ درم آئے اللہ کیا سمجھے گا، اگر میں اس سے اس حالت میں ملوں کہ چند درم پاس ہوں،

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے، جو آپ نے عائشہؓ کے پاس رکھ دیے تھے، جب آپ بیمار ہوئے تو فرمایا: اے عائشہؓ سونے (کے دینار) علیؓ کے پاس بھیج دو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور عائشہؓ آپ کی بیماری میں مشغول ہو گئیں، آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا اور ہر مرتبہ آپ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی، اور غشی عائشہؓ کو مشغول کر لیتی تھی، انھوں نے وہ علیؓ کے پاس بھیج دیے، اور علیؓ نے تصدق کر دیے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوشنبہ کی شام ہوئی جو موت کی شب تھی، عائشہؓ نے کسی بیوی کے پاس اپنا چراغ بھیجا اور کہا کہ اس میں اپنے مشکیزے سے گھی ٹپکا دو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی شب ہوئی ہے،

کنیسہ جس کا تذکرہ ازواج مطہراتؓ نے مرض نبویؐ میں کیا آنحضرتؐ نے کنیسے کے متعلق کیا فرمایا

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے بہ زمانۂ

بیماری جناب رسالتمآبؐ آپ ہی کے حضور میں اس کنیسے کا آپس میں ذکر کیا جو ملک
حبشہ میں تھا اور جس کا نام ماریہ تھا۔ انھوں نے اس کی خوبصورتی و تصاویر کا مذکرہ
کیا، ام سلمہؓ و ام حبیبہؓ ملک حبشہ میں جا چکی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: یہ وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی مرد صالح ہوتا ہے تو یہ لوگ اس کی قبر پر
مسجد بنا لیتے ہیں، تصویریں بنا لیتے ہیں، وہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلائق ہیں۔

عائشہؓ و عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر مرض نازل ہوا تو آپ اپنے چہرے پر ایک رومال (مربع و سیاہ) ڈالنے لگے،
جب آپ کا دم گھٹتا تھا تو اسے اپنے چہرے سے ہٹا دیتے تھے، آپ اسی طرح کر رہے
تھے کہ آپ نے فرمایا یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبور
کو مساجد بنا لیا، آپ لوگوں کو ان (یہود و نصاریٰ) کے عمل سے ڈرا رہے تھے۔

۳۷

جندب سے مروی ہے کہ انھوں نے وفات سے پانچ روز قبل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: خبردار، جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء و صالحین
کی قبور کو مساجد بنا لیتے تھے مگر تم لوگ قبور کو مساجد نہ بنانا، کیونکہ میں تمھیں اس
سے منع کرتا ہوں۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے جو آخری بات معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ "خدا غارت کرے یہود کو کہ انھوں نے
اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا"

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ انھوں نے عمر بن عبدالعزیز کو کہتے
سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عارضۂ موت میں فرمایا: خدا غارت کرے
یہود و نصاریٰ کو جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا، (یہود و نصاریٰ
کے) دونوں دین ملک عرب میں ہرگز باقی نہ رہیں گے۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے، اس قوم پر اللہ کا بہت
سخت غضب ہوا جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض

ہیں فرمایا جس سے آپ نہ اٹھے کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے انبیا کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا، اگر یہ (ارشاد) نہ ہوتا تو لوگ آپ کی قبر کی (محض) زیارت نہ کرتے (بلکہ اس پر سجدہ کرتے) لیکن آپ نے (پہلے ہی) اس کے سجدہ گاہ بنائے جانے کا خوف ظاہر کر دیا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے مشورہ کیا کہ آپ کو مسجد میں دفن کریں، عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آغوش میں سر رکھے ہوئے تھے، جب آپ نے فرمایا، اللہ ان قوموں کو غارت کرے جنھوں نے اپنے انبیا کی قبریں مسجد بنالیں، اور ان سب کی رائے اس پر متفق ہو گئی کہ آپ کو عائشہؓ کے مکان میں اسی مقام پر دفن کریں جہاں آپ کی وفات ہوئی۔

کعب بن مالک سے مروی ہے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات کا قریب تر زمانہ آپ کی وفات سے پانچ روز پہلے کا ہے، میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انھوں نے اپنے مکانوں کو قبر بنالیا، میں تمھیں اس سے منع کرتا ہوں، خبردار، کیا میں نے (حق کی) تبلیغ کر دی، اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ۔

۳۷ اُسامہ بن زید سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہ زمانۂ بیماری عیادت کرنے آئے، ہم نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ ایک عدنی چادر سے منھ ڈھانکے کھڑے تھے، آپ نے اپنا منھ کھول دیا اور فرمایا: اللہ یہود پر لعنت کرے جو چربی کو حرام کہتے ہیں اور اس کی قیمت کھاتے ہیں۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا، اللہ اس قوم پر لعنت کرے جنھوں نے اپنے انبیا کی قبور کو مساجد بنالیا۔

نامہ جس کے لکھنے کا آنحضرتؐ نے مرض موت میں ارادہ فرمایا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پنجشنبہ کو بیمار ہوئے،

(یہ کہہ کر) ابن عباسؓ رونے لگے، اور کہنے لگے پنجشنبہ اور کونسا پنجشنبہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد شدید ہو گیا تو فرمایا دوات و کاغذ لاؤ، میں تمھارے لیے ایسا فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو، جو لوگ آپ کے پاس تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ نبی اللہ (ہمیں) چھوڑتے ہیں، پھر آپ سے کہا گیا کہ آیا جو آپ نے طلب فرمایا (دوات و کاغذ) ہم آپ کے پاس لائیں، آپ نے فرمایا: آیا اس (گفتگو) کے بعد، آپ نے وہ (کاغذ وغیرہ) نہیں منگایا۔

سلیمان بن ابی مسلم نے جو ابن ابی نجیح کے ماموں تھے سعید بن جُبیر سے سنا کہ ابن عباسؓ نے کہا، پنجشنبہ اور کونسا پنجشنبہ، اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درد شدید ہو گیا، آپ نے فرمایا، میرے پاس دوات و کاغذ لاؤ، میں تمھیں ایسا فرمان لکھ دوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو، لوگ آپس میں جھگڑنے لگے حالانکہ نبیؐ کے پاس جھگڑا نامناسب نہیں، پھر لوگوں نے کہا آپ کا کیا حال ہے کیا آپ نے ہمیں چھوڑ دیا، چلو خود آنحضرتؐ سے دریافت کریں،

لوگ آپ کے پاس آئے اور اسی بات کو دہرانے لگے، آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں جس حالت میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو، میں تمھیں تین وصیتیں کرتا ہوں، مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو، وفد (آنے والے قاصدوں) کی اسی طرح مدارات کرو جس طرح میں ان کی مدارات کیا کرتا تھا، تیسری وصیت سے راوی نے سکوت کیا (اور کہا کہ) مجھے معلوم نہیں کہ (ابن عباس نے) اسے بیان کیا اور میں بھول گیا، یا انھوں نے دیدہ و دانستہ اس سے سکوت کیا۔

جابر بن عبد اللہ الانصاری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عارضہ ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے ایک کاغذ منگایا کہ اپنی امت کے لیے ایسا فرمان لکھدیں جس سے نہ وہ گمراہ ہوں نہ گمراہ کیے جائیں، گھر میں شور اور بات چیت ہونے لگی، عمرؓ بن الخطاب نے (آپ سے) گفتگو کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال ترک فرما دیا۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

بیماری جب شدید ہو گئی تو فرمایا: اے علیؑ میرے پاس ایک طبق (کاغذ) لاؤ تو میں وہ بات لکھ دوں کہ میرے بعد میری امت گمراہ نہ ہو۔ علیؑ نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ (کاغذ لانے سے) پہلے آپ کی جان نہ چلی جائے، میں کاغذ سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوں (مجھ سے زبانی فرما دیجیے)۔

آپ کا سر میری باہوں اور بازوؤں کے درمیان تھا کہ آپ وصیت فرمانے لگے "نماز اور زکاۃ اور جن (غلاموں) کے تم لوگ مالک ہو (ان کا خیال رکھنا)" آپ اسی طرح فرما رہے تھے کہ روح پرواز کر گئی، آپ نے کلمۂ شہادت "لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ" کا حکم دیا اور فرمایا: جس نے ان دونوں (توحید و رسالت) کی شہادت دی اس پر دوزخ حرام کر دی گئی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "پنجشنبہ اور کونسا پنجشنبہ؟" (راوی نے) کہا کہ گویا میں ابن عباس کے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوں جو ان کے رخسار پر موتی کی لڑی کی طرح (جاری) تھے، "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کتف اور دوات لاؤ، میں تمہارے لیے ایک فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو" لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑتے ہیں۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، ہمارے اور عورتوں کے درمیان پردہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سات مشکوں سے غسل دو اور کاغذ و دوات لاؤ، میں تمہارے لیے ایک ایسا فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو، عورتوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حاجت (کی چیز یعنے کاغذ وغیرہ) لے آؤ، میں نے کہا تم خاموش رہو، تم لوگ آپ کی اس طرح کی ساتھ والیاں ہو کہ جب آپ مریض ہوئے تو تم نے اپنی آنکھیں نچوڑ دیں (یعنے خوب روئیں) اور جب آپ تندرست ہوئے تو تم نے آپ کی گردن پکڑ لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (عورتیں) تم لوگوں سے بہتر ہیں۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت کاغذ منگایا کہ اپنی امت کے لیے ایسا فرمان لکھ دیں جس سے نہ وہ گمراہ ہوں نہ گمراہ کیے جائیں۔

لوگوں نے آپ کے پاس شور کیا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر دیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آیا تو گھر میں لوگ تھے جن میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہارے لیے ایک فرمان لکھ دوں کہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو، عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درد غالب ہے، تمہارے پاس قرآن ہے جو کافی ہے،

گھر والوں نے اختلاف کیا اور جھگڑنے لگے بعض وہ تھے جو کہتے تھے (کاغذ آپ کے) قریب کر دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے لکھ دیں، دوسرے لوگ وہی کہتے تھے جو عمرؓ نے کہا تھا، جب شور و اختلاف بہت ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے پریشان کر دیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ

عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ ابن عباسؓ کہا کرتے تھے، مصیبت، اور وہ بھی پوری مصیبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لکھنے میں جو چیز حائل ہوئی وہ ان کا اختلاف اور شور و غل تھا۔

۴۸ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا: میرے پاس دوات و کاغذ لاؤ، میں تمہارے لیے ایسا فرمان لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو، عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ فلاں فلاں روم کے شہروں کا کون (فاتح) ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز مرنے والے نہیں تاوقتیکہ ہم لوگ اسے فتح نہ کر لیں، اور اگر آپ (فتح کے قبل) مر گئے تو ہم لوگ آپ کا انتظار کریں گے جیسا بنی اسرائیلؑ نے موسیٰ کا انتظار کیا تھا، زینبؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیا تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (بات) نہیں سنتے جو تم سے عہد لیتے ہیں، لوگوں نے شور کیا تو آپ نے فرمایا اٹھ جاؤ، لوگ اٹھ گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے مقام پر وفات ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں عباسؓ نے علیؓ سے کیا کہا

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس درد میں جس میں آپ کی وفات ہوئی آپ کے پاس سے نکلے، لوگوں نے پوچھا، اے ابوالحسنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح صبح کی انھوں نے کہا بحمداللہ تندرستی کی حالت میں صبح کی،

عباس بن عبدالمطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ تین (شب) کے بعد تم لاٹھی کے غلام ہو گے؟ واللہ مجھے نظر آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس درد میں وفات پا جائیں گے، میں اولاد عبدالمطلب کے چہرے (بوقت وفات) پہچانتا ہوں، تم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو، ہم آپ سے دریافت کریں کہ آپ کے بعد یہ حکومت کس کو ملے گی؟ اگر ہم کو ملے تو ہمیں معلوم ہو جائے، اور اگر ہمارے سوا کسی اور کو ملے تو ہم آپ سے گفتگو کریں کہ آپ ہمیں وصیت کر دیں۔

علیؓ نے کہا، واللہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی درخواست کریں گے تو آپ ہمیں اس سے روکیں گے کہ لوگ تمھیں یہ (خلافت) کبھی نہیں دیں گے اس لیے میں آپ سے کبھی درخواست نہ کروں گا،

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں علیؓ سے کہا کہ میں آپ کی وفات کو عنقریب سمجھتا ہوں، تم ہمیں آپ کے پاس لے چلو تو ہم آپ سے دریافت کریں کہ کون آپ کا خلیفہ ہو گا، اگر ہم میں سے آپ کسی کو خلیفہ بنائیں تو بہتر ہے، ورنہ ہمیں وصیت کر دیں تاکہ ہم اس شخص کو یاد رکھیں جو آپ کے بعد (خلیفہ) ہو، علیؓ نے ان سے اس وقت وہی کہا جو کہا،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو انھیں صاحب نے علیؓ سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے میں آپ سے بیعت کر لوں تاکہ لوگ بھی آپ سے بیعت کر لیں مگر علیؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

۳۹ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عباسؓ بن عبد المطلب نے عبد المطلب کی اولاد کو بلا بھیجا اور انھیں اپنے پاس جمع کیا، علیؓ ان کے گھر میں ایسے مقام پر تھے کہ وہاں کوئی اور نہ تھا، عباسؓ نے (علیؓ سے) کہا: اے بھتیجے میں نے ایک رائے سوچی ہے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے بغیر مشورہ لیے کچھ کروں، علیؓ نے کہا وہ کیا؟ انھوں نے کہا ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے دریافت کریں کہ آپ کے بعد یہ امر (خلافت) کس کی طرف ہوگا، اگر ہم میں ہو تو ہم اسے ترک نہ کریں، واللہ ہم میں سے کسی کا روئے زمین پر کوئی مال باقی نہ رہا، اور اگر کسی اور میں ہو تو ہم آپ کے بعد اسے کبھی طلب نہ کریں، علیؓ نے کہا: اے میرے چچا، یہ حکومت تو آپ ہی کی ہوگی، کوئی ہے بھی جو آپ سے جھگڑا کر سکے، ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر سب لوگ منتشر ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں گئے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے مرض وفات میں عباسؓ آئے تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں، عباسؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنا دیں، علیؓ نے کہا آپ ایسا نہ کیجیے، پوچھا کیوں؟ جواب دیا، مجھے اندیشہ ہے کہ آنحضرتؐ فرما دیں گے ”نہیں“، اور آپ کے نہیں کہنے کے بعد جب ہم لوگوں سے خلافت طلب کریں گے تو وہ بھی انکار کر دیں گے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا ہے۔

فاطمہؓ بنت حسینؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عباسؓ نے کہا: اے علیؓ تم اٹھو تاکہ تمام لوگ تم سے بیعت کریں، موقع جب ایک مرتبہ گزر جاتا ہے تو دوبارہ نہیں آتا، اس وقت موقع ہے، علیؓ نے کہا، کون ہے جو ہمارے سوا اس معاملے میں طمع کرے گا، عباسؓ نے کہا واللہ

میرا گمان ہے کہ کوئی ہو جائے گا،

جب ابو بکرؓ سے بیعت کر کے لوگ مسجد کو واپس ہوئے تو علیؓ نے تکبیر سنی، پوچھا یہ کیا ہے، عباسؓ نے کہا یہ وہی ہے، جس کی میں نے تمھیں دعوت دی تھی، اور تم نے مجھ سے انکار کیا تھا، علیؓ نے کہا کیا یہ ممکن ہے، عباسؓ نے جواب دیا کہ اس قسم کا موقع دوبارہ کبھی نہیں آتا، عمرؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہو گئی اور ابو بکرؓ آپ کے پاس سے نکلے تو علیؓ اور عباسؓ اور زبیرؓ آپ کے پیچھے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب عباسؓ یہ گفتگو کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ سے کیا فرمایا؟

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں اپنی بیٹی فاطمہؓ کو بلایا اور خفیہ طور پر ان سے کچھ کہا تو وہ رونے لگیں پھر انھیں بلایا اور پوشیدہ طور پر ان سے کچھ کہا تو وہ ہنسنے لگیں۔

۴۰

عائشہؓ نے کہا کہ میں نے ان سے اس بات کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ خبر دی کہ وہ اپنے اس درد میں اٹھا لیے جائیں گے، تو میں رونے لگی، پھر آپ نے مجھے یہ اطلاع دی کہ گھر والوں میں سب سے پہلے میں آپ سے ملوں گی، تو میں (خوش ہو کر) ہنسی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ فاطمہؓ اس طرح چلتی ہوئی آئیں کہ ان کی رفتار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کے مشابہ تھی، آپ نے فرمایا میری بیٹی کو "مرحبا" پھر آپ نے انھیں اپنی بائیں جانب یا داہنی جانب بٹھا لیا اور خفیہ طور پر ان سے کچھ کہا تو وہ رونے لگیں، پھر ان سے خفیہ طور پر کچھ فرمایا تو ہنسنے لگیں، میں نے کہا

روتا اور ہنستا میں نے اس طرح قریب تر نہیں دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تمھیں اپنے کلام کے لیے مخصوص کیا پھر تم روتی ہو، وہ کیا بات تھی جو بطور راز کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے بیان کی، انھوں نے کہا میں ایسی نہیں ہوں کہ آپ کا راز فاش کردوں،

جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے ان سے پھر دریافت کیا، انھوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جبرئیل میرے پاس ہر سال آتے تھے اور ایک مرتبہ قرآن کا دورہ کرتے تھے، اس سال بھی وہ آئے اور دو دورے کیے میں خیال کرتا ہوں کہ میری اجل آ گئی، میں تمھارے لیے کیسا اچھا پیش رو ہوں، پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے گھر والوں میں مجھ سے ملنے میں سب سے پہلی تم ہو گی میں اس کی وجہ سے روئی، پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم اس امت کی عورتوں کی یا تمام عالموں کی عورتوں کی سردار ہو جاؤ، تو میں ہنسی۔

ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا تو آپ نے فاطمہؓ کو بلایا اور ان کے کان میں بات کی، وہ رونے لگیں، پھر آپ نے ان کے کان میں بات کہی جس سے وہ ہنسنے لگیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ان سے دریافت نہیں کیا، وفات کے بعد میں نے فاطمہؓ سے ان کے ہنسنے اور رونے کا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی کہ آپ کی وفات ہو جائے گی، پھر آپ نے مجھے خبر دی کہ مریمؑ بنت عمران کے بعد میں اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی تو اس کی وجہ سے میں ہنسی۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فاطمہؓ کو ہنستے نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ ان کے منھ کا کنارا کھل جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رحمہ اللہ کے متعلق کیا فرمایا؟

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو حکم دیا

تھا کہ وہ لشکر بلقاء کی طرف لے جائیں جہاں ان کے والد اور جعفر شہید ہوئے تھے، اسامہ اور ان کے ساتھی طیاری کر رہے تھے اور انھوں نے الجرف میں لشکر جمع کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے، جب افاقہ ہوا اور آپ نے کچھ راحت محسوس کی تو سر میں پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا: اے لوگو اسامہ کے لشکر کو روانہ کردو، یہ فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے"، بیماری بہت بڑھ گئی اور آپ کی وفات ہو گئی۔

۱۱ھ

اُسامہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی یہ گفتگو سنی کہ آپ نے اُسامہ بن زید کو مہاجرین و انصار پر عامل بنا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، منبر پر بیٹھے آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: اے لوگو، اُسامہ کے لشکر کو روانہ کردو، میری عمر کی قسم، اگر آج تم نے ان کی امارت کے بارے میں کلام کیا ہے تو ان کے قبل تم نے ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کیا ہے، حالانکہ وہ امارت کے اہل ہیں جس طرح ان کے والد بھی اس کے اہل تھے، لشکر اُسامہ روانہ ہو گیا، وہ الجرف پہنچے اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے، وہ لوگ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہو گئی تھی، اسامہ اور ان کے ہمراہی انتظار کر رہے تھے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بہت بڑھ گئی تو میں اپنے لشکر سے پلٹ آیا، لوگ بھی میرے ہمراہ آ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری تھی، آپ بولتے نہ تھے، آپ اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر مجھ پر چھوڑنے لگے، میں سمجھا کہ آپ میرے لیے دعا کرتے ہیں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا جس میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے، ان پر آپ نے اسامہ بن زید کو عامل بنایا، لوگوں نے ان کے بارے میں یعنی ان کے کم سن ہونے کے بارے میں طعن کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ

لوگوں نے اسامہ کی امارت میں طعن کیا ہے، انھوں نے ان سے پہلے ان کے والد کی امارت میں بھی طعن کیا تھا حالانکہ وہ دونوں اس کے اہل ہیں، اسامہ میرے محبوب ترین لوگوں میں ہیں، خبردار میں تم لوگوں کو اسامہ کے ساتھ خیر کی وصیت کرتا ہوں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر اُسامہ بن زید کو امیر بنایا، بعض لوگوں نے ان کی امارت میں طعن کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ان کی امارت میں کلام کرتے ہو تو تم ان کے قبل ان کے والد کی امارت میں بھی کلام کرتے تھے خدا کی قسم وہ امارت کے اہل تھے وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں تھے اور ان کے بعد یہ بھی میرے محبوب ترین لوگوں میں ہیں۔

عبداللہ بن سالم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے سنا کہ جس وقت آپ نے اسامہ بن زید کو امیر بنایا تو آپ کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے اسامہ کی برائی کی اور ان کی امارت میں کلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا (بروایت سالم): خبردار، تم لوگ اسامہ کی برائی کرتے ہو اور ان کی امارت میں طعن کرتے ہو حالانکہ اس کے قبل ہی تم ان کے باپ کے ساتھ بھی کر چکے ہو، بخدا وہ امارت کے اہل تھے، وہ سب لوگوں سے زیادہ میرے محبوب تھے اور ان کے یہ بیٹے مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں، لہٰذا ان کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ تمھارے بہترین لوگوں میں سے ہیں، سالم نے کہا کہ میں نے عبداللہ کو کبھی یہ حدیث بیان کرتے نہیں سنا سوائے اس کے کہ انھوں نے کہا کہ آپ نے فاطمہؓ کو مستثنیٰ نہیں کیا۔

۴۲

آنحضرتؐ نے انصار کے لیے کیا فرمایا؟

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم سات کنوؤں کے پانی کی سات مشکیں آپ پر ڈالیں، ہم نے اس حکم کی تعمیل کی،

جب آپ نے غسل کر لیا تو آپ کو راحت محسوس ہوئی، آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی انھیں خطبہ سنایا، شہدائے احد کے لیے دعائے مغفرت کی اور ان کے لیے (رحمت کی) دعا کی، پھر آپ نے انصار کے لیے وصیت کی، فرمایا: اے گروہ مہاجرین تم نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ تم لوگ ترقی کرو گے اور انصار نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ وہ اپنی اس حالت سے جس پر وہ آج ہیں ترقی نہیں کریں گے، وہ ایسے ہیں کہ میں نے ان کے ہاں پناہ لی، ان کے کریم کا اکرام کرو اور ان کے برے آدمی سے درگزر کرو۔

عبداللہ بن کعب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر پٹی باندھے ہوئے باہر آئے اور فرمایا: اے گروہ مہاجرین تم نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ تم ترقی کرو گے اور انصار نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ وہ جس حالت پر آج ہیں، اس سے زیادہ ترقی نہیں کریں گے، میرے انصار ایسے ہیں کہ مجھے پناہ دی، اُن میں جو نیک ہوں ان کا اکرام کرنا جو بد ہوں ان سے درگزر، اور جو محسن ہوں ان کے ساتھ احسان سے پیش آنا،

ابوسعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب برآمد ہوئے تو لوگ حلقہ کئے ہوئے آپ کا حال دریافت کر رہے تھے، آپ نہایت تیزی سے نکلے، چادر کے دونوں کنارے شانوں پر پڑے تھے اور ایک سفید کپڑے کی پٹی سر پر بندھی تھی، آپ منبر پر کھڑے ہوئے، لوگ اٹھ کر آپ کی طرف آگئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت پڑھا جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: لوگو انصار ایسے ہیں کہ انھوں نے مجھے پناہ دی اور ہر طرح سے میرا ساتھ دیا، لہذا ان کے بارے میں میرا خیال رکھنا، ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد سے درگزر کرو۔

نعمان بن مرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فرمایا کہ ہر نبی کا ترکہ یا جائداد ہوتی ہے۔ انصار میرا ترکہ و جائداد ہیں، لوگ کم بھی ہوتے ہیں اور زیادہ بھی، لہذا تم ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد کو معاف کرو۔ ۴۳

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے انصار وہ ہیں کہ مجھے اور میرے اہل بیت کو پناہ دی، تم ان کے محسن کو قبول کرو اور ان کے بد سے درگزر کرو۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے (یہ مضمون عبید اللہ نے اپنی حدیث میں بیان کیا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے گئے، آپ سے کہا گیا کہ یہ انصار جو مسجد میں ہیں ان کی عورتیں اور مرد آپ پر رو رہے ہیں، فرمایا انھیں کون رلاتا ہے لوگوں نے کہا انھیں یہ خوف ہے کہ آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملیں گے، (پھر سب راوی اس حدیث میں متفق ہو گئے، ان سب نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے آپ تیزی کے ساتھ بڑھے اور منبر پر بیٹھ گئے، آپ ایک رضائی اوڑھے تھے جس کا ایک کنارا اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے، اور سر میں ایک پٹی باندھے ہوئے تھے (عبید اللہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) وہ پٹی میلی تھی (اور ابو نعیم اور ابوالولید نے کہا کہ) چکنی تھی، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: اے گروہ انسان، آدمی تو بہت ہوتے ہیں مگر انصار (مددگار) کم ہوتے ہیں، وہ کھانے میں نمک کی طرح ہوتے ہیں، لہٰذا جو شخص ان کے معاملات کا والی ہو وہ ان کے محسن کو قبول کرے اور ان کے بد سے درگزر کرے، (ابوالولید نے اپنی حدیث میں کہا کہ) آپ اپنے مرض موت میں نکلے تھے اور یہ آپ کی آخری مجلس تھی جس میں آپ بیٹھے یہاں تک کہ آپ اٹھا لیے گئے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح برآمد ہوئے کہ سر پر پٹی بندھی تھی، انصار نے اپنے خدام اور اولاد سے آپ کا استقبال کیا، آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم سب لوگوں سے محبت کرتا ہوں، انصار نے جو کچھ ان پر واجب تھا ادا کر دیا، جو تمھارے ذمے ہے وہ باقی رہا، لہٰذا ان کے محسن کے ساتھ احسان کرو اور ان کے بد سے درگزر کرو۔

الحسنؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ انصار، میرے بعد تم تکلیف سے دوچار ہو گے، انھوں نے کہا یا نبی اللہ پھر آپ ہمیں کیا

حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمھیں یہ حکم دیتا ہوں کہ تم صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے مل جانا۔

44 انسؓ سے مروی ہے کہ مصعب بن الزبیر نے انصار کے ایک کارکن کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھ (بدی) کا قصد کیا، انسؓ نے کہا کہ میں تمھیں خدا کی قسم دلاتا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت انصار کے بارے میں یاد دلاتا ہوں، انھوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بات کی وصیت کی تو ہیں نے کہا آپ نے یہ وصیت کی کہ ان کے محسن کا احسان قبول کیا جائے اور ان کے بد سے درگزر کیا جائے، وہ اپنے فرش سے لپٹ گئے یہاں تک کہ اس پر گر پڑے اور لوٹ گئے اور فرش سے اپنا رخسارہ لگا لیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر اور آنکھوں پر ہے، اسے (تم دونوں) روانہ کر دو یا کہا کہ اسے (تم دونوں) چھوڑ دو۔

آنحضرتؐ نے مرض موت میں کس بات کی وصیت کی

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آگیا تو آپ کی اکثر وصیت یہ تھی "نماز" اور "تمھارے لونڈی غلام"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ الفاظ اپنے سینے ہیں گنگنا رہے تھے اور آپ کی زبان اسے ادا نہ کر سکتی تھی۔

کسی شخص سے مروی ہے جنھوں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر وصیت جب کہ آپ کی سانس اکھڑی ہوئی تھی، نماز اور لونڈی غلام کے متعلق تھی۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کی حالت میں

فرمانے لگے "نماز، نماز اور تمھارے لونڈی غلام" (یزید راوی نے کہا کہ) آپ یہ فرما رہے تھے مگر زبان اسے ادا نہ کرتی تھی (عفان راوی نے کہا کہ آپ اس کا تکلم فرماتے تھے مگر زبان ادا نہ کرتی تھی۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوئی افاقہ ہوا تو فرمایا: اپنے لونڈی غلام کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، ان کو کپڑا پہناؤ، ان کے شکم کو سیر کرو، اور ان سے نرم بات کرو۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر زمانے میں وصیت فرمائی کہ دونوں دین (دین یہود و دین نصاریٰ) ملک عرب میں نہ رہنے دیے جائیں۔

عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات فرمائی یہ تھی کہ اللہ یہود و نصاریٰ کو غارت کرے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا، دونوں دین (یہود و نصاریٰ کے) ملک عرب میں نہ باقی رکھے جائیں،

۴۵　عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات پوری کی وہ یہ تھی کہ آپ نے ان رہاویین کے لیے وصیت فرمائی جو الرہاء کے باشندوں میں سے تھے، انھیں آپ نے کچھ مال بھی دیا، اور فرمایا: اگر میں باقی رہ گیا تو جزیرۃ العرب میں دونوں دینوں کو نہ چھوڑوں گا۔

علی بن عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داریوں اور رہاویوں اور دوسیوں کے لیے مال کی وصیت فرمائی۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے تین شب پہلے سنا کہ آپ فرماتے تھے: خبردار تم میں سے کوئی شخص بغیر اس کے نہ مرے کہ اللہ کے ساتھ اس کا گمان اچھا ہو۔

کسی کی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانے میں فضل بن عباس آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اے فضل یہ پٹی میرے سر پر باندھ دو، انھوں نے باندھ دی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں

اپنے ہاتھ کا سہارا دو، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا، آپ کھڑے ہوئے اور ان کے سہارے سے مسجد میں داخل ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: تم میں سے بعض کے حقوق مجھ سے وابستہ تھے، میں بھی ایک بشر ہوں، اس لیے جس شخص کی آبرو کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو، تو یہ میری آبرو موجود ہے، اسے بدلہ لے لینا چاہئے جس شخص کے جسم کو میں نے کچھ تکلیف پہنچائی ہو تو یہ میرا جسم موجود ہے، اسے بدلہ لے لینا چاہئے، جس شخص کے مال کو میں نے کچھ نقصان پہنچایا ہو تو یہ میرا مال موجود ہے اسے لے لینا چاہئے، جان لو کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والا وہ شخص ہوگا کہ ان حقوق میں سے اس کا کوئی حق ہو، اور وہ اسے لے لے یا مجھے بری کر دے، تاکہ میں اپنے رب سے اس حالت میں ملوں کہ میں اپنے کو بری کر چکا ہوں، کوئی شخص ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے انتقام لینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت و بغض کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں میری طبیعت میں نہیں ہیں۔ جس شخص کا نفس کسی بری بات میں اس پر غالب آگیا ہو تو اسے بھی مجھ سے مدد لینا چاہئے کہ میں اس کے لیے دعا کروں گا۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپ کے پاس ایک سائل آیا تھا، آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے تین درہم دیدیئے، فرمایا سچ ہے، اے فضل وہ درہم ان کو دیدو۔

ایک اور آدمی کھڑا ہوا، اور اس نے کہا، یا رسول اللہ، میں بخیل ہوں، بزدل ہوں، اور بہت سونے والا بھی ہوں، لہٰذا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے بخل اور بزدلی اور خواب کو مجھ سے دور کر دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی،

ایک عورت اٹھی اور اس نے کہا کہ میں ایسی ہوں اور ایسی ہوں، اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ سے اسے دور کر دے، آپ نے فرمایا عائشہؓ کے مکان میں چلو، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے مکان پر واپس آئے تو آپ نے اپنا عصا اس کے سر پر رکھا اور اس کے لیے دعا فرمائی، عائشہؓ نے کہا کہ پھر وہ دیر تک بکثرت سجدے کرتی رہی، آپ نے فرمایا، سجدے دراز کرو کیونکہ بندہ

اللہ سے قریب تر جب ہوتا ہے کہ وہ سجدے کی حالت میں ہو، عائشہؓ نے کہا کہ واللہ وہ مجھ سے جدا نہ ہوئی تھی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر اس میں دیکھ لیا۔

۴۶ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو کوئی بات بھی مجھ پر معلق نہ کرو، میں نے صرف وہی حلال کیا جو اللہ نے حلال کیا اور وہی حرام کیا جو اللہ نے حرام کیا۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں فرمایا: اے لوگو واللہ کسی شے کو مجھ پر معلق نہ کرو کہ میں نے اسے حلال یا حرام کیا، میں تو صرف وہی شے حلال کرتا ہوں جسے اللہ نے حلال کیا، اور اسی شے کو حرام کرتا ہوں جسے اللہ نے حرام کیا، اے فاطمہؓ اور اے صفیہؓ (عمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کے لیے عمل کرو کیونکہ میں تم دونوں کو اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اولاد عبد مناف، میں تمھیں اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا، اے عباسؓ بن عبد المطلب، میں تمھیں اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا، اے فاطمہؓ بنت محمدؐ میں تمھیں اللہ سے کسی امر میں بے نیاز نہیں کر سکتا، دنیا میں تم لوگ مجھ سے جو چاہو مانگ لو، مگر آخرت میں صرف تمھارے عمل ہی کام آئیں گے۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہمارے نبی اور ہمارے حبیب نے ہمیں اپنی موت سے ایک ماہ قبل اپنی خبر موت سنا دی، میرے ماں باپ اور میری جان ان پر فدا ہوں، جب جدائی کا زمانہ قریب آگیا تو آپ نے ہمیں ہماری ماں عائشہؓ کے گھر میں جمع کیا، ہمارے لیے آپ نے سختی برداشت کی، فرمایا: تم لوگوں کو "مرحبا" اللہ تمھیں سلامتی عطا کرے، اللہ تم پر رحم کرے، اللہ تمھاری حفاظت کرے، اللہ تمھیں غنی کرے، اللہ تمھیں رزق دے، اللہ تمھیں بلند کرے، اللہ تمھیں نفع دے، اللہ تمھیں مراد کو پہنچائے، اللہ تمھیں بچائے، میں تمھیں خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں، اللہ سے تمھارے لیے وصیت کرتا ہوں، اسی پر تم کو چھوڑتا ہوں، اور

تمھیں اللہ سے ڈراتا ہوں، میں اس کی طرف سے تمھارے لیے کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں، اللہ کے حکم کے خلاف اس کے بندوں اور اس کے شہروں میں زیادتی اور فساد نہ کرو، نیک انجام تو متقیوں ہی کے لیے ہے، اللہ نے فرمایا، کیا متکبرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے،

ہم لوگوں نے کہا، یارسول اللہ آپ کی اجل کب تک ہے، آپ نے فرمایا جدائی کی اللہ کی طرف جنتہ الماوٰی کی طرف اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور رفیقِ اعلیٰ کی طرف اور کاٗس اوفیٰ کی طرف اور حظ اور مبارک عیش کی طرف واپسی کا وقت قریب آگیا،

عرض کی: یارسول اللہ آپ کو غسل کون دے گا، آپ نے فرمایا میرے قریب سے قریب تر عزیز،

عرض کی: یارسول اللہ، ہم آپ کو کس چیز میں کفن دیں، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میرے انھیں کپڑوں میں یا مصری کپڑوں میں یا یمنی چادروں میں،

عرض کی: یارسول اللہ، آپ پر نماز کون پڑھے گا، ہم بھی رونے لگے اور آپ بھی روئے، پھر فرمایا، ٹھیر جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے، اور تمھارے نبیؐ کی طرف سے تمھیں جزائے خیر دے، جب تم مجھے غسل وکفن دے چکنا تو مجھے میرے اسی تخت پر میرے اسی گھر میں میری قبر کے کنارے مجھے رکھ دینا، تھوڑی دیر کے لیے میرے پاس سے باہر ہو جانا، کیونکہ سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھیں گے وہ میرے حبیب وخلیل جبریلؑ ہوں گے، پھر میکائیلؑ، پھر اسرافیلؑ، پھر ملک الموت کہ ان کے ہمراہ ان کے تمام لشکر ملائکہ ہوں گے پھر تم ایک ایک گروہ ہو کر اندر آنا، مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، مجھے اوصاف بیان کرنے اور بہ آواز بلند رونے سے اذیت نہ دینا، پہلے مجھ پر میرے عزیز مرد نماز پڑھیں، پھر ان کی عورتیں، پھر بعد کو تم لوگ، میرے جو اصحاب موجود نہیں ہیں انھیں سلام کہہ دینا، ان لوگوں کو جو میری اس قوم میں سے میرے دین میں میری پیروی کریں انھیں بھی سلام پہنچا دینا،

عرض کی: یارسول اللہ، آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا، فرمایا: میرے اعزہ، بہت سے ملائکہ کے ہمراہ، جو اس طرح تمھیں دیکھتے ہیں کہ تم انھیں نہیں دیکھتے،

۸۷

نزول موت

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی مرض کی شکایت ہوتی تھی تو آپ اللہ سے عافیت کی دعا کرتے تھے، جب مرض موت ہوا تو آپ نے شفا کی دعا نہیں کی، اور فرمانے لگے کہ اے نفس تجھے کیا ہوا کہ تو ہر جائے پناہ کی پناہ لے لیتا ہے،

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر موت نازل ہوئی تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگایا، اسے اپنے چہرے پر پھیرنے لگے اور کہنے لگے: اے اللہ موت کی سختی پر میری مدد کر، اور تین مرتبہ یہ فرمایا: اے جبریلؑ میرے قریب ہو جاؤ، اے جبریلؑ میرے قریب ہو جاؤ،

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ انتقال فرما رہے تھے، آپ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا، آپ اس پیالے میں اپنا ہاتھ ڈالتے تھے، پھر اپنے منہ پر پانی پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ سکرات موت پر میری مدد کر،

ابن عباسؓ و عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت نازل ہوئی تو آپ ایک چادر اپنے چہرے پر ڈال لیتے تھے، جب اس سے دم گھٹتا تھا، تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے تھے، اور فرماتے تھے یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا۔

وفات

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو تین راتیں باقی رہ گئیں تو آپ پر جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا، اے

۸۵

احمدؐ، مجھے اللہ نے آپ کے پاس آپ کے اکرام اور آپ کی فضیلت اور آپ کی خصوصیت کے لیے بھیجا ہے، آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جسے وہ آپ سے زائد جانتا ہے، آپ سے فرماتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے جبریلؑ میں اپنے کو مغموم اور کرب و بےچینی میں پاتا ہوں۔

جب تیسرا دن ہوا تو پھر جبریلؑ نازل ہوئے، ان کے ہمراہ ملک الموت اور ایک اور فرشتہ بھی اترا جس کا نام اسمٰعیلؑ ہے، جو ہوا میں رہتا ہے، نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھتا ہے، اور نہ کبھی زمین کی طرف اترتا ہے، وہ ایسے ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے جن میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے جو ستر ہزار فرشتوں پر مقرر نہ ہو،

جبریلؑ ان سب کے آگے بڑھے، اور کہا: اے احمدؐ، اللہ نے مجھے آپ کے پاس آپ کے اکرام اور آپ کی فضیلت اور آپ کی خصوصیت کے لیے بھیجا ہے آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جسے وہ آپ سے زائد جانتا ہے آپ سے کہتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں، آپ نے فرمایا: اے جبریلؑ میں اپنے کو مغموم اور کرب و بےچینی میں پاتا ہوں،

ملک الموت نے اجازت چاہی تو جبریلؑ نے کہا: یا احمدؐ یہ ملک الموت ہیں، جو آپ سے اجازت چاہتے ہیں، انھوں نے نہ آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت چاہیں گے، آپ نے فرمایا: انھیں اجازت دیدو،

ملک الموت داخل ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رک گئے، اور کہا، یا رسول اللہؐ، یا احمدؐ، اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو حکم فرمائیں میں اس میں آپ کی اطاعت کروں، اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں آپ کی روح قبض کروں تو میں اسے قبض کردوں گا، اور اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اسے چھوڑ دوں تو میں اسے چھوڑ دوں گا، آپ نے فرمایا: اے ملک الموت تم اطاعت کروگے، انھوں نے کہا، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ جو حکم دیں میں اس کی اطاعت کروں،

جبریلؑ نے کہا: یا احمدؐ، اللہ آپ کا مشتاق ہے، آپ نے فرمایا: اے

ملک الموت تمھیں جس کام کا حکم دیا گیا ہے اسے جاری کرو، جبریل ؑ نے کہا، السلام علیک یا رسول اللہ، یہ میرا زمین پر آخری مرتبہ آنا ہے دنیا میں مجھے صرف آپ ہی سے حاجت تھی،

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور اس طرح تعزیت کی آواز آئی کہ لوگ آواز اور آہٹ سنتے تھے اور کسی شخص کو نہ دیکھتے تھے:

یا اہل البیت، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کل نفس ذائقۃ الموت (ہر جان موت (کا مزہ) چکھنے والی ہے)، وانما توفون اجورکم یوم القیمۃ (قیامت کے دن تم لوگوں کے ثواب ضرور پورے دیے جائیں گے)، بے شک اللہ کے نام میں ہر مصیبت کی تسلی ہے، ہر مرنے والے کا جانشیں اور ہر فوت شدہ کا تدارک بس اللہ ہی کا بھروسا کرو اور اسی سے امید رکھو، مصیبت زدہ تو صرف وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم کیا گیا، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۴۹

علیؓ سے مروی ہے کہ ان کے پاس دو قریش کے آدمی آئے انھوں نے کہا کہ کیا میں تم دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سناؤں، دونوں نے کہا، ہاں، ہم سے ابو القاسم کا حال بیان کیجیے، انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین دن قبل کا زمانہ ہوا تو آپ کے پاس جبریل ؑ اترے پھر علیؓ نے پہلی حدیث کے مطابق بیان کیا اور اس کے آخر میں بیان کیا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ تعزیت کرنے والے کون ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں، تو کہا یہ خضر ہیں،

ان لوگوں کا ذکر جو کہتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت نہیں کی اور آپ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کا سر عائشہؓ کے آغوش میں تھا

طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہا کہ

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو وصیت فرمائی؟ انھوں نے کہا آپ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی، مالکؒ نے کہا اور طلحہؓ نے کہا ہزیل بن شرحبیلؒ نے کہا کہ کیا ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی پر زبردستی حکومت کرتے تھے؟ کیا ابو بکرؓ نے یہ پسند کیا کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور کے لیے کوئی عہد لا پھر ان کی ناک میں خلافت کی نکیل ڈال دیتی (یعنے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے لیے وصیت ہوتی تو ابو بکرؓ اسی پر عمل کرتے)

عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درہم، نہ کوئی بکری، نہ کوئی اونٹ، اور نہ کسی بات کی وصیت کی۔

اسودؓ سے مروی ہے کہ عائشہؓ سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی؟ انھوں نے کہا آپ کیونکر وصیت کرتے آپ نے ایک طشت منگایا تاکہ اس میں پیشاب کریں، پھر آپ میرے آغوش میں ڈھیلے پڑ گئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ آپ مر گئے، آپ کی وفات میرے سینے اور آغوش ہی میں ہوئی،

اسودؓ سے مروی ہے کہ ام المومنین عائشہؓ سے کہا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ کو وصیت کی تھی، تو انھوں نے کہا کہ آپ کا سر میرے آغوش میں تھا آپ نے طشت منگایا، اس میں پیشاب کیا، آپ میرے آغوش میں ڈھیلے پڑ گئے اور مجھے خبر بھی نہ ہوئی، پھر کب آپ نے علی رضؓ کو وصیت کی؟

ابراہیمؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں اٹھا لئے گئے کہ آپ نے کوئی وصیت نہیں کی، اور آپ اس حالت میں اٹھا لیے گئے کہ آپ حضرت عائشہ رضؓ کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے،

عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ایک روز جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے پر تھے اور آپ نے اپنا سر میرے شانے پر رکھ دیا تھا یکایک آپ کا سر جھک گیا، مجھے گمان ہوا کہ آپ میرے سر میں سے کچھ چاہتے ہیں، آپ کے منہ سے ٹھنڈا پانی نکلا جو میری ہسلی کی ہڈی پر پڑا جس سے میری جلد کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی تو میں نے آپ کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا۔　　۵۰

ابن ابی ملیکہؒ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے گھر میں اور میرے آغوش میں ہوئی‘ جب آپ بیمار ہوتے تھے تو جبریلؑ آپ کے لیے ایک دعا کرتے تھے‘ میں بھی آپ کے لیے وہی دعا کرنے لگی تو آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا: "رفیق اعلیٰ کے ساتھ"

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ آئے ان کے ہاتھ میں ایک سبز ٹہنی تھی‘ آپ نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے خیال ہوا کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے‘ میں نے اس کا سرا چبایا اور دانت سے چھلکر اور تر کرکے آپ کو دیدی‘ پھر جس طرح آپ کو میں نے مسواک کرتے دیکھا تھا اس سے زیادہ اچھی طرح آپ نے اس سے مسواک کی‘ آپ اسے لیے رہے‘ تا آں کہ وہ آپ کے ہاتھ سے گر گئی یا آپ کا ہاتھ گر گیا۔

دنیا کی اخیر ساعت اور آخرت کے پہلے دن میں بھی اللہ نے میرا اور آپ کا لعاب دہن جمع کر دیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مجھ پر اللہ کے انعامات میں سے یہ ہے کہ میرے آغوش میں اور میرے گھر میں اور میری نوبت میں جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے آغوش میں اور میری باری کے روز ہوئی جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے آغوش اور میری ہی باری میں ہوئی جس میں میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا (یعنے اور ازواج کی باری نہیں تھی کیونکہ انھوں نے اپنے دن خوشی سے حضرت عائشہؓ کو ہبہ کر دیے تھے‘ مجھے اپنی کم سنی سے تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آغوش میں اٹھائے گئے‘ میں نے آپ کو اس حالت پر بھی نہ چھوڑا‘ یہاں تک کہ آپ کو غسل دیا گیا‘ لیکن میں نے ایک تکیہ لے کر اسے آپ کے سر کے نیچے رکھ دیا‘ میں عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو کر چیخنے لگی اور سر اور منہ پیٹنے لگی میں نے آپ کا سر تکیہ پر رکھ دیا تھا‘ اور آپ کو اپنے آغوش سے ہٹا دیا تھا۔

کیا آنحضرتؐ کی وفات علیؓ بن ابی طالب کی آغوش میں ہوئی

۵۱

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ کعب احبار نے عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں کہا کہ ہم لوگ امیرالمومنین عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے میں نے پوچھا: وہ کیا بات تھی جو سب سے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، عمرؓ نے کہا کہ علیؓ سے پوچھو، کعب نے کہا وہ کہاں ہیں، انھوں نے کہا کہ یہیں ہیں، انھوں نے ان سے پوچھا تو علیؓ نے کہا کہ میں آپ کو اپنے سینے سے لگائے تھا، آپ اپنا سر میرے کندھے پر رکھے تھے، جب فرمایا "نماز، نماز" کعبؓ نے کہا کہ انبیاء کا آخر زمانہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور اسی کا انھیں حکم دیا گیا ہے اور اسی پر وہ مبعوث ہوتے ہیں۔

کعبؓ نے کہا: امیرالمومنین، آپ کو کس نے غسل دیا، فرمایا: علیؓ سے پوچھو، ان سے کعبؓ نے پوچھا تو انھوں نے کہا میں آپ کو غسل دے رہا تھا، عباسؓ بیٹھے ہوئے تھے، اسامہؓ اور شقران پانی لے کے میرے پاس آجا رہے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا کہ میرے بھائی کو بلاؤ، علیؓ بلائے گئے، آنحضرت نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ، علیؓ نے کہا کہ میں آپ کے قریب ہو گیا آپ نے مجھ سے تکیہ لگا لیا، آپ برابر مجھ سے تکیہ لگائے رہے اور گفتگو فرماتے رہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ لعاب دہن بھی میرے لگتا رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت نازل ہوئی، میرے آغوش میں آپ کو مرض کی شدت ہو گئی تو میں نے پکارا، اے عباسؓ مجھے سنبھالو، میں ہلاک ہوتا ہوں، عباسؓ آ گئے، دونوں نے مل کے آپ کو لٹا دیا۔

علی بن حسینؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں اٹھائے گئے کہ آپ کا سر علیؓ کے آغوش میں تھا۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کا سر علیؓ کے آغوش میں تھا، علیؓ نے آپ کو غسل دیا، فضل آپ کو آغوش میں لیے تھے اور اسامہؓ فضل کو پانی دے رہے تھے۔

ابی غطفانؒ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی وفات ہوئی اور آپ کا سر کسی کے آغوش میں تھا؟ انھوں نے کہا کہ آپ وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ علیؓ کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے، میں نے کہا کہ عروہ نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے آغوش میں ہوئی، ابن عباسؓ نے کہا کہ کیا تمھیں عقل ہے؟ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی حالت میں ہوئی کہ آپ علیؓ کے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے تھے، علیؓ وہ شخص ہیں کہ انھوں نے اور میرے بھائی فضل بن عباسؓ نے آپ کو غسل دیا، میرے والد عباسؓ نے غسل میں موجود رہنے سے انکار کیا، اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم پوشیدہ رہیں، وہ پردے کے پاس تھے۔

یمنی چادر

۵۲　ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے مروی ہے کہ ام المومنین عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ کی وفات ہوئی تو یمنی چادر اڑھائی گئی

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کو یمنی چادر اڑھائی گئی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس وقت وفات ہوئی تو آپ کو یمنی چادر اڑھائی گئی،

کیا ابو بکر صدیقؓ نے بعد وفات آنحضرتؐ کو بوسہ دیا

البہیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہو گئی تو آپ کے پاس ابو بکرؓ آئے، انھوں آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ کیسی پاکیزہ حیات والے اور کیسی پاکیزہ وفات والے ہیں''

البہیؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت موجود نہ تھے، وہ آپ کی وفات کے بعد آئے، آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی، پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا: آپ کیسی پاکیزہ حیات والے اور کیسی پاکیزہ وفات والے ہیں، بے شک آپ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہیں کہ وہ آپ کو دو مرتبہ (موت سے) سیراب کرے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکرؓ آئے اور آپ کے پاس گئے، میں نے پردہ اٹھا دیا، انھوں نے آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا، پھر کہا واللہ رسول اللہؐ کی وفات ہو گئی، وہ آپ کے سر کی طرف سے ہٹ گئے اور کہا "ہائے نبیؐ" پھر انھوں نے اپنا منہ جھکایا، آپ کے چہرے کو بوسہ دیا، اپنا سر اٹھایا اور کہا "وائے خلیل" پھر اپنا منہ جھکایا، آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا، پھر سر اٹھایا اور کہا "وائے صفی" پھر اپنا منہ جھکایا، آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا، پھر آپ کو چادر اڑھا دی اور باہر چلے گئے۔

ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو لوگوں نے کہا کہ آج آپ کے پاس جانے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں، انھوں نے کہا تم سچ کہتے ہو، وہ اندر گئے،

آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی اور بوسہ دیا۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عائشہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خبر دی کہ ابو بکرؓ اپنے السنح کے مکان سے گھوڑے پر آئے، وہ اترے، مسجد میں داخل ہوئے، انھوں نے کسی سے بات نہیں کی، یہاں تک کہ عائشہؓ کے پاس گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کیا جو ایک یمنی چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، انھوں نے آپ کا چہرہ کھولا، جھک کر بوسہ دیا، اور روئے، پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، واللہ آپ پر اللہ دو موتیں کبھی جمع نہ کرے گا، لیکن وہ پہلی موت جو آپ پر لکھ دی گئی تھی تو اس موت سے آپ مر چکے، ۵۳

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اللہ کی بے شمار رحمتیں آپ پر ہوں، وہ آپ پر جھکے، بوسہ دیا اور کہا آپ حیات میں بھی پاکیزہ رہے اور وفات میں بھی۔

ابن عباسؓ و عائشہؓ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

کیا اصحابؓ کو آنحضرتؐ کی وفات کا یقین نہ آیا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگ رونے لگے، عمرؓ بن الخطاب مسجد میں خطیب بن کے کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں ہرگز کسی کو یہ کہتے نہ سنوں گا کہ محمدؐ مر گئے، انھیں بلا بھیجا گیا جیسے موسیٰ بن عمران کو بلا بھیجا گیا تھا وہ اپنی قوم سے چالیس رات غائب رہے،

واللہ مجھے امید ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے جو یہ گمان کریں گے کہ آپ مر گئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ آپ کی روح کو معراج ہوئی ہے جیسے کہ موسیٰؑ کی روح کو معراج ہوئی تھی، عمرؓ خطیب بن کے کھڑے ہوئے اور منافقین کو ڈرانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہیں، صرف آپ کی روح کو معراج ہوئی ہے جیسا کہ موسیٰؑ کی روح کو معراج ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مریں گے تاوقتیکہ قوموں کے ہاتھ اور زبانیں نہ کاٹ دیں۔

عمرؓ برابر اسی طرح کلام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی دونوں باچھوں سے جھاگ نکل آیا، پھر عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بو بدل سکتی ہے، جیسے کہ بشر کی بو بدل جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں، لہذا اپنے صاحب کو دفن کرو، کیا تم میں سے کسی کو اللہ ایک مرتبہ موت دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ وہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ مکرم ہیں، پھر اگر ایسا ہی ہو جیسا تم لوگ کہتے ہو تو اللہ پر یہ امر گراں نہیں کہ وہ آپ پر سے مٹی کو کھود کر آپ کو نکال دے، آپ نہ مرے تاوقتیکہ آپ نے سبیل الٰہی کو واضح بنا کے نہ چھوڑا، آپ نے حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا، آپ نے نکاح کیا اور طلاق دی (یعنی دونوں کے احکام ظاہر کئے)، جنگ کی اور صلح کی، آپ ایسے بکریاں چرانے والے نہ تھے جن کا مالک انھیں اپنے پیچھے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لے جا کر ان پر ببول کی پتیاں اپنی پتیاں جھاڑنے کی لکڑی سے جھاڑتا ہے، اور ان کے حوض کی مینڈ اپنے ہاتھ سے پتھروں کی بناتا ہے، اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمھیں تکان پہنچاتا تھا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو عمرؓ اور مغیرہ بن شعبہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی، دونوں آپ کے پاس آئے، چہرۂ مبارک سے چادر ہٹائی، عمرؓ نے کہا "ہائے غشی"،

۵ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غشی کس قدر سخت ہے، دونوں کھڑے ہو گئے، جب دروازے تک پہنچے تو مغیرہ نے کہا، اے عمرؓ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے، عمرؓ نے کہا، تم جھوٹے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہیں، تم ایسے شخص ہو کہ فتنہ تمھیں شکار کر لیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ مریں گے تاوقتیکہ آپ منافقین کو فنا نہ کر دیں۔

ابو بکرؓ اسی حالت میں آئے کہ عمرؓ لوگوں کو خطبہ سنا رہے تھے، ابو بکرؓ نے ان سے کہا خاموش ہو جاؤ تو وہ خاموش ہو گئے، ابو بکرؓ منبر پر چڑھے انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر یہ آیت پڑھی "انک میت وانہم میتون" (آپ بھی (اے رسول) مریں گے (اور یہ لوگ بھی مریں گے) پھر انھوں نے (یہ آیت) پڑھی "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم" (اور محمدؐ بھی صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے تمام رسول گذر گئے، تو کیا وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ پس پشت واپس ہو جاؤ گے؟) وہ آیت سے فارغ ہوئے تو کہا، جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا ہو تو محمدؐ تو مر گئے، اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہو تو اللہ زندہ ہے، وہ کبھی نہیں مرے گا،

عمرؓ نے کہا، یہ کتاب اللہ میں ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، عمرؓ نے کہا: اے لوگو یہ ابو بکرؓ ہیں، اور مسلمانوں کے بوڑھے ہیں، لہذا ان سے بیعت کرو، لوگوں نے ان سے بیعت کر لی۔

سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ کہتے تھے کہ ابو بکرؓ اس حالت میں مسجد میں آئے کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے، وہ سیدھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں داخل ہوئے، جہاں آپ کی وفات ہوئی تھی اور جو عائشہؓ کا مکان تھا، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے یمنی چادر ہٹائی جس میں آپ ڈھکے ہوئے تھے، آپ کا چہرہ دیکھا اس پر جھکے، بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، واللہ آپ پر اللہ دو موتیں جمع نہیں کرے گا، آپ بے شک اس موت سے مر گئے، جس کے بعد آپ نہیں مریں گے۔

ابو بکرؓ نکل کر مسجد میں لوگوں کے پاس آئے، دیکھا تو عمرؓ ان سے کلام کر رہے تھے، ابو بکرؓ نے کہا: اے عمرؓ بیٹھ جاؤ، عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کیا، ابو بکرؓ نے ان سے دو یا تین مرتبہ گفتگو کی، جب عمرؓ نہیں بیٹھے، تو ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر تشہد (کلمۂ شہادت و خطبہ) پڑھا، لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمرؓ کو چھوڑ دیا، ابو بکرؓ اپنے تشہد کو پورا کر چکے تو کہا: "اما بعد، تم میں جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا، تو محمدؐ مر گئے، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو اللہ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئاً وسیجزی الله الشاکرین" (محمدؐ بھی اللہ کے رسول ہیں، کیا یہ اگر مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہو جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہو جائے گا تو وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، اللہ شکرگزاروں کو جزا دے گا۔)

جب ابو بکرؓ نے اس کی تلاوت کی تو لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا یقین ہو گیا، سب نے یا ان میں سے اکثر نے اسے ان سے حاصل کیا، یہاں تک کہ بعض کہنے والوں نے کہا کہ واللہ ابو بکرؓ کے تلاوت کرنے تک گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ یہ آیت بھی نازل کی گئی ہے۔ سعید بن المسیب کا گمان ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ واللہ یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابو بکرؓ کو اس کی تلاوت کرتے میں نے سنا، میں مدہوش ہو گیا حالانکہ میں کھڑا تھا یہاں تک کہ میں زمین پر گر گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے۔

۵۵

عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکرؓ السنح میں تھے، عمرؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے، واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مرے، سوائے اس کے کوئی بات میرے دل میں نہیں آتی کہ اللہ آپ کو ضرور بھیجے گا، آپ ضرور لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے، پھر ابو بکرؓ آئے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کھولا، اسے بوسہ دیا، اور کہا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اللہ آپ کو کبھی دو موتیں نہ چکھائے گا۔

ابو بکرؓ باہر آئے اور عمرؓ سے کہا: اے اپنی مہلت پر قسم کھانے والے، مگر عمرؓ نے ابو بکرؓ سے کلام نہ کیا، عمرؓ بیٹھ گئے، ابو بکرؓ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: خبردار جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا، جان لے کہ محمدؐ مر گئے، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا، اور کہا "انک میت و انہم میتون" پھر کہا: "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا و سیجزی اللہ الشاکرین" لوگ چیخ چیخ کے رونے لگے،

انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہوئے، انھوں نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر مہاجرین میں سے،

ابو بکرؓ و عمرؓ و ابو عبیدہ بن الجراح ان کے پاس گئے، عمرؓ نے گفتگو شروع کی تو ابو بکرؓ نے انھیں خاموش کر دیا، عمرؓ کہتے تھے کہ واللہ میں نے اس گفتگو کا صرف اس لیے ارادہ کیا تھا کہ میں نے ایک ایسی بات سوچی تھی جو مجھے پسند آئی تھی، اور مجھے اندیشہ تھا کہ ابو بکرؓ اس بات کو نہ بیان کریں گے، ابو بکرؓ نے گفتگو کی، ان کی گفتگو سب سے زیادہ بلیغ تھی، انھوں نے اپنے کلام میں کہا کہ ہم مہاجرین امیر ہیں اور تم انصار وزیر،

حباب بن المنذر السلمی نے کہا: نہیں، واللہ ہم کبھی یہ نہ گوارا کریں گے، ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے، ابو بکرؓ نے کہا "نہیں ہم لوگ امیر ہیں اور تم لوگ وزیر ہو، قریش مسکن و دار کے اعتبار سے وسط عرب کے ہیں اور با اعتبار نسب کے سب سے زیادہ شریف ہیں، لہذا عمرؓ اور ابو عبیدہ سے بیعت کر لو،

عمرؓ نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہم میں سب سے بہتر ہیں اور آپ ہم سب سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا، انھوں نے ان سے بیعت کر لی، اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کر لی، کسی کہنے والے نے کہا کہ تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا، تو عمرؓ نے کہا، انھیں اللہ نے قتل کیا،

زہری سے مروی ہے کہ مجھے انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عمرؓ لوگوں میں خطیب بن کے کھڑے ہوئے

انھوں نے کہا، خبردار، میں کسی کو یہ کہتے ہرگز نہ سنوں کہ محمدؐ مرگئے، کیونکہ محمدؐ مرے نہیں، انھیں ان کے رب نے بلا بھیجا، جیسا کہ اس نے موسیٰ کو بلا بھیجا تھا، اور وہ چالیس رات اپنی قوم سے غائب رہے تھے،

۵۶

الزہری نے کہا کہ مجھے سعید بن المسیب نے خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے اسی خطبے میں یہ بھی کہا کہ مجھے امید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ نے وفات پائی،

زہری نے کہا کہ مجھے ابو سلمہؓ بن عبد الرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ عائشہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ اپنی قیام گاہ سے جو السنح میں تھی، ایک گھوڑے پر آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے، انھوں نے کسی سے بات نہیں کی، عائشہؓ کے پاس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کیا جو چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، انھوں نے آپ کے چہرے سے چادر ہٹائی، جھکے، آپ کو بوسہ دیا اور رونے لگے، پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اللہ آپ پر دو موتیں کبھی جمع نہ کرے گا، وہ موت جو آپ پر لکھی گئی تھی اب آچکی،

ابو سلمہؓ نے کہا کہ مجھے ابن عباسؓ نے خبر دی کہ ابو بکرؓ اس حالت میں نکلے کہ عمرؓ لوگوں سے کلام کر رہے تھے، انھوں نے ان سے کہا کہ بیٹھ جاؤ، عمرؓ نے بیٹھنے سے انکار کیا، پھر کہا کہ بیٹھو، مگر وہ نہیں بیٹھے،

ابو بکرؓ نے تشہد شروع کیا تو لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمرؓ کو چھوڑ دیا، انھوں نے کہا "اما بعد، تم میں سے جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا تو محمدؐ مرگئے اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے جو مرے گا نہیں، اللہ نے فرمایا ہے، "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزى الله الشاكرين"

راوی نے کہا کہ واللہ ابو بکرؓ کے اس آیت کے تلاوت کرنے سے پہلے گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل کی ہے، سب لوگوں نے اسے ابو بکرؓ سے اس طرح حاصل کیا کہ کوئی بشر ایسا نہ تھا جسے تم یہ آیت تلاوت کرتے نہ سنو،

الزہری نے کہا کہ مجھے سعید بن المسیب نے خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ

سوائے اس کے کچھ نہ ہوا کہ میں نے ابوبکرؓ کو اسے تلاوت کرتے سنا تو میں مدہوش ہو گیا، یہاں تک کہ میرے دونوں قدم مجھے برداشت نہ کرتے تھے اور میں زمین پر گر پڑا، جب میں نے انھیں تلاوت کرتے سنا تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

الزہری نے کہا کہ مجھے انس بن مالک نے خبر دی کہ انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے صبح کو سنا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ابوبکرؓ سے بیعت کی گئی اور ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے، عمرؓ نے ابوبکرؓ سے پہلے تشہد پڑھا، پھر کہا:

"اما بعد کل میں نے تم سے ایک بات کہی تھی جو ایسی نہ تھی جیسی میں نے کہی تھی، واللہ میں نے اسے نہ اس کتاب میں پایا جو اللہ نے نازل کی اور نہ اس عہد میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے لیا، وہ صرف میری آرزو تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے"۔

پھر عمرؓ نے وہ بات کہی جو وہ کہنا چاہتے تھے کہ: آپ ہم سب کے آخر میں وفات پائیں گے، مگر اللہ نے اپنے رسول کے لیے تمھاری نزدیکی پر اپنی نزدیکی کو پسند کیا، اور یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعے سے اللہ نے اپنے رسولؐ کو ہدایت کی، لہٰذا تم اسے اختیار کرو تو تم بھی وہی راہ پاؤ گے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی۔

۵۷ الحسنؒ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو آپ کے اصحاب نے مشورہ کیا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرو، شاید آپ کو معراج ہوئی ہو، انھوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ کا پیٹ بڑھ گیا، ابوبکرؓ نے کہا جو محمدؐ کی پرستش کرتا تھا تو محمدؐ مر گئے، اور جو اللہ کی پرستش کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اور نہیں مرے گا۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی کہ لوگ عائشہؓ کے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو دیکھنے لگے، انھوں نے کہا کہ آپ کیسے مر سکتے ہیں حالانکہ آپ ہم پر گواہ ہیں، اور ہم اور لوگوں پر گواہ ہیں، پھر آپ مر جائیں گے حالانکہ

آپ نے لوگوں پر شہادت نہیں دی؛ نہیں، واللہ آپ نہیں مرے، آپ محض اٹھالیے گئے جیساکہ عیسیٰ بن مریم اٹھالیے گئے اور آپ ضرور ضرور واپس آئیں گے، انھوں نے ان لوگوں کو ڈرایا جنھوں نے یہ کہاکہ آپ مرگئے، عائشہؓ کے حجرے میں اور دروازے پر انھوں نے ندا دی کہ آپ کو دفن نہ کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہیں،

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عباسؓ بن عبد المطلب نکلے اور کہا کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں کوئی عہد ہے تو وہ ہم سے بیان کرے، لوگوں نے کہا" نہیں ہے" انھوں نے کہا اے عمرؓ اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے، انھوں نے کہا" نہیں" عباسؓ نے کہا گواہ رہو کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی عہد کی کہ آپ نے اپنی وفات کے بعد کے لیے اس سے لیا ہے شہادت دے گا تو وہ کذاب ہوگا، قسم ہے اس اللہ کی کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا۔

محمد بن ابی بکرؓ یا ام معاویہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت میں شک کیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا" آپ مرگئے" اور بعض نے کہا نہیں مرے، اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان پشت پر رکھا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، کیونکہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان سے مہر نبوت اٹھالی گئی۔

آنحضرت کتنے روز بیمار رہے اور کس روز آپ کی وفات ہوئی

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹ صفر سنہ ۱۱ھ

چہار شنبہ کو بیمار ہوئے، آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹ صفر ۱۱ھ یوم چہار شنبہ کو بیمار ہوئے اور ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو آپ کی وفات ہوئی۔

۵۸

ابن عباسؓ سے اور عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی،

ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے (دوسرے سلسلۂ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی۔

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دوشنبہ کو ہوئی اور آپ سہ شنبہ کو دفن کئے گئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دوشنبہ کو ہوئی، آپ بقیہ روز اور ساری رات اور دوسرے دن تک رکھے رہے یہاں تک کہ رات کو دفن کیئے گئے۔

عثمان بن محمد الاخنسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دوشنبہ کو ہوئی جب آفتاب ڈھل گیا تھا اور آپ چہار شنبہ کو دفن کئے گئے۔

ابی بن عباسؓ بن سہل نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دوشنبہ کو ہوئی، آپ دوشنبہ و سہ شنبہ کو رکے رہے یہاں تک کہ چار شنبہ کو دفن کئے گئے۔

مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دوشنبہ کو ہوئی اور آپ سہ شنبہ کو دفن کیے گئے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دوشنبہ کو زوال آفتاب کے بعد ہوئی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ تمھارے نبی کی وفات دوشنبہ کو ہوئی۔

البہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد ایک شبانہ روز تک دفن نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ کا کرتہ پھول گیا اور آپ کی خنصر میں تغیر دیکھا گیا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخنوں میں جب سبزی آگئی اس وقت مدفون ہوئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب وہ دن ہوا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو مدینے کی ہر شے تاریک ہو گئی، ہم نے آپ کے دفن (کی گرد) سے اپنے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب کو متغیر پایا (یعنے وہ نور نہ رہا جو آپ کی حیات میں تھا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد لوگ ایک دوسرے سے میری تعزیت کریں گے، یہ حدیث سن کے لوگ کہتے تھے کہ یہ کیا ہے (یعنے تعزیت کا کیا مطلب ہے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیے گئے تو لوگ ایک دوسرے سے مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کر رہے تھے۔

ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کسی کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اپنی اس مصیبت کو یاد کرلے جو میری وفات سے ہے، کیونکہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

قاسم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں سے ان کے مصائب میں میری وفات کی مصیبت کی بھی تعزیت کی جائے گی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو تعزیت کی آواز آئی جس کو لوگ سنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے کہ :- السلام علیکم

ورحمۃ اللہ و برکاتہ اے اہل بیت، کل نفس ذائقۃ الموت (ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے) وانما توفون اجورکم یوم القیامہ (صرف قیامت ہی میں تمہارے اجر پورے پورے دیے جائیں گے) ان فی اللہ عزاءً من کل مصیبۃ، بے شک اللہ کے نام میں ہر مصیبت کی تسلی ہے، وخلفاً من کل ہالک، اور ہر مرنے والے کا عوض ہے، ودرکا من کل مافات (اور ہر فوت شدہ شے کا تدارک ہے)، فباللہ فثقوا (لہذا اللہ ہی پر بھروسا رکھو) وایاہ فارجوا (اور اسی سے امید رکھو) انما المصاب من حرم الثواب (صرف وہی مصیبت زدہ ہے جو مصیبت کے ثواب سے محروم رہا)، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

وہ کرتا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا

۶۰ جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کرتے میں غسل دیا گیا (بروایت سلیمان بن بلال) جب آپ کی وفات ہوئی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا وقت ہوا تو لوگوں نے آپ کا کرتا اتارنے کا ارادہ کیا، انھوں نے ایک آواز سنی کہ کرتا نہ اتارو، آپ کا کرتا نہیں اتارا گیا اور آپ کو اسی حالت میں غسل دیا گیا کہ وہ کرتا آپ کے جسم پر تھا۔

شعبی سے مروی ہے کہ نہلانے والوں کو گھر کی جانب سے ندا دی گئی کہ کرتہ نہ اتارو، آپ کو اسی طرح غسل دیا گیا کہ وہ کرتا آپ پر تھا۔

غیلان بن جریر سے مروی ہے کہ جس وقت لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے تو انھیں دفعۃً ایک ندا دی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ نہ کرو۔

الحکم بن عتیبہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل

دینے کا ارادہ کیا تو انھوں نے آپ کا کرتا اتارنا چاہا، ایک آواز آئی کہ اپنے نبیؐ کو برہنہ نہ کرو، انھوں نے اسی طرح آپ کو غسل دیا کہ آپ کا کرتا آپ پر تھا۔

منصور سے مروی ہے کہ ان لوگوں کو گھر کی جانب سے ندا دی گئی کہ کرتا نہ اتارو۔

بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام سے مروی ہے کہ جب ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ آپ کا کرتا اتارنے چلے، کسی منادی نے گھر کے کونے سے ندا دی کہ آپ کا کرتہ نہ اتارو۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اگر مجھے میرا معاملہ پہلے ہی معلوم ہو جاتا جو بعد کو معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے آپ کی ازواج کے کوئی غسل نہ دیتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو اصحابؓ نے آپ کے غسل میں اختلاف کیا، بعض نے کہا کہ اس طرح غسل دو کہ آپ کے اوپر آپ کے کپڑے ہوں، اسی وقت جب کہ وہ لوگ اختلاف میں تھے، انھیں غنودگی آگئی، جس سے ان میں سے ہر شخص کی ڈاڑھی اس کے سینے پر پڑ گئی، پھر کسی کہنے والے نے کہا، جو معلوم نہ ہوا کہ کون تھا، آپ کو اسی طرح غسل دو کہ کپڑے آپ کے (جسم) پر ہوں،

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو جو لوگ آپ کو غسل دے رہے تھے، انھوں نے اختلاف کیا، پھر انھوں نے ایک کہنے والے کو سنا جو انھیں معلوم نہ ہوا کہ کون ہے کہ اپنے نبی کو اس طرح غسل دو کہ ان پر ان کا کرتا ہو، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے کرتے ہی میں غسل دیا گیا۔

آنحضرتؐ کو کس نے غسل دیا
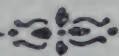
عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ بن ابی طالب اور فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زید نے غسل دیا، علیؓ آپ کو غسل دیتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی۔

عامر سے مروی ہے کہ علیؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دے رہے تھے اور فضل اور اسامہ آپ کو سنبھالے ہوئے تھے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں غسل دیا گیا کہ عباسؓ بیٹھے تھے اور فضل آپ کو سینے سے لگائے تھے، علیؓ آپ کو اس طرح غسل دے رہے تھے کہ آپ پر آپ کا کرتا تھا اور اسامہ پانی دینے کے لیے آمد و رفت کر رہے تھے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عباسؓ اور علیؓ اور فضل نے غسل دیا، فضل بن دکین نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ عباسؓ انھیں چھپائے ہوئے تھے،

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا ذمہ عباسؓ بن عبد المطلب، علیؓ بن ابی طالب، فضل بن عباسؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام صالح نے لیا۔

الزہری سے مروی ہے کہ عباسؓ، علیؓ بن ابی طالب، فضل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام صالح نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا انتظام کیا اور آپ کا پردہ کیا۔

یزید بن بلال سے مروی ہے کہ علیؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وصیت کی تھی کہ انھیں میرے سوا کوئی غسل نہ دے۔ اور نہ کوئی بغیر اس کے کہ اس کی آنکھیں ڈھانکدی جائیں میرا ستر دیکھے۔

فضل اور اسامہ دونوں آدمی مجھے پردے کے پیچھے سے پانی دیتے تھے اور ان دونوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی، میں کسی عضو کو بھی لیتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا تیس آدمی میرے ہمراہ اسے الٹتے پلٹتے ہیں یہاں تک کہ میں آپ کے غسل سے فارغ ہو گیا۔

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی طیاری شروع کی تو سب لوگوں کو باہر کر کے دروازہ بند کر لیا، انصار نے ندا دی کہ ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں اور ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو سب

جانتے ہیں، قریش نے ندا دی کہ ہم لوگ آپ کے جدی عزیز ہیں، پھر ابو بکرؓ نے پکار کے کہا: اے گروہ مسلمین ہر قوم اپنے جنازے کی اپنے غیر سے زیادہ مستحق ہے، اس لیے میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تم لوگ اندر جاؤ گے تو تم ان (علیؓ و فضل و اسامہ) کو آپ سے ہٹا دو گے، واللہ آپ کے پاس کوئی نہ جائے سوائے اس کے جو بلایا گیا ہے۔

علی بن حسینؓ سے مروی ہے کہ انصار نے ندا دی کہ ہمارا بھی حق ہے کیونکہ آپ تو ہماری بیٹی کے بیٹے ہیں، ہمارا مرتبہ اسلام میں وہ ہے جو ہے، انھوں نے ابو بکرؓ سے مطالبہ کیا تو انھوں نے کہا کہ وہی جماعت (علیؓ و اسامہ و عباسؓ) آپ سے زیادہ محبت کرنے والی ہے، تم لوگ علیؓ و عباسؓ سے درخواست کرو کیونکہ ان کے پاس وہی جا سکتا ہے جسے وہ چاہیں۔

عبد اللہ بن ثعلبہ بن صُعیر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ و فضل و اسامہ بن زید و شقران نے غسل دیا، آپ کے حصۂ زیریں کے غسل کا انتظام علیؓ نے کیا اور فضل آپ کو سینے سے لگائے تھے، عباسؓ اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈال رہے تھے۔　۶۲

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل علیؓ نے دیا اور آپ کو کفن چار آدمیوں نے دیا، یعنی علیؓ اور عباسؓ اور فضل اور شقران نے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ اور فضل نے غسل دیا، عباسؓ سے ان لوگوں نے کہا کہ وہ غسل کے وقت موجود رہیں، مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم پوشیدہ رہیں۔

عبد اللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمروؓ بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ اور فضل بن عباسؓ نے غسل دیا، علیؓ جو قوی تھے آپ کو الٹتے پلٹتے تھے، اور عباسؓ دروازے پر تھے انھوں نے کہا کہ مجھے آپ کے غسل میں موجود رہنے سے صرف اس امر نے روکا کہ میں دیکھتا تھا کہ آپ مجھ سے شرماتے ہیں کہ میں آپ کو برہنہ دیکھوں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ، فضل، عباس، اسامہ بن زید اور اوس بن خولیؓ نے غسل دیا، اور (یہی) لوگ آپ کی قبر میں اترے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے اور عباسؓ، عقیل بن ابی طالب، اوس بن خولی اور اسامہ بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔

زبیر بن موسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکرؓ بن ابی جہم کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علیؓ اور فضل اور اسامہ بن زید اور شقران نے غسل دیا، علیؓ نے آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا، ان کے ہمراہ فضل نے بھی، جو آپ کو الٹتے پلٹتے تھے، اسامہ بن زید اور شقران آپ پر پانی ڈالتے تھے، آپ پر آپ کا کرتا تھا۔

اوس بن خولی نے کہا کہ اے علیؓ ہم تمھیں اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا حصہ بھی دو، علیؓ نے ان سے کہا اندر آجاؤ وہ اندر گئے اور بیٹھ گئے۔

ابی جعفر محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین غسل دیے گئے، بیری کے پانی سے آپ کو اپنے کرتے میں غسل دیا گیا، آپ کو اس کنوئیں سے غسل دیا گیا جس کا نام الغرس تھا، جو قبا میں سعد بن خیثمہ کا تھا اور آپ اس کا پانی پیتے تھے، علیؓ آپ کے غسل پر مامور تھے، عباسؓ پانی ڈالتے تھے فضل آپ کو اپنے سینے سے لگائے تھے اور کہتے تھے: مجھے راحت دیجیے مجھے راحت دیجیے آپ نے میری رگ قلب قطع کر دی، میں ایسی چیز محسوس کرتا ہوں جو مجھ پر دو مرتبہ نازل ہوتی ہے،

۶۳ عبد اللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو علیؓ کھڑے ہوئے، انھوں نے دروازہ مضبوط بند کر دیا، پھر عباسؓ آئے ان کے ہمراہ عبد المطلب کے خاندان والے بھی تھے، وہ لوگ دروازے پر کھڑے ہو گئے، علیؓ کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ حیات میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات میں بھی،

ایک ایسی پاکیزہ ہوا چلی کہ ویسی انھوں نے کبھی نہ پائی تھی، عباسؓ نے علیؓ سے کہا کہ عورت کی طرح ناک میں بولنا چھوڑ دو، اور تم لوگ اپنے صاحب کے پاس آؤ، علیؓ نے کہا کہ میرے پاس فضل کو بھیجو۔

انصار نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سے اپنے

حصے ہیں تمھیں اللہ کی قسم دلاتے ہیں، انھوں نے اپنا ایک آدمی اندر بھیجا، جن کا نام اوس بن خولی تھا، وہ اپنے ایک ہاتھ میں گھڑا لیے تھے،

علیؓ نے اس طرح آپ کو غسل دیا کہ وہ اپنا ہاتھ آپ کے کرتے کے نیچے داخل کرتے تھے، فضل آپ پر کپڑا اڑا لے ہوئے تھے اور انصاری پانی دے رہے تھے، علیؓ کے ہاتھ پر ایک کپڑا تھا جس کے اندر ان کا ہاتھ تھا اور آپ کے جسم پر کرتا تھا۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض موت میں علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا تھا کہ اے علیؓ جب میں مر جاؤں تو تم مجھے غسل دینا، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ میں نے تو کبھی کسی میت کو غسل نہیں دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم طیار کر دیے جاؤ گے یا تمھیں آسان کر دیا جائے گا۔ علیؓ نے کہا کہ پھر میں نے آپ کو غسل دیا چنانچہ میں جس کسی عضو کو پکڑتا تھا تو وہ میرے تابع ہوتا تھا فضل اپنے سینے سے لگائے تھے، وہ کہتے تھے کہ اے علیؓ جلدی کرو میری پیٹھ ٹوٹی جاتی ہے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر کو کہتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصۂ زیرین کے غسل کے منتظم علیؓ تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے وقت آپ سے بھی وہ چیز تلاش کی جو میت سے تلاش کی جاتی ہے (یعنی بول و براز جو میت کا پیٹ سوت کر نکالا جاتا ہے) مگر انھوں نے کچھ نہ پایا تو کہا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ حیات میں بھی پاک تھے اور وفات میں بھی پاک ہیں۔

کیا آنحضرتؐ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا؟

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کو تین سفید سوتی یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا، جن میں نہ عمامہ تھا نہ کرتا،

عبداللہ بن نمیر کی حدیث میں عروہ نے کہا "لیکن حلہ" (جوڑہ یا چادر اتہمد یا یمنی چادر) لوگوں کو شبہہ ہوا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خریدا گیا ہے، تاکہ اس میں آپ کو کفن دیا جائے، پھر وہ چھوڑ دیا گیا، اور آپ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

۴۷

عائشہؓ نے کہا کہ اس حلے کو عبداللہ بن ابی بکرؓ نے لے لیا، انھوں نے کہا میں اسے رکھے رہوں گا تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جائے، پھر انھوں نے کہا کہ اگر اسے اللہ اپنے نبی کے لیے پسند کرتا تو ضرور اس میں آپ کو کفن دلواتا، انھوں نے اسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت خیرات کر دی،

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

عائشہؓ سے (دوسرے سلسلۂ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سوتی روئی کے کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ ابو بکرؓ صدیق جب بیمار تھے تو انھوں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا، انھوں نے جواب دیا کہ آپ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بے جوڑ

یمنی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین روئی کے سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں نہ کرتا تھا نہ عمامہ۔

۶۵ عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بے جوڑ سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن القاسم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، شعبہ نے کہا کہ آپ سے کس نے بیان کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے اسے محمد بن علیؓ سے سنا۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں اولاد عبدالمطلب کی مجلس کی طرف بھیجا گیا جو بکثرت جمع تھے میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز میں کفن دیا گیا تو انھوں نے کہا، تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، جن میں نہ قبا تھی نہ کرتا نہ عمامہ۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین موٹے کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

کیا آنحضرتؐ کو حبرہ میں بھی کفن دیا گیا؟

سعید بن المسیب سے (متعدد سلسلۂ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بے جوڑ اور ایک نجرانی چادر میں کفن دیا گیا۔

سعید بن المسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا دو سفید کپڑے تھے اور ایک چادر حبرہ (یمنی) تھی'
علیؓ بن حسینؓ سے (دو سلسلۂ روایت سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک چادر حبرہ تھی۔
جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں دو صحاری کپڑے تھے اور ایک حبرہ۔
جعفر کہتے تھے کہ مجھے میرے والد نے اسی کی وصیت کی اور کہا کہ اس پہ ہرگز کچھ اضافہ نہ کرنا' محمد بن سعد (مولف کتاب) کہتے ہیں کہ میں بھی (یہی) خیال کرتا ہوں۔
محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک حبرہ تھا۔
ابن عباسؓ سے (بہ سہ سلسلۂ روایت) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سفید کپڑوں اور ایک سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔
ابی اور الزہری سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک چادر حبرہ تھی۔

کیا آنحضرتؐ کو تین چادروں میں کفن دیا گیا یا ایک کرتے اور ایک حلے میں؟

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی موٹی چادروں میں کفن دیا گیا' جن میں ایک تہ بند ایک کرتا' ایک لفافہ تھا۔
ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں بنی عبدالمطلب کے بوڑھوں کے پاس آیا' ان سے پوچھا کہ کس چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا' انھوں نے کہا کہ سرخ حلہ (جوڑہ) اور ایک قطیفہ (چادر) میں۔
حسنؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قطیفہ (چادر) اور حبرہ کے

جوڑے میں کفن دیا گیا۔

۶۷ ابراہیم سے (بہ دو سلسلۂ روایت) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلے اور کرتے میں کفن دیا گیا، فضل وطلق کی حدیث میں حلۂ یمانیہ ہے (حلّہ چادر و تہمد کے مجموعے کا نام ہے)۔

حسن رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلّۂ حبرہ اور کرتے میں کفن دیا گیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ بحرانی حلے میں کہ جسے آپ پہنتے تھے اور ایک کرتے میں کفن دیا گیا۔

ضحاک بن مزاحم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سرخ چادروں میں کفن دیا گیا۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ وہ مدینے میں بنی عبد المطلب کے چھپّر میں آئے انھوں نے ان کے بوڑھوں سے دریافت کیا کہ کس چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دیا گیا تو انھوں نے کہا کہ دو سرخ کپڑوں میں جن کے ہمراہ کرتا نہ تھا۔

محمد بن علی بن الحنفیہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن کو معاذ یمن سے لائے تھے۔

ابو عبد اللہ محمد بن سعد (مولف کتاب) نے کہا کہ یہ روایت وہم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت معاذ یمن میں تھے۔ (وہ وہاں سے واپس نہیں آئے تھے جو چادریں لاتے)۔

عبد اللہ بن عبید بن عُمیر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حلۂ حبرہ میں کفن دیا گیا، پھر وہ اتار ڈالا گیا اور سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا، عبد اللہ بن ابی بکر رضؓ نے کہا کہ اس حلے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد کو مس کیا ہے، مجھ سے یہ جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ مجھے اسی میں کفن دیا جائے گا، وہ اسے رکھے رہے پھر انھوں نے کہا کہ اگر اس حلے میں کوئی خیر ہوتی تو ضرور اللہ تعالیٰ اسے اپنے نبی کے لیے اختیار

کرتا، مجھے اس کی حاجت نہیں، لوگوں کو ان کی پہلی رائے سے بھی تعجب ہوا اور دوسری رائے سے بھی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں عمامہ نہ تھا۔

ایوب سے مروی ہے کہ ابو قلابہ نے کہا کہ کیا تمھیں ان لوگوں کو ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں اختلاف کرنے سے تعجب نہیں ہے؟

حنوط

۶۸ حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط لگایا گیا (حنوط ایک مرکب خوشبو ہے جو میت کے کفن میں لگائی جاتی ہے)۔

ہارون بن سعد سے مروی ہے کہ علیؓ کے پاس مشک تھی انھوں نے وصیت کی کہ ان کے اسی کا حنوط لگایا جائے، علیؓ نے کہا کہ یہ مشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط سے بچی ہوئی ہے۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علیؓ سے دریافت کیا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حنوط لگایا گیا تو انھوں نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

نماز جنازہ

حسن سے مروی ہے کہ آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں نے غسل دیا، کفن پہنایا اور حنوط لگایا پھر آپ کو ایک تابوت میں رکھ دیا گیا، اور مسلمانوں کے گروہ گروہ کر کے لائے گئے جو کھڑے ہو کر آپ پر نماز پڑھتے تھے، پھر وہ باہر چلے جاتے تھے اور دوسرے داخل ہوتے تھے، یہاں تک کہ سب لوگوں نے آپ پر نماز پڑھ لی۔

عبد الرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ انھوں نے سعید بن المسیب کو کہتے سنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کو تابوت پر رکھ دیا گیا، لوگ گروہ گروہ ہو کر آپ کے پاس آتے تھے، آپ پر نماز پڑھتے تھے اور باہر ہو جاتے

تھے کسی نے ان کی امامت نہیں کی۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تابوت پر رکھ دیے گئے، مسلمان گروہ گروہ کر کے داخل ہوتے تھے اور اس طرح آپ پر نماز و سلام پڑھتے تھے کہ ان کا کوئی امام نہ تھا۔

زہری سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ لوگ گروہ گروہ ہو کر داخل ہوتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پڑھتے تھے اور آپ کی نماز جنازہ میں ان کی امامت کسی نے نہیں کی

ابو عسیم سے جو اس موقع پر حاضر تھے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ہم کس طرح آپ کی نماز جنازہ پڑھیں، جواب ملا کہ اس دروازے سے گروہ گروہ ہو کر داخل ہو آپ پر نماز پڑھو اور دوسرے دروازے سے باہر چلے جاؤ۔

ابو حازم المدنی سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اٹھا لیا تو مہاجرین گروہ گروہ ہو کر داخل ہوئے، آپ پر نماز پڑھتے تھے اور باہر چلے جاتے تھے، پھر اسی طریقے پر انصار داخل ہوئے، پھر اہل مدینہ، یہاں تک کہ جب مرد فارغ ہو گئے، تو عورتیں داخل ہوئیں، ان سے کسی ایسے طریقے پر آواز و فریاد ہوئی جیسی ان سے ہوتی ہے، تو انھوں نے گھر میں ایک دھماکے کی آواز سنی جس سے وہ منتشر ہو گئیں اور ساکت ہو گئیں، یکایک کسی کہنے والے نے کہا کہ "اللہ کے نام میں ناہر مرنے والے سے تسلی ہے، ہر مصیبت کا عوض ہے، ہر فوت شدہ کا بدلہ ہے، مجبور وہ ہے جس کا نقصان ثواب نے پورا کر دیا ہو، اور مصیبت زدہ وہ ہے جس کا نقصان ثواب نے پورا نہ کیا ہو۔

٦٩

ابی بن عباسؓ بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ اپنے کفنوں میں رکھ دیے گئے، پھر آپ کو تابوت پر رکھا گیا، لوگ ایک ایک گروہ ہو کر آپ پر نماز پڑھتے تھے، ان کا امام کوئی نہ تھا، پہلے مرد داخل ہوئے، انھوں نے نماز پڑھی، پھر عورتیں۔

عبد الحمید بن عمران بن ابی انس نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنی والدہ سے روایت کی کہ میں بھی ان لوگوں میں تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوئے، آنحضرتؐ اپنے تابوت پر تھے، ہم عورتیں صف بہ صف ہو کر کھڑی ہوتی تھیں، ہم دعا کرتے تھے اور آپ پر نماز پڑھتے تھے، آپ شب چہارشنبہ کو مدفون ہوئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی سے مروی ہے کہ میں نے یہ مضمون ایک کاغذ میں پایا جس میں میرے والد کا خط ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن دے دیا گیا اور آپ اپنے تابوت پر رکھ دیے گئےؐ تو ابو بکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے، دونوں نے کہا "السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ" ان دونوں کے ہمراہ اس قدر جماعت مہاجرین و انصار کی تھی جس قدر گھر میں گنجائش تھی، انھوں نے بھی اسی طرح سلام کیا جس طرح ابو بکرؓ و عمرؓ نے سلام کیا، سب نے اس طرح چند صفیں بنالیں کہ اس پر ان کا امام کوئی نہ تھا، ابو بکرؓ و عمرؓ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی صف اول میں تھے کہا:

اے اللہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا آپ نے پہنچا دیا، آپ نے اپنی امت کی خیر خواہی کی، راہ خدا میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا اور اس کے کلمات پورے ہو گئے، آپ اسی پر ایمان لائے جو یکتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں، اے ہمارے معبود ہمیں بھی ان لوگوں میں کر جو اس کلام کی پیروی کریں جو آپ کے ہمراہ نازل کیا گیا، اس طرح ہمیں اور آپ کو جمع کر دے کہ آپ ہمیں پہچان لیں اور ہم آپ کو پہچان لیں، بے شک آپ مومنین کے ساتھ بڑے مہربان اور رحم کرنے والے تھے، ہم ایمان کے عوض میں بدل نہیں چاہتے اور نہ ہم کبھی اس کے عوض میں قیمت چاہتے ہیں۔"

لوگ آمین آمین کہہ رہے تھے، ایک گروہ نکلتا تھا تو دوسرا داخل ہوتا تھا، یہاں تک کہ مردوں نے آپ پر نماز پڑھ لی، پھر عورتوں نے اور بچوں نے، جب نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ کے مقام قبر میں انھوں نے گفتگو کی۔

عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پڑھی وہ عباسؓ بن عبد المطلب اور بنی ہاشم تھے، وہ باہر آئے اور مہاجرین و انصار

داخل ہوئے، پھر گروہ گروہ ہو کر اور لوگ، جب مرد پڑھ چکے تو صفیں بنا کے بچے آپ کے پاس داخل ہوئے، بعد کو عورتیں، عائشہؓ سے بھی مثل حدیث ابن ابی سبرہ (جو اوپر مذکور رہی) مروی ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو آفتاب ڈھلنے سے سہ شنبہ کو آفتاب ڈھلنے تک تابوت میں رہے، لوگوں نے آپ کے تابوت پر جو آپ کی قبر کے کنارے سے قریب تھا نماز پڑھی، جب انھوں نے آپ کو قبر میں اتارنے کا ارادہ کیا تو تابوت کو آپ کے پائوں کی جانب سرکا دیا اور اسی جگہ سے آپ داخل کر دیے گئے، آپ کی قبر میں عباسؓ بن عبد المطلب، فضل بن عباسؓ، قثم بن عباسؓ علیؓ بن ابی طالب اور شقران داخل ہوئے،

علیؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابوت میں رکھ دیے گئے، تو میں نے کہا کہ کوئی شخص آپ کے آگے کھڑا نہ ہو، شاید وہی تمھاری امامت کریں جو تمھارے زندہ و مردہ کے امام تھے، لوگ ایک ایک گروہ کر کے داخل ہوتے تھے اور ایک ایک صف کر کے اس طرح آپ پر نماز پڑھتے تھے کہ ان کا کوئی امام نہ تھا، لوگ تکبیر کہہ رہے تھے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑا ہوا یہ کہہ رہا تھا:

"سلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہم انا نشہد ان قد بلغ ما انزل الیہ ونصح لامتہ وجاہد فی سبیل اللہ حتی اعز اللہ دینہ وتمت کلمتہ اللہم فاجعلنا ممن یتبع ما انزل اللہ الیہ وثبتنا بعدہ واجمع بیننا وبینہ" (ای نبی سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اے اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا وہ آپ نے پہنچا دیا، اور اپنی امت کی خیر خواہی کی، اللہ کے راستے میں یہاں تک جہاد کیا کہ اللہ نے اپنا دین غالب کر دیا اور اس کی بات پوری ہو گئی، اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں کر جو لوگ کہ جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا اس کی پیروی کرتے ہیں، آپ کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں اور آپ کو جمع کر دے) لوگ آمین آمین کہہ رہے تھے، یہاں تک کہ مردوں نے آپ پر نماز پڑھی پھر عورتوں نے اور بچوں نے۔

عمر بن محمد بن عمرؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ سب سے پہلے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے وہ بنی ہاشم تھے، پھر مہاجرین اور انصار، پھر اور لوگ یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گئے تو عورتیں اور بچے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیر امام کے اس طرح نماز پڑھی گئی کہ مسلمان گروہ گروہ ہو کر پاس آتے نماز پڑھتے جب فارغ ہوتے تو عمرؓ ندا دیتے کہ جنازہ اور اہل جنازہ کو چھوڑ دو۔

مقبرۂ جناب رسالتمآب

عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کے اصحاب باہم مشورہ کرنے لگے کہ آپ کو کہاں دفن کریں، ابو بکرؓ نے کہا کہ آپ کو وہیں دفن کرو جہاں اللہ نے آپ کو وفات دی، فرش اٹھایا گیا اور آپ اس کے نیچے دفن کیے گئے۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن و یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں دفن کیے جائیں، کسی کہنے والے نے کہا کہ منبر کے پاس، کسی نے کہا کہ جہاں نماز پڑھتے تھے اور لوگوں کی امامت کرتے تھے، ابو بکرؓ نے کہا کہ آپ وہاں دفن کیے جائیں گے جہاں اللہ نے آپ کو وفات دی، بستر ہٹا دیا گیا اور اس کے نیچے آپ کی قبر کھودی گئی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ آپ کہاں مدفون ہوں، ابو بکرؓ نے کہا کہ اسی مکان میں جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب سہ شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز (غسل و کفن) سے فراغت ہو گئی تو آپ کو آپ کے مکان میں ایک تابوت پر رکھ دیا گیا، مسلمانوں نے آپ کے دفن میں اختلاف کیا ایک شخص نے کہا کہ آپ کو مسجد نبوی میں

۱۷

دفن کردو، دوسرے نے کہا کہ آپ کو اپنے اصحاب کے پاس بقیع میں دفن کردو، ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ جس نبی کی وفات ہوئی وہ اسی مقام پر مدفون ہوا جہاں اس کی روح قبض کی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بستر اٹھایا گیا جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی اور اسی کے نیچے آپ کی قبر کھودی گئی۔

یحییٰ بن بہاہ سے جو عثمانؓ بن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسم وہیں مدفون ہوتے ہیں جہاں ارواح قبض کی جاتی ہیں۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جس نبی کو وفات دیتا ہے وہ ہمیشہ اسی مقام پر مدفون ہوتا ہے جہاں اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔

عمر بن ذر سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے کہا کہ "میں نے اپنے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کہتے سنا کہ جو نبی جس مکان میں مرا وہ ہمیشہ اسی مکان میں دفن کیا گیا" میں نے ابن ذر سے کہا کہ آپ نے اسے کس سے سنا تو انھوں نے کہا میں نے ابو بکرؓ بن عمر بن حفص سے انشاء اللہ سنا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے، دوسروں نے کہا کہ آپ کو بقیع میں دفن کیا جائے، ابو بکرؓ آئے تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ ہر نبی اپنے اسی مکان میں دفن ہوتا ہے جہاں اللہ نے اس کی روح قبض کی ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام سے ہٹایا گیا جہاں آپ کی وفات ہوئی تھی اور وہاں آپ کی قبر کھودی گئی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند ہیں جو میرے حجرے میں گر پڑے، ابو بکرؓ نے کہا بہت اچھا ہے، یحییٰ (راوی) نے کہا کہ پھر میں نے لوگوں کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی اور آپ عائشہؓ کے گھر میں

دفن کئے گئے تو ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ یہ تمھارے تین چاندوں میں سے ایک ہیں اور ان میں سب سے بہتر ہیں۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے حجرے میں تین چاند دیکھے، میں ابوبکرؓ کے پاس آئی، تو انھوں نے کہا کہ تم نے اس کی کیا تعبیر لی میں نے کہا میں نے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹے" اس کی تعبیر لی، ابوبکرؓ خاموش ہو گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ تمھارے بہترین چاند کو تو پہنچا دیا گیا، پھر ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں انھیں کے مکان میں دفن کئے گئے۔

۷۲

موسیٰ بن داؤد سے مروی ہے کہ میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ عائشہؓ کا مکان دو حصوں پر تقسیم کیا گیا، ایک حصہ وہ ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تھی اور دوسرا حصہ وہ جس میں عائشہؓ رہتی تھیں، دونوں حصوں کے درمیان ایک دیوار تھی، عائشہؓ ایسا کرتی تھیں کہ اکثر جہاں قبر ہے رات کے سونے کے کپڑوں میں اندر چلی جاتی تھیں، جب عمرؓ دفن کر دیے گئے تو وہ بغیر اس کے اندر نہ گئیں کہ اپنے پورے کپڑے پہنے ہوتی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عثمان بن ابراہیم سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ عائشہؓ اس مقام پر، جہاں ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوئے تھے، اپنی نقاب کھول دیتی تھیں، جب عمرؓ دفن ہوئے تو وہ نقاب ڈال لیتی تھیں، پھر انھوں نے نقاب کو سر سے علٰحدہ نہیں گرایا۔

حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور عبیداللہ بن ابی یزید کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر دیوار نہ تھی، سب سے پہلے جنھوں نے اس پر دیوار بنائی وہ عمرؓ بن الخطاب تھے، عبیداللہ بن ابی یزید نے کہا کہ ان کی دیوار چھوٹی تھی، اسے عبداللہ بن الزبیر نے بنایا اور بڑھایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور آپ کی لحد

جریر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحد (بغلی قبر) ہمارے لیے ہے اور شق (سیدھی قبر) ہمارے اغیار کے لیے، وکیع کی روایت میں ہے کہ شق اہل کتاب کے لیے ہے، اور فضل بن دکین کی حدیث میں ہے کہ شق ہمارے اغیار کے لیے ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مدینے میں دو آدمی تھے جو قبریں کھودتے تھے، ایک ان میں سے لحد (بغلی قبر) کھودتا تھا اور دوسرا شق (سیدھی قبر) لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کونسی قبر مناسب ہو گی، تو کسی نے کہا انتظام کرو ان دونوں گورکنوں میں سے جو پہلے آئے وہی اپنا عمل کرے، پھر وہی آیا جو لحد کھودتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مدینے میں دو قبر کھودنے والے تھے ایک لحد کھودتا تھا اور دوسرا شق، لوگوں نے انتظار کیا کہ ان میں سے کون آتا ہے، پھر وہ آیا جو لحد کھودتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے کہ قبر کھودنے کے لیے ابو طلحہ کو اور اہل مکہ میں سے ایک شخص کو بلا بھیجا گیا، اہل مکہ شق کھودتے تھے اور اہل مدینہ لحد کھودتے تھے، ابو طلحہ آئے اور انھوں نے آپ کے لیے لحد کھودی۔　۷۳

محمد بن المنکدر سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے دو گورکنوں کو کہلا بھیجا، ایک وہ جو شق کھودتا تھا اور دوسرا لحد کھودتا تھا، وہ آیا جو لحد کھودتا تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

قاسم سے مروی ہے کہ مدینے میں ایک شخص شق کھودتا تھا اور دوسرا لحد، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اصحاب جمع ہوئے، انھوں نے

دونوں گورکنوں کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے اللہ آپ کے لیے انتخاب کر، پہلے وہ آیا جو لحد کھودتا تھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مدینے میں دو گورکن تھے، ایک ان میں سے ضریح (سیدھی قبر) کھودتا تھا اور دوسرا لحد، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ان دونوں میں سے جو پہلے آئے گا ہم اسے حکم دیں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کھودے، پہلے وہ آیا جو لحد کھودتا تھا ہشام نے کہا کہ میرے والد اس شخص سے تعجب کرتے تھے جو ضریح میں دفن کیا جاتا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد میں مدفون ہوئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مدینے میں دو شخص تھے، ایک لحد کھودتا تھا، دوسرا لحد نہیں کھودتا تھا، لوگوں نے کہا کہ ان دونوں میں جو پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا، پہلے وہ شخص آیا جو لحد کھودتا تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

اسماعیل بن محمد بن سعد سے مروی ہے کہ سعد سے کہا گیا کہ ہم لوگ آپ کے لیے لکڑیاں مہیا کریں جس میں آپ کو دفن کریں، تو انھوں نے کہا نہیں، میرے لیے لحد کھودو، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

یعقوب بن زید وغفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی وہ ابوطلحہ تھے۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب سعد کا وقت وفات آیا تو انھوں نے کہا کہ میرے لیے لحد کھودو اور مجھ پر کچی اینٹ نصب کردو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا۔

علی بن حسینؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی اور آپ کی لحد پر کچی اینٹ نصب کی گئی۔

علی بن حسین رضؓ سے (دوسرے سلسلے سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی، اور آپ کی لحد پر کچی اینٹ نصب کی گئی۔

علی بن حسین رضؓ سے (ایک اور سلسلے سے) مروی ہے کہ کھودنے میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی اور نصب کرنے میں آپ کی لحد پر کچی اینٹ نصب کی گئی۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی اور آپ کی لحد پر کچی اینٹیں نصب کی گئیں۔

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد کھودی گئی اور آپ کی لحد پر کچی اینٹیں لگائی گئیں۔

عاصم الاحول سے مروی ہے کہ میں نے عامر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ لحد ہے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے شعبی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ضریح کھودی گئی یا لحد، انھوں نے کہا کہ آپ کے لیے لحد کھودی گئی اور آپ کی قبر میں کچی اینٹیں لگائی گئیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی آپ قبلے کی جانب سے داخل کئے گئے اور آپ کو سر کی طرف سے نہیں اتارا گیا۔

سالم بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ یہ تین قبریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کی سب کچی اینٹ سے بنی ہیں، اور لحد ہیں، تینوں قبلہ رخ ہیں اور باہم ملی ہوئی ہیں، جابر نے کہا کہ (اس حدیث کے) سب (راویوں کے) اجداد اسی روضہ میں ہیں۔

ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کھودنے کا ارادہ کیا تو مدینے میں دو شخص تھے، ابوعبیدہ بن الجراح جو اہل مکہ کے لیے ضریح کھودتے تھے، اور ابوطلحہ انصاری کہ اہل مدینہ کے لیے قبر کھودتے تھے اور وہ لحد کھودتے تھے، عباس رضؓ نے دو شخصوں کو بلایا، ایک کو ابوعبیدہ کے پاس بھیجا، دوسرے کو ابوطلحہ کے پاس، اور فرمایا: اے اللہ اپنے رسول کے لیے گورکن کا انتخاب فرما، ابوطلحہ کے ساتھی نے ان کو پالیا، وہ انھیں لے آئے اور انھوں نے آپ

٧٥

کے لیے لحد کھودی۔

ابی طلحہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شق اور لحد میں اختلاف کیا، مہاجرین نے کہا کہ آپ کے لیے شق کھودو جیسا کہ اہل مکہ کھودتے ہیں، انصار نے کہا کہ لحد کھودو جیسا کہ ہم لوگ اپنے ملک میں کھودتے ہیں، جب اختلاف بڑھا تو انھوں نے کہا: اے اللہ اپنے نبی کے لیے قبر کا انتخاب فرما (یہ کہہ کے) انھوں نے ابو عبیدہ اور ابو طلحہ کو بلا بھیجا، کہ ان دونوں میں سے جو پہلے آئے وہ اپنا عمل کرے، پہلے ابو طلحہ آئے، انھوں نے کہا کہ واللہ مجھے امید ہے کہ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ انتخاب کیا ہے، کیونکہ آپ خود لحد کو دیکھتے تھے اور اسے پسند فرماتے تھے۔

فرش قبر

ابو جمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضؓ کو کہتا سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ چادر کا فرش کیا گیا، وکیع نے کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص تھا، (امت کے لیے جائز نہیں)۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس شخص نے قبر میں چادر بچھائی وہ شقران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی تھے،

حسن رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ایک پرانی سرخ چادر بچھائی گئی جسے آپ اوڑھا کرتے تھے، چادر اس لیے بچھائی گئی کہ زمین تر تھی۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اس پرانی سرخ چادر کا فرش کیا گیا جسے آپ اوڑھتے تھے۔

عقبہ بن ابی الصہباء سے مروی ہے کہ میں نے حسن رضؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری لحد میں میری چادر کا فرش کرنا کیونکہ زمین انبیاء کے

اجسام پر غالب نہیں کی جاتی۔

قتادہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے چادر کا فرش بچھایا گیا۔

سلیمان بن لیسار سے مروی ہے کہ ایک غلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دفن کئے گئے تو اس نے اس چادر کو قبر کے کنارے دیکھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھا کرتے تھے اس نے اسے قبر میں بچھا دیا اور کہا کہ اسے آپ کے بعد کبھی کوئی نہ اوڑھے گا' وہ چھوڑ دی گئی۔

آنحضرتؐ کی قبر میں کون اترے

۷۶

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد عبد المطلب نے قبر میں داخل کیا۔

عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علیؓ اور فضل اور اسامہ داخل ہوئے' مجھے مرحب یا ابن ابی مرحب نے خبر دی کہ انھوں نے اپنے ہمراہ عبد الرحمٰن بن عوف کو بھی قبر میں داخل کیا' وکیع کی حدیث میں ہے کہ شعبی نے کہا: میت کے ولی صرف اس کے اعزہ ہیں۔

عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں چار آدمی داخل ہوئے' فضل نے اپنی حدیث میں کہا: مجھے اس شخص نے یہ خبر دی جس نے ان چاروں کو دیکھا ہے

عامر سے مروی ہے کہ مجھ سے مرحب یا ابن ابی مرحب نے کہا: گویا میں ان چاروں کو دیکھتا ہوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترے تھے' ان میں ایک عبد الرحمٰن بن عوف تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علیؓ اور فضل اور اسامہ بن زید داخل ہوئے' ان سے ایک انصاری نے جن کا نام خولی یا ابن خولی تھا کہا: تمھیں معلوم ہے کہ میں قبور شہدا میں اترتا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام شہدا سے افضل ہیں' ان لوگوں نے انھیں بھی اپنے ہمراہ داخل کر لیا۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں

انھیں لوگوں نے رکھا جنھوں نے آپ کو غسل دیا، یعنے عباسؓ، علیؓ، فضل اور آپ کے مولی صالح، دیگر اصحابؓ نے آپ کے اعزہ کے لیے راستہ چھوڑ دیا، انھیں لوگوں نے آپ کی تکفین و تدفین کا انتظام کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علیؓ، فضل بن عباس، عباسؓ بن عبدالمطلب اسامہ بن زید اور اوس بن خولی اترے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں وہ خود، عباسؓ عقیل بن ابی طالب، اسامہ بن زید اور اوس بن خولی اترے، یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے آپ کو کفن دیا تھا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علیؓ، فضل اور اسامہ اُترے، لوگ کہتے ہیں کہ صالح اور شقران اور اوس بن خولی بھی اترے۔

" ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں علیؓ اور فضل اور شقران اُترے۔

عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز سے مروی ہے: میں نے عبداللہ بن ابی بکرؓ ابن محمد بن عمرو بن حزم سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں کون اترا تھا، انھوں نے کہا کہ آپ کے اعزہ اور ان کے ہمراہ انصار بنی الحبلی میں سے اوس بن خولی۔

علیؓ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ اوس بن خولی نے کہا کہ اے ابوالحسنؓ میں تمھیں اللہ کا اور اپنے اسلامی مرتبے کا واسطہ دلاتا ہوں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترنے کی اجازت دو، انھوں نے کہا اترو، میں نے علی بن حسینؓ سے پوچھا کہ قبر میں اترنے والے کتنے تھے تو انھوں نے کہا علیؓ بن ابی طالب، فضل بن عباس اور اوس بن خولی۔

مغیرہ بن شعبہ کا قول کہ آخر تک آنحضرتؐ کے ساتھ ان کا وقت گزرا

شعبی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ میں کوفے میں لوگوں سے بیان کیا کرتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وقت گزارنے میں میں سب لوگوں سے آخر ہوں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دفن کر دیے گئے اور علیؓ قبر سے نکل آئے تو میں نے اپنی انگوٹھی (مہر) ڈال دی اور کہا: اے ابو الحسنؓ میری انگوٹھی انھوں نے کہا اترو اور اپنی انگوٹھی لے لو، میں اترا، انگوٹھی لے لی اور اسے قبر کی کچی اینٹ پر رکھ دی، پھر نکل آیا۔

ابی معشر سے مروی ہے کہ مجھ سے بعض مشائخ نے بیان کیا کہ جب علیؓ قبر سے باہر آ گئے تو مغیرہ نے اپنی انگوٹھی قبر میں ڈال دی اور علیؓ سے کہا کہ میری انگوٹھی، علیؓ نے حسنؓ بن علی سے کہا کہ اندر جاؤ اور انھیں ان کی انگوٹھی دیدو، انھوں نے ایسا ہی کیا،

ابو عسیم نے بھی اسی کی شہادت دی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں رکھ دیے گئے تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ آپ کے پاؤں کی جانب کچھ رہ گیا ہے، اگر اسے درست کر دو تو بہتر ہے، انھوں نے کہا تم اندر جاؤ اور اسے درست کر دو، مغیرہ اندر گئے، انھوں نے آپ کے قدم چھوئے (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر کہا مجھ پر مٹی ڈال دو، لوگوں نے ان پر مٹی ڈال دی یہاں تک کہ وہ ان کی نصف پنڈلیوں تک آ گئی، وہ نکلے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تم سے زیادہ قریب میرا زمانہ ہے۔

عروہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحد میں رکھ دیے گئے تو مغیرہ بن شعبہ نے قبر میں اپنی انگوٹھی ڈال دی اور کہنے لگے میری انگوٹھی، میری انگوٹھی،

لوگوں نے کہا، اندر جا کے اسے لے لو، وہ اندر گئے، پھر کہا میرے اوپر مٹی ڈال دو، انھوں نے ان پر مٹی ڈالی، یہاں تک کہ وہ ان کی نصف پنڈلیوں تک آگئی، وہ باہر آئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال کے برابر کردی گئی تو انھوں نے کہا، باہر نکلو، اور دروازہ بند کرلیا، کہنے لگے میرا وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تم سب سے زیادہ قریب ہے، لوگوں نے کہا کہ میری جان کی قسم اگر تم نے سب سے آخر میں شرف حضوری کا ارادہ کیا تھا تو اسے حاصل کرلیا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سب لوگوں سے زیادہ مغیرہ بن شعبہ کا زمانہ ہے، جنھوں نے اپنی انگوٹھی آپ کی قبر میں ڈال دی اور کہا، میری انگوٹھی، انھوں نے اتر کے اسے لیا اور کہا کہ میں نے اسے صرف اسی لیے ڈالا تھا۔

عبد اللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمر بن حزم سے مروی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے لوگوں کے نکل آنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اپنی انگوٹھی ڈال دی کہ اس میں اتریں، علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ تم نے صرف اسی لیے اپنی انگوٹھی ڈالی کہ آپ کی قبر میں اترو اور لوگ کہیں کہ یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اترے، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم اس میں کبھی نہیں اترو گے اور انھیں روک دیا،

عبد اللہ بن محمد بن عمرؓ بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تم اس میں اترے تھے، یا تمھاری انگوٹھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ہے، اس لیے علیؓ خود اترے، انھوں نے اس کے گرنے کی جگہ دیکھ لی تھی، وہ انھوں نے لے لی اور ان کو دیدی۔

علی بن عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ کا یہ دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ ان کا زمانہ گزرا، یہ غلط ہے، واللہ سب سے قریب تر عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، قثم بن عباس کا ہے جو قبر میں جتنے لوگ تھے ان میں سب سے چھوٹے تھے اور جو لوگ اوپر چڑھے وہ ان میں سب سے آخر تھے۔

آنحضرتؐ کی تدفین

ابن شہاب سے مروی ہے کہ دو شنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، انصار کے نوجوانوں کی وجہ سے لوگ آپ کو دفن کرنے سے باز رہے، آپ اس وقت تک دفن نہ ہوئے جب تک تہائی رات نہ گزر گئی سوائے آپ کے اقارب کے کوئی شخص کمال رنجیدہ نہ تھا، بنی غنم نے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی گئی پھاوڑوں کی آواز سنی، اس وقت وہ لوگ اپنے گھروں میں تھے۔

۷۹

بنی غنم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ان لوگوں نے پھاوڑوں کی آواز اس وقت سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دفن ہو رہے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دفن کئے گئے، بنو لیث نے کہا کہ ہم لوگ اس وقت پھاوڑوں کی آواز سن رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دفن کئے جا رہے تھے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتی تھیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اس وقت تک تصدیق نہیں ہوئی جب تک کہ ابریقوں سے پانی گرنے کی آواز نہ آئی (یعنے جب آپ کو غسل دینے لگے تب یقین آیا کہ واقع میں آنحضرتؐ اپنے خدا سے جا ملے)۔

عائشہ رضؓ سے مروی کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کا اس وقت تک علم نہ ہوا جب تک کہ ہم نے سہ شنبے کو پچھلی شب پھاوڑوں کی آواز نہ سن لی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دفن کئے گئے، انصار بنی غنم کے بعض بوڑھوں نے کہا کہ ہم نے شب سہ شنبے کو آخر شب پھاوڑوں کی آواز سنی۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن لبیبہ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ دوشنبے کو آفتاب ڈھلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ سہ شنبے کو

جب آفتاب ڈھل گیا تو دفن کئے گئے۔

علیؓ سے بھی مثل روایت بالا مروی ہے۔

سعید بن المسیب اور ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات دوشنبے کو ہوئی اور آپ سہ شنبے کو مدفون ہوئے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں قبلے کی طرف سے داخل کئے گئے۔

نوح بن یزید المودب سے مروی ہے کہ ابراہیم بن سعد سے پوچھا گیا کہ "کم نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض قال ثلثاً" (نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمین میں کتنی گہرائی میں اتارے گئے تو انھوں نے کہا تین گز)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی چھڑکا گیا

۸۰

عبداللہ بن ابی بکرؓ بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی چھڑکا گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پانی چھڑکا گیا۔

کیا آنحضرتؐ کی قبر بہ شکل کوہان (مسنم) بنائی گئی

ابو البراء سے (جو مالک بن اسماعیل کے گمان میں زبیر کے خاندان کے آزاد کردہ غلام ہیں) مروی ہے کہ میں مصعب بن زبیر کے ہمراہ اس مکان میں داخل ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبر ہے میں نے ان کی قبور کو مستطیل (لمبا) دیکھا۔

سفیان بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبروں کو مسنّم (بشکل کوہان شتر) دیکھا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر زمین سے کچھ اونچی کردی گئی ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ وہ آپ کی قبر ہے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ایک بالشت اونچی تھی۔

ابو بکرؓ بن حفص بن عمرؓ بن سعید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبر مسنّم تھی جس پر سنگ ریزے تھے۔

عمروؓ بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ میں جب چھوٹا تھا تو ان قبروں پر آیا، ان پر سرخ سنگ ریزے دیکھے۔

ابراہیم بن نوفل بن سعید بن مغیرہ الہاشمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن عبدالعزیزؓ کے زمانے میں وہ دیوار گر پڑی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر تھی، عمرؓ نے اس کے بنانے کا حکم دیا، جس وقت وہ بنائی جارہی تھی تو عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے علی بن حسین سے کہا کہ اے علیؓ کھڑے ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں جھاڑو دو، قاسم بن محمد اٹھ کر ان کے پاس گئے اور کہا، خدا آپ کو نیک ہدایت دے، کیا میں بھی جھاڑو دوں؟ انھوں نے کہا، ہاں، تم بھی جھاڑو دو، سالم بن عبداللہ نے کہا کہ خدا آپ کو نیک بنائے کیا میں بھی جھاڑو دوں؟ انھوں نے کہا، تم سب بیٹھو اور اے مزاحم تم کھڑے ہو اور جھاڑو دو، مزاحم اٹھے، انھوں نے اس میں جھاڑو دی۔

مسلم نے کہا کہ یہ امر اب ثابت ہوگیا ہے کہ وہ مکان جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے، عائشہؓ کا مکان ہے، اس کا اور اس کے حجرے کا دروازہ شام کی طرف ہے، مکان کی چھت جس طرح تھی وہ اپنے حال پر ہے، مکان میں ایک گھڑا اور آپ کا پرانا زین ہے۔

۸۱

محمد بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی دیوار گر پڑی، وہ اس زمانے میں،

ولید کی ولایت میں مدینے کے عامل تھے، ہیں ان میں پہلا شخص تھا جو کھڑا ہوا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف دیکھا تو اس میں اور عائشہؓ کی دیوار کے درمیان قریب ایک بالشت سے زائد فاصلہ نہیں ہے، میں سمجھا کہ انھوں نے آپ کو قبلے کی طرف سے نہیں داخل کیا۔

وفات کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انس بن مالک کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ ساٹھ برس کے تھے۔

ابو غالب الباہلی سے مروی ہے کہ وہ علار بن زیاد العدوی کے پاس حاضر ہوئے جو انس بن مالک سے دریافت کر رہے تھے کہ اے ابو حمزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر وفات کے روز کیا تھی، انھوں نے کہا جس روز آپ کو اللہ نے وفات دی، ساٹھ برس پورے ہو گئے تھے، اور آپ اس وقت بھی سب سے زیادہ جوان سب سے زیادہ حسین وجمیل اور سب سے زیادہ لحیم تھے۔

عروہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مبعوث ہوئے جب آپ چالیس سال کے تھے اور وفات جب ہوئی تو ساٹھ سال کے تھے۔

انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ جب نبی بنائے گئے تو چالیس سال کے تھے، مکے میں آپ دس سال رہے اور مدینے میں دس سال، آپ کی ڈاڑھی اور سر میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہؓ جو نبی مبعوث ہوا اسے بعثت کے بعد جو عمر دی گئی وہ اس کی عمر کی نصف ہوئی عیسیٰ بن مریمؑ چالیس سال کے لیے مبعوث ہوئے اور میں بیس سال کے لیے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی اپنی نبوت کے قبل کی عمر سے نصف عمر تک زندہ رہتا ہے، عیسیٰ بن مریمؑ اپنی قوم میں چالیس سال رہے

۸۴

ابن عباس سے (بہ سہ سلسلہ) سعید بن المسیب، عائشہؓ، معاویہؓ، جریر جنھوں نے معاویہؓ بن ابی سفیان سے سنا، ابو جعفر، قبیلۂ اسلم کے ایک شخص، عائشہؓ، عبید اللہ ابن عتبہ، عامر (دو سلسلوں سے) عبد الرحمن بن قاسم (اپنے والد سے) اور علی بن حسینؓ، ان سب حضرات سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ ترسٹھ برس کے تھے، (مؤلف کتاب) ابو عبد اللہ محمد بن سعد نے کہا کہ یہی ثابت ہے (کہ آپ وفات کے وقت ترسٹھ برس کے تھے)۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ پینسٹھ سال کے تھے۔

بنی ہاشم کے مولیٰ عمار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو آپ پینسٹھ سال کے تھے۔

۸۳

بنی ہاشم کے مولیٰ عمار سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کتنے سال ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ ان کی قوم میں تمھارا سا آدمی مجھے نہیں دکھائی دیا جس پر یہ سنہ مخفی رہا ہو، میں نے کہا کہ میں نے جب دریافت کیا تو میرے سامنے اختلاف کیا گیا، انھوں نے کہا کیا تم حساب جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا چالیس سال وہ جوڑ جس وقت آپ مبعوث ہوئے اور پندرہ برس مکے میں جب آپ پوشیدہ رہتے تھے اور خوف کرتے تھے اور دس سال آپ کی ہجرت کے مدینے میں۔

ہجرت سے وفات تک آنحضرتؐ کا مقام مدینے میں

انس بن مالک، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، سعید بن المسیبؒ، بہ سلسلہ دیگر ابن عباسؓ سے، ایک تیسرے سلسلے سے پھر ابن عباسؓ سے اور دوسرے سلسلے سے انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں دس سال قیام کیا، ابو حمزہ کی حدیث میں ابن عباسؓ نے کہا کہ آپ نے مکے میں تیرہ سال قیام کیا جن میں آپ پر وحی آتی رہی،

آنحضرت کا عام ماتم
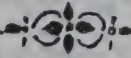
انس سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہوئی تو بے چینی و تکلیف آپ کو بے ہوش کرنے لگی، فاطمہ نے کہا "ہائے والد کی بے چینی" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے بعد تمھارے والد پر کرب نہ ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فاطمہؓ نے کہا "ہائے پدر کہ رب نے آپ کو دعوت دی اسے آپ نے قبول کرلیا، ہائے پدر جنتہ الفردوس جن کا ٹھکانا ہے، ہائے پدر جبریلؑ کو ہم آپ کی خبر مرگ سنائیں گے، ہائے پدر اپنے رب سے کس قدر قریب ہو گئے" جب آپ دفن کردیے گئے تو فاطمہؓ نے کہا: اے انس کیا تم لوگوں کے دل اس سے خوش ہوئے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاک ڈال دو۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ام ایمن (والدۂ اسامہ بن زید) روئیں، ان سے کہا گیا، اے ام ایمن کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر روتی ہو، انھوں نے کہا، نہیں واللہ میں اس لیے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ آپ ایسی چیز کی طرف گئے جو دنیا سے آپ کے لیے بہتر ہے میں آسمان کی خبر پر روتی ہوں جو منقطع ہو گئی۔

عاصم بن محمد بن زید نے! اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابن عمر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر روئے ذکر کرتے نہیں سنا۔

شبل بن علاء نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا تو فاطمہ علیہا السلام روئیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پیاری بیٹی نہ رو جب میں مروں تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا یہ انسان کے لیے ہر مصیبت کا عوض ہے، انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کا عوض، آپ نے فرمایا میرا بھی،

ابوجعفر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فاطمہؓ کو ہنستے نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ ان کے منہ کا کنارہ کسی قدر کھل گیا ہو،

عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ ایک روز علیؓ بن ابی طالب رنجیدہ اور چادر اوڑھے ہوئے آئے، ابوبکرؓ نے کہا کہ میں تمھیں رنجیدہ دیکھتا ہوں، علیؓ نے کہا کہ جو مصیبت مجھے لاحق ہوئی وہ تمھیں لاحق نہیں ہوئی، ابوبکرؓ نے کہا علیؓ جو کہتے ہیں سنو، میں تم سب لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مجھ سے زیادہ غمگین کسی کو دیکھا ہے؟

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کے اصحاب میں سے بعض کو آپ کا اس قدر غم ہوا کہ قریب تھا کہ ان کی عقل پر بن جائے، میں بھی انھیں میں تھا، جن کو آپ کا غم تھا، اس وقت جب کہ میں مدینے کے قلعوں میں سے کسی قلعے میں بیٹھا ہوا تھا اور ابوبکرؓ سے بیعت ہو چکی تھی تو میرے پاس سے عمرؓ گزرے، میں نے اپنے غم کی وجہ سے ان کا خیال بھی نہ کیا، عمرؓ چلے گئے، یہاں تک کہ وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے، انھوں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہؐ کیا میں آپ کو تعجب میں نہ ڈالوں! میں عثمانؓ کے پاس سے گزرا، انھیں سلام کیا، مگر انھوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا،

ابوبکرؓ کھڑے ہوئے، انھوں نے عمرؓ کا ہاتھ پکڑ لیا، دونوں میرے پاس آئے، ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا، اے عثمانؓ تمھارے بھائی میرے پاس آئے، انھوں نے یہ دعوی کیا کہ وہ تمھارے پاس سے گزرے اور سلام کیا، مگر تم نے انھیں جواب نہ دیا، کیا بات ہے جس نے تمھیں اس امر پر برانگیختہ کیا، میں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہؐ میں نے ایسا نہیں کیا، عمرؓ نے کہا کیوں نہیں واللہ، مگر اے بنی امیہ یہ تمھارا حصہ ہے، میں نے کہا واللہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی کہ تم میرے پاس سے گزرے اور نہ اس کی کہ تم نے مجھے سلام کیا،

ابوبکرؓ نے کہا تم سچ کہتے ہو، واللہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم کسی ایسے امر میں مشغول تھے جو تم اپنے دل میں کہہ رہے تھے، میں نے کہا ہاں، پوچھا وہ کیا بات تھی، میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور میں نے اس

امت کی نجات کے وسیلے کو بھی آپ سے نہ پوچھا کہ وہ کیا ہے، اسی کو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا، اور اس معاملے میں اپنی کوتاہی پر تعجب کر رہا تھا،
۸۵
"ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے اس کو آپ سے دریافت کر لیا ہے اور آپ نے مجھے بتا دیا ہے، میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو ابوبکرؓ نے کہا، میں نے آپ سے دریافت کیا یا رسول اللہ اس امت کی نجات کا وسیلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص مجھ سے اس کلمے کو قبول کرلے جو میں نے اپنے چچا (ابو طالب) کے سامنے پیش کیا تھا، مگر انھوں نے مجھ ہی کو واپس کر دیا، وہ ان کے لیے باعثِ نجات تھا، وہ کلمۂ شہادت جسے میں نے اپنے چچا پر پیش کیا یہ ہے: لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ (بے شک محمدؐ کو اللہ نے رسول بنایا)"۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں ازواجؓ آپ کے پاس جمع ہوئیں، آپ کی زوجہ صفیہؓ نے کہا کہ اے نبی اللہ میں چاہتی تھی کہ جو تکلیف آپ کو ہے وہ مجھے ہو جاتی اور آپ اچھے ہو جاتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجؓ نے ان پر چشم نمائی کی، آنحضرتؐ نے یہ دیکھ لیا، فرمایا تم لوگ کلی کرو، انھوں نے کہا کس وجہ سے یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا: تم نے اپنی ساتھ والی کی چشم نمائی کی، واللہ وہ سچی ہیں،

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی نظر جاتی رہی، ان کے پاس اصحاب عیادت کے لیے گئے، انھوں نے کہا کہ میں ان دونوں آنکھوں کو صرف اس لیے چاہتا تھا کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں، جب اللہ نے اپنے نبیؐ کو اٹھا لیا تو مجھے تبالے ہرنیاں نظر آنے سے مسرت نہیں ہوتی۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک کروٹ لیٹ جاتی تھیں، انھوں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نکل کر ان کے پاس آئے ہیں، عائشہؓ نے کہا واللہ یہ اس غم کی وجہ سے ہے جس میں میں مبتلا ہوں، آپ کبھی نکل کر میرے پاس نہ آئیں گے، اور انھوں نے یہ ترک کر دیا۔

میراث نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

عائشہؓ، عمرؓ بن الخطاب، عثمانؓ بن عفان، علیؓ بن ابی طالب، زبیرؓ بن العوام سعد بن ابی وقاص اور عباسؓ بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو چھوڑیں وہ صدقہ ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات تھی۔

ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میرے وارث دینار و درہم تقسیم نہ کریں، میں جو کچھ چھوڑوں وہ میری ازواجؓ کے نفقے اور میرے عامل کی تنخواہ کے بعد صدقہ ہے (یعنی وقف ہے)۔

ام ہانی سے مروی ہے کہ فاطمہؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ جب آپ مریں گے تو آپ کا وارث کون ہوگا، انھوں نے کہا میری اولاد و بیوی، انھوں نے کہا کہ آپکو کیا ہوا جو ہمیں چھوڑ کے آپ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وارث بن گئے، ابو بکرؓ نے کہا کہ اے دختر رسول اللہ بخدا میں آپ کے والد کا نہ زمین کا وارث ہوا نہ سونے کا نہ چاندی کا اور نہ غلام کا نہ مال کا، فاطمہؓ نے کہا کہ پھر اللہ کا وہ حصہ (خمس) جو اس نے ہمارے لیے مقرر کیا اور ہمارا وہ مخصوص حصہ جو آپ کے قبضے میں ہے کیا ہوگا اور کسے ملے گا؟ ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ یہ صرف ایک لقمہ ہے جو اللہ نے ہمیں کھلا دیا جب میں مروں گا تو وہ مسلمانوں پر خرچ ہوگا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ نے ابو بکرؓ کے پاس کسی کو بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ میراث طلب کی جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو بغیر خونریزی کے غنیمت میں دی، اس وقت فاطمہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ صدقہ جو مدینے میں تھا اور فدک اور خمس خیبر کا بقیہ بھی طلب کرتی تھیں، ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو چھوڑیں

صدقہ ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والے اس مال میں سے صرف کھا سکتے ہیں، مالک نہیں ہو سکتے، بخدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں جس طرح وہ عہد نبوی میں تھے، تغیر نہ کروں گا، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ عمل کیا میں اسے خوب جانتا ہوں، ابو بکرؓ نے اس میں سے کوئی چیز بھی فاطمہؓ کو دینے سے انکار کیا، فاطمہ علیہا السلام ابو بکرؓ سے ناراض ہو گئیں انھوں نے ان کو چھوڑ دیا ان سے کلام نہ کیا، یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ چھ مہینے زندہ رہیں۔

جعفر سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ کے پاس فاطمہؓ اپنی میراث طلب کرنے آئیں، عباسؓ بن عبد المطلب بھی اپنی میراث طلب کرنے آئے، ان کے ہمراہ علیؓ بھی آئے، ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو چھوڑیں صدقہ ہے، اور جو کفالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے وہ میرے ذمے ہے، علیؓ نے کہا کہ سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے زکریاؑ نے (اللہ سے) کہا کہ (مجھے ایسا فرزند عطا کر جو) میرا اور آل یعقوبؑ کا وارث ہو، ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا معاملہ اسی طرح ہے، تم تو واللہ اسی طرح جانتے ہو جس طرح میں جانتا ہوں، علیؓ نے کہا یہ کتاب اللہ ہے جو بول رہی ہے، لوگ خاموش ہو گئے اور واپس گئے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سنا کہ جب وہ دن ہوا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو اسی روز ابو بکرؓ سے بیعت کر لی گئی، دوسرا دن ہوا تو فاطمہؓ علیؓ کے ہمراہ ابو بکرؓ کے پاس آئیں، انھوں نے ابو بکرؓ سے کہا کہ میرے والد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کی میراث مجھے ملنا چاہیے، ابو بکرؓ نے کہا کہ آیا اسباب خانہ داری سے یا جائداد سے، انھوں نے کہا کہ فدک، خیبر اور صدقات مدینہ کی میں وارث ہوں جیسا کہ جب آپ مریں گے تو آپ کی بیٹیاں آپ کی وارث ہوں گی، ابو بکرؓ نے کہا کہ بخدا آپ کے والد مجھ سے بہتر تھے آپ واللہ میری بیٹیوں سے بہتر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے، یعنے اموال موجودہ، آپ جانتی ہیں کہ

۸۷

آپ کے والد نے وہ آپ کو دیدیا ہے، واللہ اگر آپ ہاں کہدیں تو میں ضرور ضرور آپ کا قول قبول کروں گا اور ضرور ضرور آپ کی تصدیق کروں گا، انھوں نے کہا کہ میرے پاس ام ایمن آئیں اور انھوں نے مجھے اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک مجھے دیا ہے، ابوبکرؓ نے کہا، پھر آپ نے بھی آنحضرتؐ کو فرماتے سنا کہ فدک آپ کے لیے ہے، اگر آپ کہدیں گی کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے کہ فدک آپ کے لیے ہے تو میں آپ کی تصدیق کروں گا اور آپ کا قول قبول کروں گا، فاطمہؓ نے کہا جو دلیل میرے پاس تھی اس سے میں آپ کو آگاہ کر چکی۔

عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے سوائے اپنی ازواج کے مسکن اور ایک زمین کے، کسی چیز کی وصیت نہیں کی۔

عمرو بن الحارث سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے اور آپ کی زوجہ جویریہ کے بھائی تھے مروی ہے کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، نہ غلام نہ لونڈی، نہ کوئی اور چیز سوائے اپنے سفید خچر، ہتیار، اور ایک زمین کے، جسے آپ نے بطور صدقہ (وقف) چھوڑا۔

عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اپنے سفید خچر، ہتیار اور ایک زمین کے جسے آپ نے صدقہ کر دیا اور کچھ نہ چھوڑا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کو پوچھا تو انھوں نے کہا تمھارا باپ نہ ہو تم مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث پوچھتے ہو، حالانکہ آپ کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ نہ آپ نے کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، نہ غلام نہ لونڈی، اور نہ بکری نہ اونٹ،

علی بن حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم اور نہ غلام نہ لونڈی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، نہ غلام نہ لونڈی نہ باندی، ایک زرہ اس حالت میں چھوڑی کہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع (تقریباً ۲ من)

جو کے عوض رہن تھی۔

کن لوگوں نے آنحضرتؐ کا قرض ادا کیا اور آپ کے وعدے پورے کئے

زید اسلم و عمرو بن عبداللہ مولائے غفرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تو ابو بکرؓ نے جب ان کے پاس بحرین سے مال آیا، کہا کہ جس شخص کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہو وہ میرے پاس آئے، جابر بن عبداللہ الانصاری آئے، انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ کے پاس بحرین کا مال آئے گا تو آپ مجھ کو اس قدر اور اس قدر اور اس قدر دیں گے، انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا، ابو بکرؓ نے کہا لے لو، انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لیا، شمار کیا تو پانچ سو درم تھے، وہ انھوں نے ان کو دیے اور ایک ہزار اور بھی، پھر ان کے پاس دوسرے لوگ آئے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کیا تھا، ہر شخص نے وہ لے لیا جو اس سے آپ نے وعدہ کیا تھا، بقیہ مال تقسیم کر دیا گیا، ان میں سے ہر شخص کو دس دس درم پہنچے،

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں اس قدر اور اس قدر اور اس قدر دوں گا، مگر وہ آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی، جب وہ مال ابو بکرؓ کے پاس لایا گیا تو انھوں نے کہا کہ جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وعدہ ہو، وہ آئے جابر نے کہا کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب آپ کے پاس بحرین کا مال آوے گا تو آپ مجھے اس قدر اور اس قدر اور اس قدر دیں گے، ابو بکرؓ نے کہا لے لو، میں نے پہلی مرتبہ لیا تو

پانچ سو درم تھے‘ پھر دو مرتبہ اور لیا‘

جابر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہمارے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تمھیں اس قدر اور اس قدر اور اس قدر دوں گا‘ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ اشارہ کیا‘ وہ مال ابو بکرؓ کے پاس آیا تو ابو بکرؓ نے کہا کہ جس شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وعدہ ہو وہ ہمارے پاس آئے‘ میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے مجھ سے کہا لے لو‘ میں نے ایک لپ یا چنگل بھر لیا‘ میں نے اسے پانچ سو درہم پایا‘ پھر اسی طرح دو مرتبہ اور لیا۔

جابر سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خطبہ پڑھا اور کہا کہ جس شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وعدہ ہو وہ کھڑا ہو جائے‘ جابر بن عبداللہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جب بحرین کا مال آئے گا تو میرے لیے تین مرتبہ لپ بھر کر دیا جائے گا‘ پھر انھوں نے ان کے لیے تین مرتبہ لپ بھر دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو بکرؓ نے کہا کہ لپ بھر لو‘ میں نے پہلی مرتبہ لپ بھرا تو اسے پانچ سو پایا‘ پھر انھوں نے کہا کہ اتنا ہی دوبارہ لپ بھر لو‘ میں نے ایسا ہی کیا‘

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ میں نے ابو بکرؓ کے منادی کو‘ جب بحرین کا مال آیا تو یہ ندا دیتے سنا کہ جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ آئے‘ لوگ ان کے پاس آتے تھے اور وہ انھیں دیتے تھے‘ پھر ابو بشیر المازنی آئے‘ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بشیر جب ہمارے پاس کچھ آئے گا تو ہمارے پاس آنا‘ ابو بکرؓ نے انھیں دو یا تین لپ بھر کر دیا تو انھوں نے اسے چودہ سو درہم پایا۔

جابر سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرض ادا کیا اور ابو بکرؓ نے آپ کے وعدے پورے کیے۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو علیؓ نے ایک پکارنے والے کو حکم دیا کہ وہ پکارے کہ جس شخص

۸۹

کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ یا قرض ہو وہ میرے پاس آئے، وہ ہر سال یوم النحرین میں جمرۂ عقبہ کے پاس کسی کو بھیجتے تھے جو یہ بات پکار دے یہاں تک کہ علیؓ کی وفات ہو گئی، حسن بن علی یہی کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی پھر حسین یہی کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی بھی وفات ہو گئی اور ان کے بعد یہ منقطع ہو گیا (رضوان اللہ علیہم وسلامہ)

ابن ابی عون نے کہا کہ خلق اللہ میں سے جو شخص بھی حق یا باطل علیؓ کے پاس لاتا تھا، وہ اسے ضرور دیتے تھے۔

کن لوگوں نے آنحضرت کے مرثیے کہے

محمد بن عمر الواقدی نے اپنے رجال (رواۃ) سے روایت کی کہ ابوبکرؓ صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (حسب ذیل) مرثیہ کہا ہے۔

ابوبکر صدیقؓ

یا عین فابکی ولا تسأمی ۔۔۔ وحق البکاء علی السید

اے آنکھ، گریہ کر اور اس سے ملول نہ ہو، ایسے سردار کے شایان شان ہے کہ اس پر روئیں

علی خیر خندف[۱] عند البلا ۔۔۔ ء امسی یغیب فی الملحد

ایسے سردار پر جو آزمایش کے وقت بہترین ثابت ہوئے آج ان کی شام اس طرح ہوئی کہ قبر میں دفن ہو گئے

---

[۱] خندف: جو مصیبت میں مبتلا ہو اور کامیاب ہو جائے۔

فصلّی الملیک ولیّ العبادِ　　ورب البلاد علی احمدٖ

وہ مالک جو بندوں کا والی، اور شہروں کا پروردگار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

فکیف الحیاۃ لفقدِ الحبیب　　وزین المعاشر فی المشھد

اب زندگی کی کیا صورت ہے، وہ محبوب تو کھو گیا جو تمام حاضرین صحبت کے لئے وجہ زینت تھا وہ تو جاتا رہا۔

فلیت الممات لنا کلنا　　وکنا جمیعاً مع المھتدی

اے کاش، ہم سب کو موت آجاتی، اور سب کے سب اُسی ہدایت یافتہ کے ساتھ ہوتے

ولہٗ ایضاً

لمّا رایت نبیّنا متجدّلا　　ضاقت علیّ بعرضھن الدّور

جب میں نے اپنے پیغمبر کو، کہ سب کے پیغمبر تھے، زمین کے اندر جاتے دیکھا، تو مکانات باوجود اپنی وسعت کے مجھ پر تنگ ہو گئے۔

وارتعت روعۃ مستھام والہ　　والعظم منّی واھنٌ مکسور

میں اُس شیدائی کی طرح خوفزدہ ہو گیا جو گھبرایا ہوا حیران و پریشان پھر رہا ہو + میری ہڈی کمزور و سست و شکستہ ہو گئی۔

اعتیق[1] انّ حِبّک قد ثوی　　وبقیت منفرداً وانت حسیر

اے عتیقؓ، تیرا محبوب تو دفن ہو گیا، اب تو اکیلا رہ گیا، تکان اور تعب تجھ پر طاری ہے،

[1] عتیق، صدیق اکبرؓ کا خطاب تھا۔

یالیتنی من قبل مہلک صاحبی غُیبّتُ فی جَدَثٍ علیّ صخورُ

اے کاش! میں اپنے صاحب کی وفات کے قبل ہی کسی قبر میں اس طرح دفن ہو جاتا کہ مجھ پر پتھر ہوتے۔

۹۰ فلتحدثن بدائعٌ من بعدہ تعیی بھنّ جوانحٌ وصدورُ

آپ کے بعد ایسے نئے نئے حوادث پیش آئیں گے، جن (کی گراں باری) سے پسلیاں اور سینے تھک جائیں گے۔

وله ایضًا

بانت ھمومٌ تاوبنی حشدا مثل الصخور فامست ھدّت الجسدا

غم والم کے گروہ رات بھر پلٹ پلٹ کے میرے پاس آتے رہے، وہ ایسے سخت تھے کہ پتھروں کی طرح تمام شب جسم کو توڑا کئے۔

یالیتنی حیث نُبّئتُ الغداۃ به قالوا الرسول قد امسیٰ میّتاً فقدا

اے کاش (اسی وقت میں بھی مرگیا ہوتا) جس وقت دن کو مجھے خبر ملی، اور لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔

لیت القیامۃ قامت بعد مھلکه ولا نری بعدہ مالاً ولا ولدا

کاش آپ کی وفات کے بعد قیامت قائم ہو جاتی، کہ نہ ہم آپ کے بعد مال و دولت کو دیکھتے نہ اولاد کو۔

واللہ اثنی علی شیئٍ فقدت به من البریۃ حتی ادخل اللحدا

واللہ، مخلوقات میں سے جو چیز مجھ سے کھوئی جا چکی ہے میں ہمیشہ اس کی ثنا و صفت کیا کروں گا یہاں تک کہ قبر میں داخل ہو جاؤں۔

کم لی بعدک من ہم ینصبنی اذا تذکرت انی لا اراک ابدا

آپ کے بعد غم و الم کیا کچھ مجھے آزار پہنچاتے رہیں گے + جب میں یہ یاد کروں گا کہ اب کبھی مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔

کان المصفاء فی الاخلاق قد علموا وفی العفاف فلم نعدل بہ احدا

سب کو معلوم تھا کہ آپ کیسے پاکیزہ اخلاق تھے + عفت و پرہیزگاری میں ہم سب کسی کو بھی آپ کا ہمسر نہیں سمجھتے تھے۔

نفسی فداؤک من میتٍ ومن بدنٍ ما الطیب الذکر والاخلاق والجسدا

میری جان آپ پر قربان، کیا تابوت تھا، کیسا جسم تھا، آپ کی یاد کتنی پاکیزہ تھی، اخلاق کیسے اچھے تھے، بدن کتنا لطیف تھا۔

عبداللہ بن انیسؓ

تطاول لیلی واعترتنی القوارع وخطبٌ جلیلٌ للبلیۃ جامع

میری رات دراز ہوگئی اور مجھے مصائب شدیدہ و حوادث عظیمہ جو بلیات کے جامع تھے، پیش آئے۔

غداۃ لغی الناعی الینا محمدًا وتلک التی تستک منہا المسامع

موت کی خبر دینے والے نے صبح کو ہمیں آنحضرتؐ کے انتقال کی خبر دی + یہ وہ خبر تھی جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔

فلو ردّ میتاً قتل نفسی قتلتہا ولکنہ لا یدفع الموت دافع

اپنے آپ کو قتل کر ڈالنے سے اگر کسی مرنے والے کی زندگی واپس آسکتی تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالتا + لیکن موت کو کوئی دفع کرنے والا دفع نہیں کر سکتا۔

فآلیت لا اثنی علی ھلک ھالکٍ من الناس ما اوفی ثبیرٌ وفارع

میں نے قسم کھائی تھی کہ کسی مرنے والے انسان کی موت پر اس کی مدح وثنا نہ کروں گا جب تک کہ کوہ ثبیر وکوہ فارع سر بلند ہیں۔

ولکننی باکٍ علیہ و متبعٌ مصیبتہٗ انی الی اللہ راجع

لیکن میں آپ پر روؤں گا اور آپ کے حادثے کے پیچھے پیچھے رہوں گا' درحقیقت مجھے اللہ ہی کی جناب میں واپس جانا ہے۔

وقد قبض اللہ النبیین قبلہٗ وعادٌ اصیبت بالرزیٰ والتبابع

اللہ نے آپ سے پہلے اور انبیا کی روحیں بھی قبض کیں + قوم عاد پر بھی مصیبت نازل ہوئی اور قوم تبع پر بھی۔

فیالیت شعری من یقوم بامرنا وھل فی قریشٍ من امامٍ ینازع

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کون ہمارا انتظام کرے گا + اور کیا قریش میں کوئی ایسا امام ہے جو آپ کا مقابلہ کر سکے۔

ثلاثۃ رھطٍ من قریشٍ ھم ھمٗ ازمّۃ ھذا الامر واللہ صانعٗ

قریش میں تین ہیں کہ وہی اس امر میں عنان اقتدار رکھتے ہیں' اور کام بنانے والا اللہ ہی ہے

علیٌّ او الصدّیق او عمرٌ لھا ولیس لھا بعد الثلاثۃ رابع

علیؓ ہیں، یا ابو بکرؓ صدیق ہیں، یا عمرؓ ہیں جو اس کے لئے موزوں ہوں گے + ان تین کے بعد چوتھا کوئی نہیں۔

فانّ قال منّا قائلٌ غیر ھذہٖ ابینا وقلنا اللہ راءٍ وسامعٌ

اگر ہم میں سے کسی کہنے والے نے ان کے علاوہ کچھ کہا + تو ہم اس کو نہ مانیں گے اور کہیں گے کہ دیکھنے والا سننے والا اللہ ہے۔

فیالقریش قلّدوا الامر بعضھم فانّ صحیح القول للناس نافع

کیا اچھا ہو کہ قریش اپنا معاملہ انھیں میں سے کسی کے سپرد کردیں + کیونکہ صحیح بات ہی لوگوں کے حق میں مفید ہوتی ہے۔

ولاتبطئوا عنھا فواقاً فانّھا اذا قطعت لم یمن فیھا المطامع

اس میں ایک ساعت بھی دیر نہ کرو، اس لئے کہ + جب اس کا استقرار ہو گیا تو لالچ اور طمع اس کی آرزو نہ کرسکیں گے۔

حسّان بن ثابتؓ

واللہِ ماحملت اُنثیٰ ولاوضعت مثلَ النبیِّ رسولِ الامّۃِ الھادی

خدا کی قسم کسی عورت کو نہ ایسا حمل ہوا، نہ ایسا وضع حمل ہوا جیسے آنحضرتؐ تھے کہ اُمّت کو ہدایت کرنے والے پیغمبرؐ تھے۔

امسیٰ نساءک عطّلن البیوت فما یضرب خلف قفا سِترٍ باوتادٖ

یا حضرتؐ، آپ کی بیویوں نے اس حالت میں شام کی کہ سب گھر خالی کردیے +

اب پیچھے سینچیں لگا کے وہ پردہ نہیں تانتیں۔

مثل الرواهب یلبسن المُسوحَ وقد ایقنّ بالبوس بعد النعمة البادی

راہب عورتوں کی طرح وہ گلیم پوش ہوگئی ہیں + اور ان کو نمایاں عیش و تنعم کے بعد اب تکلیف کا یقین آگیا ہے۔

ولہٗ ایضاً
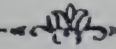
اَلَیتُ حِلفَةَ بَرٍّ غیرَ ذی دخل منّی اَلِیَّةَ حقٍ غیر اِفناد

ایسے نیک مرد کی حیثیت میں جس کی بات میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہو، میں نے قسم کھائی ہے، میری یہ قسم حق ہے، اس میں باطل کی گنجایش نہیں۔

باللہ ما حملتْ اُنثیً ولا وضعتْ مثل النبیّ نبیّ الرحمة الهادی

خدا کی قسم کسی عورت کو نہ ایسا حمل ہوا نہ ایسا وضع حمل ہوا جیسے آنحضرتؐ تھے کہ نبی رحمت اور ہادی تھے۔

ولا مشیٰ فوق ظهر الارض من احدٍ اوفی بذمّة جارٍ او بمیعادٍ

روے زمین پر کوئی ایسا نہیں گزرا + جو ہمسایے کی ذمہ داری یا وعدہ پورا کرنے میں آپ سے زیادہ وفا شعار ہو۔

مِن الذّی کان نوراً یُستضاء بهٖ مبارکَ الامر ذا حزم وارشادٍ

ایسے کے برابر کون ہو سکتا جو ایک نور تھا کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی + اس کے امر میں برکت تھی، وہ احتیاط و ہدایت کرنے والا تھا۔

مُصدّقاً للنبیین الالیٰ سلفوا وابذلَ الناس للمعروف للجادی

جو انبیائے سابقین کی تصدیق کرنے والا تھا + اور طالبِ خیر کے حق میں سب سے زیادہ احسان کرتا تھا۔

خیرَ البریّۃ انی کنتُ فی نَھَرٍ جارٍ فاصبحتُ مثلَ المفرد الصادی

اے بہترین مخلوقات، میں پہلے ایک نہر جاری میں تھا صبح ہوئی تو ایک تنہا تشنہ کام جلیسا رہ گیا۔

امسیٰ نساؤک عطّلن البیوت فما یضربن خلف قفا سِترٍ باوتادِ

آپ کی بیویوں نے اس حالت میں شام کی کہ سب گھر خالی کر دیئے، پیچھے میخیں لگا کے اب وہ پردہ نہیں تانتیں۔

مثلَ الرواھب یلبسن المسوح وقد ایقن بالبوس بعد النعمۃ البادی

راہب عورتوں کی طرح وہ گلیم پوش ہو گئی ہیں، کھلی ہوئی نعمت و آسایش کے بعد اب اُن کو یقین آگیا ہے کہ تکلیف میں دن گزریں گے۔

ولہ ایضاً

مابالُ عینك لاتنام کانّما کُحِلَتْ مآقیھا بکحلِ الارمد

تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نیند ہی نہیں آتی، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اُن میں سرمے کی کرکری سمائی ہے۔

جزعاً علی المھدیّ اصبح ثاویاً یا خیرَ من وطئَ الحصیٰ لاتبتعدِ

اُس مہدی پر جزع و فزع کی بنا پر نیند اُڑ گئی جو اب دفن ہو چکا ہے + اے سنگریزوں کو سب سے بہتر روندنے والے دور نہ ہو جانا۔

یا ویح انصار النبی و رهطه بعد المغیب فی سواء الملحد

افسوس، اب حضرت کے انصار اور حضرت کے گروہ کا کیا ہوگا۔ جب کہ قبر میں آپ کی غیبت واقع ہو چکی ہے۔

جنبی یقیك الترب لهفی لیتنی کنت المغیب فی الضریح الملحد

میرا پہلو آپ کو مٹی سے بچاتا، مجھ پر افسوس ہے، اے کاش میں ہی قبر میں غائب ہوا ہوتا۔

یا بکر آمنة المبارک ذکره ولدته محصنة بسعد اسعد

اے آمنہ کے اکلوتے فرزند جن کی یاد میں برکت ہے، جو اُن پاکدامن عفیفہ سے نیک ترین سعادت کے ساتھ پیدا ہوئے۔

نوراً اضاء علی البریة کلها من یهد للنور المبارك یهتدی

ایک ایسا نور کہ تمام مخلوق پر اُس کی روشنی چمکی، جسے اُس بابرکت نور کی راہ دکھا دی گئی اُسے ہدایت ہو گئی۔

أ أقیم بعدك بالمدینة بینهم یا لهف نفسی لیتنی لم أولد

مدینے میں ان لوگوں کے درمیان کیا آپ کے بعد میں ٹھیرا رہوں، وائے حسرت، کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتا۔

بابی وامی من شهدت وفاته فی یوم الاثنین النبی المهتدی

میرے باپ ماں اُس ہدایت یافتہ نبی پر قربان جائیں جس کی وفات کے دن میں دو شنبے کو حاضر تھا۔

فظللت بعد وفاته متلددا یا لیتنی صبحت سم الاسود

آپؐ کی وفات کے بعد میں حیران رہ گیا + کیا اچھا ہوتا کہ کالے سانپ کے زہر کے ساتھ میری صبح ہوتی۔

اوحلّ امرُاللہ فینا عاجلاً — فی روحۃٍ من یومنا اوفی غدٍ

یا ہماری نسبت اللہ کا حکم جلد آجاتا — آج ہی کے دن رحلت کرجاتے یا کل

فتقوم ساعتنا فنلقیٰ سیّداً — محضاً مضاربہٗ کریم المحتد

موت کے ساتھ ہی ہماری قیامت قائم ہوجاتی تو ہم اُس سردار سے ملتے + جس کے خیمے غل وغش سے پاک تھے اور جس کی اصل ونسل کریم تھی

یارب فاجمعنا معاً ونبیّنا — فی جنّۃٍ تُغقی عیون الحُسّدِ

اے ہمارے پروردگار ہم سب کو ایک ساتھ ہمارے پیغمبرؐ سے ملادے + اُس بہشت میں جو حاسدوں کی آنکھوں میں زخم ڈالدے۔

فی جنّۃ الفردوس واکتبھا لنا — یاذاالجلال وذاالعلاوالسُّؤددِ

جنّۃ الفردوس میں ہمیں یکجا کردے اور اُس کو ہمارے لئے لازم بنادے + اے جلال والے، بلندی والے، اور بزرگی والے۔

واللہ اسمعُ ماحییتُ بھالکٍ — الّابکیتُ علی النبیّ محمّدؐ

اللہ آگاہ ہے کہ جب تک زندہ ہوں کسی مرنے والے کی شنائی سنوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر گریہ کروں گا۔

ضاقتْ بالانصار البلاد فاصبحوا — سُوداً وجوھھم کلون الاسودِ

شہروں کی وسعتیں انصار پر تنگ ہوگئیں، انھوں نے اس حالت میں صبح کی + کہ برنگ سُرمہ اُن کے چہرے سیاہ ہوگئے ہیں۔

۹۲

ولقد ولدناہ وفینا قبرہٗ وفضول نعمتہ بنا لا تجحدُ

ہم ہی ہیں اُن کا رشتہ ولادت تھا ہمارے ہی ہاں اُن کی قبر ہے جس کثرت سے اُن کی نعمتیں ہمارے ساتھ ہیں اُن کا انکار نہیں ہو سکتا۔

واللہ اھداہٗ لنا وھدی بہ انصارہٗ فی کلّ ساعۃ مشھدِ

اللہ نے بطور ہدیہ اُن کو ہمیں عطا کیا اور اُنھیں کے ذریعے اللہ نے ہر احتیاط کے وقت انصار پیغمبر کی ہدایت فرمائی۔

صلّی الالٰہ ومن یحفّ بعرشہٖ والطیبون علی المبارک احمدِ

اللہ اور جو اُس کے عرش کو گھیرے ہوئے ہیں اور جتنی پاک مخلوق ہے سب اُس بابرکت احمدؐ پر درود بھیجیں۔

ولہ ایضاً

یا عین جودی بدمعٍ منکِ اسْبال ولا تملّنّ من سحٍّ واِعوالِ

اے آنکھ اس طرح فیاضی سے آنسو بہا کہ سیلاب آجائے اور تو پے درپے سیل اشک اور نالے سے کبھی نہ اُکتائے۔

لا ینفدن لی بعد الیوم دمعکما انّی مُصابٌ وانّی لست بالسالی

آج کے بعد تمھارے آنسو میرے لئے ختم نہ ہوجائیں کیونکہ میں مصیبت زدہ ہوں اور تسلّی پانے والا نہیں۔

فانّی صنعکما من بعد بذلکما اَیایَ مثل الذی قد غرّ بالآلِ

اشکباری کے بعد اب تم دونوں کا مجھے روکنا ایسا ہی ہے جیسے سراب سے کسی کو دھوکا ہوا ہو

لکن افیضی علی صدری باربعۃ　　　ان الجوانح فیھا ھاجس صالی

اے آنکھ تو میرے سینے پر چار چار آنسو[1] بہا + کیونکہ پسلیوں کے اندر جلا دینے والا ہیجان سوز پنہاں ہے

سح الشعیب وماء الغرب یمنحہ　　　ساق یجملہ ساق بازلال

چشمے اور مشک کے پانی کی طرح آنسو بہا + ایسا پانی جیسے نالے سے لے کے نتھار کے سقا اُٹھائے لئے پھرتا اور پلاتا ہو۔

علی رسول لنا محض ضریبتہ　　　سمح الخلیقۃ عف غیر مجھال

ایسے پیغمبر پر رو جو ہمارے تھے، خالص ومخلص تھے، تمام خلق اللہ میں سب سے بڑے روادار تھے، عفیف تھے، نادان نہ تھے۔

حامی الحقیقۃ نسال الودیقۃ فکاک العناۃ کریم ماجد عال

جو حقیقت اور حق کے حامی تھے نہایت سخی تھے، مصیبت زدوں کو رہائی دلانے والے تھے، شریف تھے، بزرگ تھے، اور سربلند تھے۔

کشاف مکرمۃ مطعام مسغبۃ　　　وھاب عانیۃ وجناء شملال

نہایت درجہ علانیہ اور کھلی ہوئی مکرمت والے بھوکوں کو بکثرت کھانا کھلانیوالے جرم کے بڑے بخشنے والے تھے،

عف مکاسبہ جزل مواھبہ　　　خیر البریۃ سمح غیر نکال

اُن کی کمائی نہایت پاک تھی بخشش بہت بڑی تھی، تمام مخلوق میں سب سے اچھے تھے، روادار تھے، مگر سست وضعیف نہ تھے۔

واری الزناد وقواد الجیاد الی　　　یوم الطراد اذا اشبت باجذال

[1] اردو میں آٹھ آٹھ آنسو کہتے ہیں مگر عربی میں چار آنسو کا محاورہ ہے۔

جہاد کی آگ بھڑکاتے، سواریوں کو افسر بن کے معرکے میں لے جاتے آتشِ جنگ مشتعل ہوتی تو سب کے آگے بڑھ جاتے۔

ولا اُزکّی علی الرحمٰن ذا بشر　　لکنّ علمک عند الواحد العالی

اللہ کے حضور میں اس انسان کا میں تزکیہ نہیں کرتا + اے پیغمبرؐ، تجھے اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ تو کیسا تھا۔

انّی اری الدھر والایام یفجعنی　　بالصالحین وابقیٰ ناعم البال

میں دیکھ رہا ہوں کہ زمانہ مجھے اچھے اچھے بزرگوں کے غم میں مبتلا کر رہا ہے اور میں فارغ البال باقی ہوں۔

یا عین فابکی رسول اللہ اذ ذُکرت　　ذات الالٰہ فنعم القائد الوالی

اے آنکھ، جب اللہ کی ذات پاک کا تذکرہ ہو تو رسول اللہ کو رو، جو بہترین سرخیل اور بہت اچھے والی تھے۔

ولہ ایضاً

نبّ المساکینَ ان الخیرَ فارقھم　　مع الرسول تولّٰی عنھم سحرا

مسکینوں کو خبر دے دو کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہی خیر وخوبی بھی اُن سے جدا ہو گئی جو صبح سویرے ہی اُن سے منہ موڑ کے چلے گئے۔

من ذا الذی عندہ رحلی وراحلتی　　ورزق اھلی اذا لم نُونسِ المطرا

اب کون ایسا ہے کہ بارش کا سامان نہ ہو تو ہمیں اپنا بنا کے رکھے گا اور ہمارے اہل وعیال کو کھلائے پلائے گا۔

ذاک الذی لیس یخشاہ مجالسہٗ　　اذا الجلیس سطا فی القول او عثرا

وہ ایسے تھے کہ ان کی مجلس میں اگر ہمنشین سے کوئی لغزش ہوگئی یا اس نے تندی و تیزی گفتگو میں کی تب بھی اُس کو خوف نہ ہوتا۔

کان الضیاء وکان النور نتبعہ　　وکان بعد الالٰہ السمع والبصرا

وہ روشنی تھے، نور تھے جن کے پیچھے ہم چلتے تھے + اللہ کے بعد ہمارے کان اور آنکھ وہی تھے۔

فلیتنا یوم واروہ بمغیبہ　　وغیبوہ والقوا فوقہ المدرا

اے کاش لوگوں نے جس دن آپ کو قبر میں دفن کیا ہے چھپا دیا ہے اور لحد پر خاک ڈالی ہے

لم یترک اللہ خلقاً من بریتہ　　ولم یعش بعدہ اُنثیٰ ولا ذکرا

کاش اُس دن اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا۔ اور کوئی مادہ و نر آپ کے بعد نہ جیتا۔

ذلت رقاب بنی النجار کلھم　　وکان امراً من الرحمٰن قد قدرا

تمام قبیلۂ بنی النجار کی گردنیں جھک گئیں + یہ بات اللہ ہی کی تقدیر میں مقدر ہو چکی تھی۔

کعب بن مالک

یا عین فابکی بدمع ذری　　لخیر البریۃ والمصطفیٰ

اے آنکھ اچھی اشکبار رہو + اُن مرنے والے کے لئے جو مخلوقات میں سب سے اچھے اور برگزیدہ تھے۔

وبکّی الرسولَ وحقّ البکاءُ علیہ لدی الحرب عند اللّقا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روؤ اور جب لڑائی سر پر آگئی ہو تو حضرت پر رونا ہی چاہیے۔

۹۳ علی خیر من حملت ناقۃٌ واتقی البریۃ عند التقی

اُن پر روؤ جو اونٹنی پر جتنے لوگ سوار ہو چکے ہیں، وہ اُن سب سے اچھے اور سب سے زیادہ پرہیزگار تھے۔

علی سیّد ماجدٍ جحفلٍ وخیر الانام وخیر اللُّھا

وہ جو سردار تھے، بزرگ تھے، بہادر تھے + اور تمام جہان میں سب سے بڑھ چڑھ کے تھے۔

لہٗ حَسَبٌ فوق کلّ الانا م من ھاشم ذلك المرتجی

اُن کے کردار اور مناقب سب پر فائق تھے۔ ہاشم کی یادگار تھے جن پر سب کی لو لگی ہوتی۔

نخصّ بما کان من فضلہ وکان سراجاً لنا فی الدّجا

اُن کی فضیلت کی بنا پر ہم خاص طور پر اُن کے ماتمی ہیں + جو تاریکی میں ہمارے لئے چراغ تھے۔

وکان بشیراً لنا منذراً ونوراً لنا ضوؤہٗ قد اضا

ہمارے حق میں وہ بشیر بھی تھے، نذیر بھی تھے + اور ایسے نور تھے جس کی

شعاع نے ہم کو روشن کر رکھا تھا۔

فانقذنا اللہُ فی نورہ وبخّی برحمتہ من نجا

اللہ نے اسی نور کے طفیل میں ہمیں بچایا + اور رحم کر کے آتش دوزخ سے نجات دی۔

اروٰیؓ بنت عبدالمطلب

الا یا عین ویحک اسعدینی بدمعکِ مابقیتِ وطاوعینی

اے آنکھ، تیرا بُرا حال ہو، جب تک تو باقی ہے اپنے آنسو سے میری مدد کر اور میری بات مان۔

الا یا عین ویحک واستہلّی علی نور البلاد واسعدینی

اے آنکھ تیرا بُرا حال ہو ان پر اشکبار ہو + جو ملک بھر کے حق میں نور تھے، اے آنکھ میری مدد کر۔

فانْ عذلتکِ عاذلۃٌ فقولی علام وفیمَ ویحکِ تعذلینی

کوئی نصیحت کرنے والی اگر تجھے نصیحت کرے تو کہدے کہ تیرا بُرا ہو کس امر پر اور کس بات میں تو مجھے نصیحت کر رہی ہے۔

علی نور البلادِ معاً جمیعاً رسولِ اللہ احمد فاترکینی

میں گریاں ہوں تو اُن پر گریاں جو تمام ملک میں سب کے لئے نور تھے اللہ کے

رسولؐ تھے، احمدؐ تھے، لہٰذا مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔

فالّا تقصرِی بالعذل عنّی　　　فلومی ما بدا لكِ او دعینی

با ایں ہمہ اگر تو مجھے نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتی + تو جیسا جی میں آئے ملامت کرے، یا جی چاہے تو رہنے دے

لامرٍ ھدّنی واذلّ رُکنی　　　وشیّبَ بعد جدّتھا قرونی

یہ ایسی مصیبت ہے جس نے مجھے پست کر دیا، میری عظمت سُست کر ڈالی، اور مجھ کو بوڑھا کر دیا

وله‍ا

الا یا رسول اللّٰہ کنت رجاء نا　　　وکنتَ بنا بَرًّا ولم تكُ جافیا

یا رسول اللہ، آپ ہماری امید گاہ تھے، ہمارے ساتھ مراعات کرتے تھے خشک مزاج اور بدسلوک نہ تھے۔

وکُنتَ بنا رؤُفاً رحیما نبیّا　　　لِیَبْكِ علیك الیوم من كان باكیا

آپؐ ہمارے حق میں مہربان تھے، رحیم تھے، ہمارے پیمبرؐ تھے + آج جسے رونا ہو آپؐ پر روئے۔

لَعمرُكَ ما ابکی النبیَّ لموته　　　ولکن لھرج کان بعدك آتیا

تیری حیات کی قسم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر میں نہیں روتی + میں تو اُس فتنہ وہنگامہ پر روتی ہوں جو آپؐ کے بعد برپا ہونے والا ہے۔

کانّ علی قلبی لذکر محمدٍؐ　　　وما خِفتُ من بعد النبیّ المکاویا

حضرتؐ کو یاد کرکے اور آپؐ کے بعد پیش آنے والے حوادث سے ڈر کے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل پر داغ لگ رہے ہیں۔

افاطم صلی اللّٰہ ربّ محمدٍؐ　　　علی جدثٍ امسی بیثرِب ثاویا

اسے فاطمہ اللہ کہ محمدؐ کا پروردگار ہے اُس قبر پر رحمت نازل کرے جو مدینے میں ہے۔

اباحسنٍ فارقتہٗ وترکتہٗ　　فبکِ بحزنٍ آخر الدھر شاجیا

اسے ابو الحسن (علیؓ بن ابی طالب) تو حضرتؐ سے جدا ہو گیا تو نے آپ کو چھوڑ دیا اب آخر زمانے تک دردناک رنج و غم سے حضرتؐ پر روتا رہ۔

فِدا لرسولِ اللہ امی وخالتی　　وعمّی ونفسی قُصرۃً ثمّ خالیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میری ماں اور خالہ اور چچا اور ماموں سب فدا ہوں اور خود میری جان آپ پر قربان ہو جائے۔

صبرت وبلغت الرسالۃ صادقاً　　وقمت صلیب الدین ابلج صافیا

آپؐ نے صبر کیا، ثابت قدم رہے، اللہ کے پیغام کو راستی کے ساتھ پہنچایا، دین کو اُستوار فرمایا، روشن و صاف بنایا۔

فلو انّ رب الناس ابقاک بیننا　　سَعِدنا ولکن اُمرنا کان ماضیا

انسانوں کا پروردگار آپ کو اگر ہمارے درمیان رہنے دیتا تو ہم کو فلاح ہوتی، لیکن ہمارا معاملہ تو چلنے والا ہی تھا۔

علیک من اللہ السلام تحیۃً　　واُدخِلتَ جنّاتٍ من العدن راضیا

یا حضرتؐ، آپ پر اللہ کا سلام ہو　　اور بہشت عدن میں بخوشی در آئیں

عاتکہؓ بنت عبد المطلب

عینیّ جودا طوال الدھر وانھمرا　　سَکباً وسَحّاً بدمعٍ غیر تعذیر

اے میری دونوں آنکھو، جب تک زمانے کی درازی قائم ہے روؤ اور جی کھول کے آنسو بہاؤ جس میں کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے۔

یاعین فاسحنفری بالدمع واحتفلی حتی الممات بسجل غیر منزور

اے میری آنکھ، اچھی طرح اشکبار ہو مرتے دم تک اتنے دولاب اشک بہا جس میں کمی واقع نہ ہو۔

یاعین فانہملی بالدمع واجتہدی للمصطفی دون خلق اللہ بالنور

اے میری آنکھ، اشکبار ہو، اور کوشش کرکے اشکبار ہو + ان کے لئے جو برگزیدہ تھے، نور لے کے آئے تھے، ان کے علاوہ خلق اللہ میں سے اور کسی پر نہ رو۔

۹۴ بمستہل من الشؤبوب ذی سبل فقد رزئت نبی العدل والخیر

ایسا رونا روکہ سیلاب آجائیں + کیونکہ عدل وخیر والے پیغمبر کی مصیبت مجھ پر نازل ہوئی ہے۔

وکنت من حذر للموت مشفقۃ وللذی خط من تلک المقادیر

موت سے میں بچتی تھی، ڈرا کرتی تھی + اور تقدیر میں جو لکھا جا چکا ہے اس سے خوف زدہ تھی۔

من فقد ازہر ضافی الخلق ذی فخر صاف من العیب والعاہات والزور

کہ اس روشن ذات کو میں کھو نہ بیٹھوں جس کے وسیع اخلاق ہیں، فخر کے لائق ہے ہر قسم کے عیب وامراض اخلاقی اور مکروفریب سے اس کا دامن پاک ہے

فاذہب حمید اجزاک اللہ مغفرۃ یوم القیامۃ عند النفخ فی الصور

اب تو قابل تعریف اوصاف کے ساتھ جا قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے تو

اللہ تجھے جزائے خیر دے اور مغفرت نازل کرے۔

ولہا

یا عین جودی ما بقیت بعبرۃ سحّاً علی خیر البریۃ احمد

اے میری آنکھ، تو جب تک باقی ہے، احمد پر جو تمام مخلوق میں سب سے اچھے تھے، فیاضی کے ساتھ آنسو بہاتی رہ۔

یا عین فاحتفلی وسُحّی واسجمی وابکی علی نور البلاد محمد

اے میری آنکھ آمادہ ہو جا، اور اچھی طرح سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رو جو تمام ملک کے نور تھے۔

انّی لک الویلات مثل محمد فی کلّ نائبۃ تنوب ومشہد

تجھ پر افسوس ہے، ہر ایک حادثہ اور ہر ایک معرکہ میں تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے کہاں ملیں گے۔

فابکی المبارک والموفق ذوالتقی حامی الحقیقۃ ذا الرّشاد المرشد

ان پر رو جو برکت والے تھے، توفیق والے تھے، صاحب تقوی تھے۔ حق کے حامی تھے، ہدایت والے راہ نما تھے۔

من ذا یفکّ عن المغلّل غلّہ بعد المغیّب فی الضریح الملحد

وہ جو قبر میں جا چکے ہیں اب ان کے بعد کون ایسا رہ گیا کہ قیدیوں کو رہا کرا کے آزادی دلائے۔

أم من لکلّ مدفّع ذی حاجۃ ومسلسل یشکو الحدید مقیّد

اب اُس حاجتمند سے کون کام آئے گا جو ہر طرف سے نکالا جاتا ہو، اُسے دھکے دیے جاتے ہوں، پابزنجیر ہو، اور لوہے کی بندش کا گلہ کر رہا ہو۔

أَمْ من لوحي الله يترك بيننا　　في كل مُمْسًى ليلةٍ أو في غدٍ

اب ہر شام وسحر اللہ کی وحی کس پر آیا کریگی جو ہمارے ہی درمیان رہ جایا کرتی تھی۔

فعليك رحمةُ ربنا وسلامُهُ　　يا ذا الفواضل و الندى والسؤدد

اے فضیلتوں والے، فیّاض، سردار، تجھ پر ہمارے پروردگار کی رحمت وسلام ہو

هلّا فداكَ الموت كلُّ مُلَعَّنٍ　　شكس خلائقُهُ لئيم المُحْتَدِ

تیرے بدلے اُن سب کو موت کیوں نہ آئی جو لعنتی ہیں، بد خُلق ہیں اصل ونسل کے کمینے ہیں۔

ولها ایضا
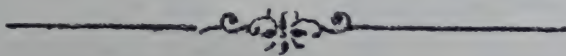
أعينيّ جُودا بالدُّموع السواجم　　على المصطفى بالنور من آل هاشم

اے میری دونوں آنکھو، آنسوؤں کی جھڑی لگا دو، اُن پر جو نور کے ساتھ برگزیدہ تھے اور خاندان ہاشم کے تھے۔

على المصطفى بالحقّ والنور والهدى　　وبالرشد بعد المُنْدَبات العظائم

ان پر روؤ جو بڑے بڑے حوادث کے بعد برگزیدہ ہو کے آئے تھے اور حق ونور وہدایت وارشاد کو ساتھ لائے تھے۔

وسُحّا عليه وابكيا ما بكيتما　　على المرتضى للمحكمات العزائم

تم دونوں سے جہاں تک رویا جاسکے اُس پسندیدۂ حق پر روؤ جس کے عزم استوار

ومحکم تھے۔

علی المرتضیٰ للبرّ والعدل والتقی والدین والاسلام بعد المظالم

ان پر روؤ جو مظالم کے بعد نیکی و عدل و تقویٰ و دین و اسلام کے پسندیدہ تھے۔

علی الطاھر المیمون ذی الحلم والندیٰ وذی الفضل والداعی لخیر التراحم

پاک تھے، برکت والے تھے، متحمل تھے، فیاض تھے، صاحب فضیلت تھے، آپس میں بہترین رحم وکرم کے ساتھ رہنے سہنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔

أعینیّ ماذا بعد ما قد فجعتما به تبکیان الدّھر من ولد آدم

اے میری دونوں آنکھو، جب انھیں کا غم تمھیں اٹھانا پڑا تو ان کے بعد اب اولاد آدم میں سے کس کو روؤ گی۔

فجودا بسجل واندبا کلّ شارق ربیع الیتامی فی السنین البوازم

اچھی طرح روؤ اور ہر صبح کو اس کا ماتم کرو جو قحط کے زمانہ میں یتیموں کا والی و وارث تھا۔

صفیہ بنت عبدالمطلب
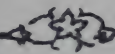
لھف نفسی وبتّ کالمسلوب ارق اللیل فعلة المحروب

مجھے اپنی جان پر افسوس ہے، میں نے اس شخص کی طرح شب بسر کی جس سے سب کچھ چھن گیا ہو اور رنج وغم میں رات بھر جاگتا رہا ہو۔

من ھموم وحسرةٍ ردفتنی لیت انّی سقیتھا بشعوب

میری یہ حالت ایسے غم و حسرت کے باعث ہوئی ہے جنھوں نے مجھے مسلسل گھیر رکھا ہے، کاش یہ تدریجاً نازل ہوئی ہوتیں۔

حین قالوا انّ الرسول قد امسی　　وافقتہ منیّۃ المکتوب

وہ سب رنج و غم مجھ پر یکبارگی ٹوٹ پڑا جب لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قضائے مقدّر سے موافقت فرمائی۔

اذ رأینا انّ النبیّ صریعٌ　　فاشاب القذال ایّ مشیب

جب ہم نے دیکھا کہ نبیؐ مشرّف بوفات ہیں تو ہمارے سر کے بال کیسے کچھ سفید ہو گئے۔

اذ رأینا بیوتہ موحشاتٍ　　لیس فیھنّ بعد عیش حبیبی

جب ہم نے دیکھا کہ آپ کے حجرے ویران ہیں، جہاں میرے حبیب رہتے تھے وہ خالی ہو چکے ہیں۔

۹۵ اورث القلب ذاک حزنا طویلا　　خالط القلب فھو کالمرعوب

اس حادثہ نے دل کو اتنا طویل رنج پہنچایا ہے کہ جی بیٹھ رہا ہے اور اب مرعوب جیسے ہو رہے ہیں۔

لیت شعری وکیف امسی صحیحاً　　بعد أن بیَن بالرسول القریب

کاش مجھے خبر ہوتی میں کیسے صحیح و تندرست رہ سکتی ہوں، بعد اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم جدا ہو گئے۔

اعظم الناس فی البریّۃ حقّاً　　سیّد الناس حبّہ فی القلوب

وہ درحقیقت تمام مخلوق میں سب سے بڑے تھے، سب کے سردار تھے

اُن کی محبت ہر دل میں ہے۔

فالی اللہ ذاک اشکو وحسبی　　　یعلم اللہ جوبتی ونحیبی

میں اللہ ہی سے اس کی شکایت کرتی ہوں اور وہی مجھے کافی ہے۔ اللہ میری کلفت اور گریہ کو خوب جانتا ہے۔

ولها

أفاطم بکّی ولا تسأمی　　　بصبحك ماطلع الکوکبُ

اے فاطمہ روئے تا رہے جب تک طلوع ہوتے رہیں کسی صبح کو رونے سے تھک نہ جانا۔

هوالمرءُ یبکی وحُقّ البکاءُ　　　هوالماجد السید الطّیّبُ

وہ ایسے تھے جن کے لئے رونا سزاوار ہے، وہ بزرگ، سردار اور پاک تھے

فأوحشت الارض من فقده　　　وأیّ البریّة لاینکبُ

اُن کے جاتے رہنے سے زمین ویران ہوگئی، اور مخلوق میں کون ہے جن پر مصیبت نہ پڑی ہو۔

فمالی بعدك حتیٰ المما　　　ت الاالجوی الداخل المنصب

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مرتے دم تک آپ کے بعد میں درد دل میں مبتلا رہونگی۔

فبکی الرسول وحقت له　　　شهود المدینة والغیّبُ

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو روؤ، مدینہ کے حاضر و غائب سب ہی کے لئے رونا سزاوار ہے۔

لتبکیك شمطاء مضرورة　　اذا حجب الناس لا تحجب

وہ بدشکل عورت آپ پر روئیگی جس کی بصارت ایسی جاتی رہی ہو کہ جہاں پردہ اور حجاب کا موقع ہو وہاں بھی وہ حجاب نہ کر سکے۔

لیبکیك شیخ ابو ولدة　　یطوف بعقوته اشهب

آپ کو وہ پیرمرد روئیگا جس کے بہت سے چھوٹے لڑکے ہوں اور وہ انھیں لئے ہوئے پھر رہا ہو۔

ویبکیك رکب اذا ارملوا　　فلم یُلف ما طلب الطّلب

سوار جب ریگزار طے کرتے ہوئے مقصد میں ناکام رہیں تو وہ آپ ہی کا ماتم کریں گے۔

وتبکی الاباطح من فقده　　وتبکیه مکة والاخشب

آپ کے جاتے رہنے سے بطحا، روئیگا، مکہ روئیگا دیار حجاز روئیگا

وتبکی وعیرة من فقده　　بحزن ویسعدها المیثب

تمام قبائل آپ کے جاتے رہنے کا درد بھرا گریہ کریں گے اور اس میں بیتابی اُن کو مدد دے گی۔

فعینی مالكِ لا تدمعین　　وحقّ لدمعك یستسکب

اے میری آنکھ، تو کیوں نہیں روتی، تجھے تو دل کھول کے آنسو بہانا چاہیئے۔

ولها ایضاً

عینیّ جودا بدمع سجم　　یبادر غربا بما منهدم

اے میری دونوں آنکھو روؤ اور اچھی طرح روؤ

اعینیّ فاسحنفرا واسکبا　　بوجد وحزن شدید الالم

اے میری دونوں آنکھو، اس طرح روؤ کہ بجائے آنسو کے بے تابی اور سخت دردناک رنج کی تراوش ہو۔

علی صفوۃ اللہ رب العباد　　وربّ السماء وباری النّسم

ان پر جو اللہ کے منتخب تھے، اللہ نے کہ تمام بندوں کا پروردگار، اور مخلوق کا آفریدگار ہے، انھیں کو انتخاب فرمایا تھا۔

علی المرتضیٰ للھدی والتقی　　وللرّشد والنّور بعد الظلم

ان پر جو ہدایت وتقوی وارشاد اور تاریکی کے بعد روشنی کے مرتضی تھے

علی الطاھر المرسل المجتبی　　رسول تخیّرہ ذوالکرم

ان پر جو پاک تھے، اللہ کے فرستادہ تھے، مقبول تھے، ایسے رسول تھے جنھیں خداوند کریم ہی نے منتخب فرمایا تھا۔

ولها ایضاً

ارقت فبتّ لیلی کالسّلیب　　لوجد فی الجوانح ذی دبیب

میں نے اس حالت میں رات گزاری کہ شب بھر ایسے شخص کی طرح جاگتا رہا جس کا سب کچھ چھن گیا ہو، یہ حالت اُس درد کے باعث تھی جو رگ و پے میں ساری تھا۔

فشیّبنی وما شابت لداتی ۔۔۔ فامسٰی الراس منی کالعسیب

اس درد نے پیرانہ سالی سے پہلے ہی مجھے بوڑھا بنا دیا، میرا سر ایسا سفید ہو گیا جیسے برف کے گالے سے پہاڑ کی چوٹی سفید نظر آتی ہو۔

لفقد المصطفٰی بالنور حقاً ۔۔۔ رسول اللّٰہ مالک من ضریب

یہ درد اُن مصطفٰی کے جاتے رہنے کا درد ہے جو نور ہی نور تھے، حقیقت میں اللہ کے رسول تھے، آپ کا کوئی نظیر نہ تھا۔

کریم الخیم اروع مضرحیّ ۔۔۔ طویل الباع منتجب نجیب

سرشت کے بہت ہی شریف، بڑے سردار، بڑے بہادر، بڑے طاقتور، نہایت منتخب شریف انسان۔

ثمال المعدمین وکلّ جارٍ ۔۔۔ وماوی کلّ مضطهدٍ غریب

نادار بے نواؤں کے اور تمام ہمسایوں کے والی و وارث جس پردیسی پر ظلم ہوا ہو اُس کے ماویٰ و ملجا تھے۔

۹۶ فَاِمّا تمسِ فی جدث مقیما ۔۔۔ فقِدْ ما عشت ذا کرم وطیب

اب اگر آپ قبر میں جا رہے تو کیا ہوا، آپ نے تمام زندگی بزرگی و بہتری میں بسر کی،

وکنت موفّقاً فی کلّ امرٍ ۔۔۔ وفیما ناب من حدث الخطوب

ہر امر میں توفیق آپ کی رفیق ہوتی، جو حادثہ پیش آیا آپ ہی کے طفیل اُس کی

مشکل آسان ہوئی۔

ولها ایضاً

عین جودی بدمعۃٍ تسکاب للنبیّ المطهر الاواب

اے آنکھ اچھی طرح آنسو بہا، ان پیغمبر کے لئے جو پاک تھے، اللہ کی جناب میں نہایت رجوع رکھنے والے تھے۔

واندبی المصطفیٰ فعمی وخصّی بدموعٍ غزیرۃ الاسراب

مصطفیٰ کا ماتم کر اور بڑی فیاضی کے ساتھ عام و خاص آنسوؤں سے حضرت کا سوگ منا۔

عین من تندبین بعد نبیّ خصّہ اللہ ربّنا بالکتاب

اے آنکھ اب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اور کون ہے جسے تو روئیگی، وہی تو تھے جن کو ہمارے پروردگار اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب سے مخصوص فرمایا تھا۔

فاتح خاتم رحیم رؤوفٍ صادق القیل طیب الاثواب

آپ فاتح تھے، خاتم الانبیاء تھے، رحیم تھے، مہربان تھے، بات کے سچے تھے، پاک لباس والے تھے۔

مشفقٍ ناصحٍ شفیقٍ علینا رحمۃٍ من الٰھنا الوھّاب

مشفق تھے، ناصح تھے، شفیق تھے ہمارے نہایت آمرزگار معبود کی جانب سے ہم پر رحمت تھے۔

رحمۃ اللہ والسلام علیہ وجزاہ الملیک حسن الثواب

اللہ کی رحمت وسلام آپ پر ہو، اور وہ مالک الملک آپ کو بہترین جزا دے،

ولها ایضاً

عینِ جودی بدمعۃٍ وسھود		واندبی خیر ھالكٍ مفقود

اے آنکھ آنسو بہا اور بیدار رہ، اور ایسے گزر جانے والے کا ماتم کر جو سب میں اچھے تھے۔

واندبی المصطفی بحزنٍ شدید		خالط القلب فھو کالمعمود

ایسے شدید رنج کے ساتھ مصطفیٰ کا ماتم کر جو دل میں پیوست ہو گیا ہو اور دل اس رنج سے گویا ہلاک ہو رہا ہو۔

کدت اقضی الحیاۃ لمّا اتاہ		قدرٌ خطّ فی کتاب مجید

قریب تھا کہ میں اپنی زندگی کا خاتمہ کر دوں جب آپ پر وہ تقدیر نازل ہوئی جو کتاب مجید میں مرقوم ہو چکی تھی۔

فلقد کان بالعباد رؤوفاً		ولھم رحمۃً وخیر رشید

آپ تمام بندوں پر مہربان، ان کے حق میں رحمت، اور بہترین رہنما تھے،

رضی اللہ عنہ حیاً ومیتاً		وجزاہ الجنان یوم الخلود

زندگی اور موت ہر حال میں اللہ ان سے راضی رہے اور جزا میں اس ہمیشگی کے دن انھیں بہشت عنایت فرمائے۔

ولها ایضاً

آب لیلی علیّ بالتسهاد وجفا الجنب غیر وطی الوساد
میری رات بیداری کے ساتھ پھر آئی، بے قراری سے بستر پر پہلو لگنے نہیں پاتا

واعترتنی الھموم جداً ابوھن لِامور نزلن حقاً شداد
ایسے غموں نے مجھے گھیر رکھا ہے، کمزور کر رکھا ہے، جو حقیقت میں سخت امور لے کے اُترے ہیں۔

رحمۃً کان للبریّۃ طراً فھدی من اطاعہ للسداد
وہ تمام مخلوق کے حق میں رحمت تھے، جس نے ان کی اطاعت کی اس کو راہ راست دکھائی اور سیدھی منزل پر پہنچایا۔

طیب العود والضریبۃ والشیم محض الانساب واری الزناد
پاک سرشت، پاکیزہ نش، پاکباز، نہایت شریف النسب، فیاض۔

ابلج صادق السجیۃ عفّ صادق الوعد منتھی الرّوّاد
روشن خو، عادت کے سچے، عفیف، راستی کے ساتھ وعدہ وفا کرنے والے، طلبگاروں کے منتہائے مقصود۔

عاش ما عاش فی البریّۃ برّاً ولقد کان نھبۃ المرتاد
جب تک جیے مخلوق میں نیکی کے ساتھ جیے، فیض حاصل کرنے والوں کے لئے ان کا فیض حقیقت میں مال غنیمت تھا۔

ثم ولّی عنّا فقید أحمیداً   فجزاہ الجنان ربّ العباد

نہایت قابل تعریف حالت میں ہم سے منہ موڑ کے چلے گئے بندوں کا پروردگار جزا میں ان کو بہشت بخشے۔

ہند بنت الحارث بن عبد المطلب

یا عین جودی بدمع منك وابتدری   کما تنزّل ماءُ الغیث فانثعبا

اے آنکھ، ایسی فیاضی سے آنسو بہا جیسے ابر باراں مینہ برساتا ہے

او فیض غرب علی عادیة طویت   فی جد ول خرق بالماء قد سربا

وہ بڑا کنواں اوپر سے بند ہو گیا ہو جس طرح اندر ہی اندر نالی میں اس کا پانی بہتا ہو اُسی طرح تو بھی آنسو بہا۔

لقد اتتنی من الانباء معضلةٌ   انّ ابن آمنة المامون قد ذهبا

مجھے ایک دشوار خبر پہنچی ہے کہ آمنہ کے برکت والے فرزند جاتے رہے

انّ المبارك والمیمون فی جدث   قد الحفوہ تراب الارض والحدبا

وہ صاحب یمن و برکت اب ایک قبر میں ہیں، ان پر خاک کا لحاف ڈال رکھا ہے۔

۵۷ ألیس اوسطکم بیتاً واکرمکم   خالاً وعماً کریماً لیس مؤتشبا

کیا تم سب میں وہ شریف گھرانے کے نہ تھے کیا ننھیال اور ددھیال میں

کوئی ایسی شرافت رکھتا تھا جس میں کسی قسم کی آلائش نہ ہو۔

ہند بنت اُثاثہ بن عبّاد بن المطلب بن عبد مناف جو مسطح بن اُثاثہ کی بہن تھیں

أشاب ذؤابتي وأذل ركني بكاؤك فاطم الميت الفقيدا

اے فاطمہ اُس مرنے والے پر تیرے گریہ نے میرے بال سفید کر دیے اور قد کو جھکا دیا۔

فاعطيت العطاء فلم تكدّر واخدمت الولائد والعبيدا

یا حضرت آپ اُس طرح عطا دیتے تھے کہ کسی کو کدورت نہ ہوتی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں اور غلاموں کی بھی آپ خدمت کرتے تھے۔

وكنت ملاذنا في كل لزب اذا هبت شاميةٌ برودا

ہر ایک مشکل میں آپ ہمارے لئے جائے پناہ تھے، جب ٹھنڈی ہوا چلتی اور ٹھنڈ ہوتی تو آپ ہی آرام پہنچاتے۔

وانّاك خير من ركب المطايا واكرمهم اذا نسبوا جدودا

جتنے لوگ سواریوں پر سوار ہوئے آپ اُن سب میں بہترین تھے اور نسب میں شریف ترین تھے۔

رسول الله فارقنا وكنّا نرجّي ان يكون لنا خلودا

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے جدا ہو گئے، ہم تو اپنے لئے حیات کے منتظر تھے

افاطم فاصبری فلقد اصابت　　　رزیتك التهائم والنجودا

اے فاطمہ اب صبر کر تیری مصیبت نے تہامہ و نجد تک کو غمزدہ کر رکھا ہے

واھل البرّ والابحار طرّاً　　　فلم تخطیٔ مصیبته وحیدا

خشکی و تری والے سب اس میں شریک ہیں، اس مصیبت نے کسی کو تنہا نہیں چھوڑا۔

وکان الخیر یصبح فی ذراه　　　سعید الجدّ قد ولد السعودا

آپ کے دامن سے خیر و فلاح کی صبح طلوع ہوا کرتی، آپ نیک بخت تھے، نیک بختی آپ سے پیدا ہوا کرتی۔

ولھا

ألا یا عین بکّی لا تملّی　　　فقد بکر النعیّ بمن ھویت

اے آنکھ رو، گھبرا نہ جا، صبح سویرے ہی ایسے کی ثنائی آئی ہے جسے میں چاہتی تھی۔

وقد بکر النعی بخیر شخص　　　رسول اللہ حقاً ما حییت

بہترین شخص کی ثنائی آئی جو اللہ کے سچے پیغمبر تھے، جب تک میں زندہ ہوں ایسا دوسرا شخص نہ ملیگا۔

ولو عشنا ونحن نراك فینا　　　وامر اللہ یترك ما بکیت

اگر ہم جیتے رہتے، آپ کو اپنے زمرہ میں دیکھتے کہ اللہ کے حکم نے آپ کو چھوڑ دیا ہے، تو میں نہ روتی۔

فقد بكر النعیّ بذاك عمداً ۔۔۔ فقد عظمت مصیبة من نعیت

ماتمی نے قصداً یہ خبر صبح کو سنائی، اس لئے کہ یہ خبر مرگ بڑی بھاری مصیبت ہے

وقد عظمت مصیبته وجلت ۔۔۔ وكلّ الجهد بعدك قد لقیت

حقیقت میں یہ مصیبت بہت ہی بڑھ گئی، آپ کے بعد ہر طرح کی تکلیف مجھے پیش آئی۔

الی رب البریة ذاك نشكو ۔۔۔ فانّ الله یعلم ما اتیت

مخلوقات کے پروردگار ہی سے میں اس کی شکایت کرتی ہوں، اس لئے کہ مجھ پر جو گزری ہے اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

افاطم انّه قد هدّ ركنی ۔۔۔ وقد عظمت مصیبة من رزیت

اے فاطمہ میں پست ہو گئی، واقع میں یہ بہت بڑا حادثہ ہے

ولها ایضاً

قد كان بعدك انباء وهنبثةٌ ۔۔۔ لو كنت شاهدها لم تكثر الخطب

آپ کے بعد طرح طرح کی خبریں آتی رہیں، ان کو دیکھنے سننے والے آپ موجود ہوتے تو معاملہ نہ بڑھتا۔

انّا فقدناك فقد الارض وابلها ۔۔۔ فاختل لقومك واشهدهم ولا تغب

ہم آپ کو اس طرح کھو بیٹھے جیسے پانی کو زمین کھو بیٹھے، آپ اپنی قوم میں آئیے، انھیں دیکھئے، اُن کے ساتھ رہیے، اور چلے نہ جائیے۔

قد کنت بدرا و نورا یستضاء به علیک تنزل من ذی العزة الکتب

آپ چودھویں رات کے چاند تھے، ایسے نور تھے کہ اُس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، عزت والے معبود کی جانب سے آپ پر کتابیں اُترتی تھیں

وکان جبریل بالآیات یحضرنا فغاب عنا وکل الغیب محتجب

جبرئیل جو آیتیں لے کے ہمارے پاس آیا کرتے تھے اب ہم سے غائب ہوگئے، اور ہر ایک غیب اسی طرح پردہ میں چلا جاتا ہے۔

فقد رزئت ابا سهلا خلیقته محض الضریبة والاعراق والنسب

میں نے حقیقت میں ایسے کی مصیبت اُٹھائی ہے جو والد کی حیثیت میں تھے، عادات و اخلاق کے نہایت نرم، خالص کردار اور خاندانی کے تھے

عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نُفَیل

أمست مراکبه اوحشت وقد کان یرکبها زینها
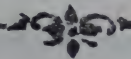
شام ہی سے سواریاں متوحش ہیں جن پر وہ سوار ہوتے کہ سواری کی اُن سے زینت بڑھ جاتی۔

وأمست تبکی علی سید تردّد عبرتها عینها

شام ہی سے سردار کو رو رہی ہیں، آنکھ سے رہ رہ کے آنسو آتے جاتے ہیں

وأمست نساؤك ماتستفيق من الحزن يعتاد ها دينها

فرط رنج وغم سے آپ کی بیبیوں کو افاقہ تک نہیں، رہ رہ کے رنج بڑھتا ہے،

وأمست شواحب مثل النصا ل قد عطلت وكبا لونها

وہ زرد ہوگئی ہیں، اُس سوفار کی سی حالت ہوگئی ہے جو بے کار ہوگیا ہو اور اس کا رنگ جاتا رہا ہو۔

يعالجن حزناً بعيد الذهاب وفي الصدر مكتنعٌ حينها

اُس رنج وغم کی چارہ گری میں جو دیر میں جانے والا ہے اور سینے میں اُس کا درد ہے۔

يضربن بالكف حرّ الوجوه على مثله جادها شونها

ہتھیلیوں سے چہرے بگاڑ رہی ہیں ایسے پر ایسا ہی ہوتا ہے،

هو الفاضل السيد المصطفىٰ على الحق مجتمعٌ دينها

وہ فاضل تھے، سردار تھے، برگزیدہ تھے، اُن کی وجہ سے حق پر دین مجتمع تھا۔

فكيف حياتي بعد الرسول وقد حان من ميتةٍ حينها

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد اب میں کیسے جیوں، آپ تو انتقال کر گئے۔

۹۸

اُمّ اَیمن

عین جودی فانّ بذلک للدمع شفاءٌ فاکثری ملبکاء

اے آنکھ، اچھی طرح رو، رونا ہی شفا ہے، اس لئے رونے میں کمی نہ کر

حین قالوا الرسول امسی فقیداً میّتاً کان ذاک کل البلاء

جب لوگوں نے کہا کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) چلے گئے تو ہر قسم کی آزمایش کا یہی وقت تھا۔

وابکیا خیر من رزیناہ فی الدنیا ومن خصّہ بوحی السمّاء

اے دونوں آنکھو، اُس کو روؤ جس کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے، وہ دنیا میں سب سے اچھے تھے، اور وحی آسمانی سے مخصوص تھے۔

بدموعٍ غزیرۃٍ منک حتّٰی یقضی اللہ فیہ خیر القضاء

یہاں تک روؤ کہ اللہ اپنی بہترین قضا و قدر سے کام لے

فلقد کان ما علمتُ وصولاً ولقد جاء رحمۃً بالضیاء

میں جانتی ہوں کہ حضرت صلۂ رحم کرتے تھے، رحمت بن کے اور روشنی لے کے آپ آئے تھے۔

ولقد کان بعد ذلک نوراً وسراجاً یضیٔ فی الظلماء

اسی قدر نہیں، بلکہ آپ ایسے نور اور چراغ تھے جو تاریکی میں روشن ہو،

طیب العود والضریبۃ والمعدن والخیم خاتم الانبیاء
پاک خصلت، پاک نسل، پاک خاندان، پاک عادت، اور آخری پیغمبر تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات یہاں ختم ہو گئے۔

صحابہ جو آنحضرت کے بعد اصحاب افتا اور متبع علیہم تھے تابعین جن پر علم منتہی ہوا

نصف ۹۸

حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان دونوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے (یعنی) ابوبکرؓ و عمرؓ۔

حذیفہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ تم لوگوں میں میرا کس قدر رہنا ہوگا۔ لہذا تم لوگ ان دونوں کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے، آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ کیا۔

۹۹

حذیفہ سے ایک اور سلسلے سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ تم لوگوں کے درمیان میری کتنی زندگی باقی ہے لہذا تم لوگ ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد ہوں گے، اور آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ کیا، اور تم لوگ عمار (بن یاسر) کی ہدایت سے

ہدایت پانا اور ابن ام عبد کے عہد سے تمسک کرنا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو فتویٰ کون دیتا تھا تو انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کہ ان دونوں کے سوا میں کسی اور کو نہیں جانتا۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حمزہ بن عبد اللہ بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں جس وقت سو رہا تھا تو میرے پاس ایک پیالہ دودھ کا لایا گیا۔ میں نے پیا یہاں تک کہ اس کی خوشبو میرے ناخنوں میں جاری ہے، میں نے اپنا بچا ہوا عمرؓ کو دیدیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی فرمایا علم۔

حفاف بن ایماء سے مروی ہے کہ وہ جمعہ کی نماز عبد الرحمٰن بن عوف کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، جب عمرؓ نے خطبہ پڑھا تو میں نے انھیں (عبد الرحمٰن بن عوف کو) کہتے سنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک، اے عمرؓ آپ معلم ہیں، عبد الرحمٰن بن ابی الزناد کو ان سے تعجب ہوا، میں نے کہا اے ابو محمد تم ان سے کیوں تعجب کرتے ہو، انھوں نے کہا میں نے ابن ابی عتیق سے سنا کہ وہ اپنے والد سے اور وہ عائشہؓ سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں کہ اس کی امت میں ایک یا دو معلم نہ ہوتے ہوں، اگر میری امت میں کوئی معلم ہوگا تو وہ ابن الخطابؓ ہوں گے، حق عمرؓ کے زبان و دل پر ہے۔

ابو ذر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ اللہ نے حق کو عمرؓ کی زبان پر رکھ دیا ہے جس کو وہ کہتے ہیں۔

نافع بن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حق کو عمرؓ کی زبان و دل پر کر دیا۔

ہارون البربری نے کسی اہل مدینہ سے روایت کی کہ میں عمرؓ بن الخطاب

کے پاس بھیجا گیا تو میں نے فقہاء (علماء) کو ان کے پاس بچوں کی طرح دیکھا جن پر وہ (عمرؓ) اپنے علم و فقہ میں غالب تھے۔

شقیق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ اگر عرب کے زندہ لوگوں کا علم ایک پلے میں اور عمرؓ کا علم ایک پلے میں رکھا جائے تو بے شک ان سے عمرؓ ہی کے علم کا پلہ جھک جائے، عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ اگر ہم عمرؓ کا حساب لگائیں تو وہ ۹/۱۰ حصہ علم کا لے گئے۔ ۱۰۰

شمر سے مروی ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ گویا تمام لوگوں کا علم عمرؓ کے ایک ناخن کے گوشت کے نیچے پوشیدہ تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ جب کسی امر میں لوگ اختلاف کرتے تھے تو میں دیکھتا کہ عمرؓ نے اس میں کیسا فیصلہ کیا ہے کیونکہ وہ کسی امر میں اس وقت تک فیصلہ نہیں کرتے تھے تاوقتیکہ ان کے قبل اس میں فیصلہ نہ کیا گیا ہو یہاں تک کہ وہ مشورہ لیتے تھے۔

محمد سے مروی ہے کہ میں نے عبیدہ سے دادا کی میراث یا حصے کی کوئی بات پوچھی تو انھوں نے کہا کہ تم اس کی طرف کیا قصد رکھتے ہو، میں نے اس کے بارے میں عمرؓ کے سو فیصلے یاد رکھے ہیں، میں نے کہا (سو میں) سب کے سب عمرؓ کے ہیں۔ تو انھوں نے کہا سب عمرؓ کے ہیں۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور ابوذر سے فرمایا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے، پھر خود ہی فرمایا کہ میں اسے جانتا ہوں، انھوں نے ان تینوں کو اپنی وفات تک مدینے سے نکلنے نہ دیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ بن عفان کو منبر پر کہتے سنا کہ کسی شخص کو اس حدیث کی روایت جائز نہیں جو اس نے نہ ابوبکرؓ کے زمانے میں سنی ہو نہ عمرؓ کے زمانے میں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے میں کوئی مانع نہیں، آگاہ رہو کہ میں آپ کے ان اصحاب میں سے ہوں جو آپ سے حدیث کو خوب یاد رکھنے والے ہیں، آگاہ ہو کہ میں نے

آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے سنا ہے کہ جس نے مجھ پر وہ بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو اس نے اپنی نشستگاہ آگ کی بنالی (یعنے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے)۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

علیؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ مجھے بھیجتے ہیں حالانکہ میں جوان ہوں، ان لوگوں کے درمیان مجھے فیصلہ کرنا ہوگا، حالانکہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ فیصلہ کیا چیز ہے، آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا، پھر فرمایا اے اللہ ان کے قلب کو ہدایت کر اور ان کی زبان کو ثابت کر، قسم ہے اس ذات کی جس نے (زمین سے) دانہ نکالا کہ پھر مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔

۱۰۱ علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا، میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیجتے ہیں جو مجھ سے سوال کریں گے حالانکہ مجھے قضاء (فیصلہ کرنے) کا علم نہیں ہے، آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ اللہ تمہارے قلب کو ہدایت کرے گا اور تمہاری زبان کو ثابت کرے گا، دو لڑنے والے جو تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے سے بھی نہ سن لینا جیسا کہ پہلے سے تم نے سنا، کیونکہ یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے کہ تمہارے لیے اس سے فیصلہ ظاہر ہو جائے۔ میں برابر قاضی رہا (یہ کہا کہ) اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔

علیؓ سے (بہ دوسلسلہ) مروی ہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ مجھے ایسی پرانی اور بڑی قوم کی طرف بھیجتے ہیں جو سن رسیدہ ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ میں صواب کو نہ پہنچوں گا، فرمایا اللہ

تمھاری زبان کو ثابت کرے گا اور تمھارے قلب کو ہدایت کرے گا۔

سلیمان الاحمسی نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے فرمایا کہ کوئی آیت ایسی نہیں نازل ہوئی جو مجھے یہ نہ معلوم ہو کہ کس بارے میں نازل ہوئی کہاں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی میرے رب نے مجھے ایسا قلب عطا کیا ہے جو عقل والا ہے اور ایسی زبان دی ہے جو گویا ہے۔

ابی الطفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے فرمایا کہ مجھ سے کتاب اللہ کو پوچھو کیونکہ اس کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو، ہموار زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

محمد سے مروی ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی کہ علیؓ نے ابو بکرؓ کی بیعت سے تاخیر کی، انھیں ابو بکرؓ ملے تو انھوں نے کہا کہ کیا تم نے میری امارت کو ناپسند کیا، انھوں نے کہا نہیں، میں نے ایک قسم کھائی تھی کہ میں اپنی چادر سوائے نماز کے لیے جانے کے اور کسی ضرورت سے نہ اوڑھوں گا تاوقتیکہ قرآن کو جمع نہ کر لوں، لوگوں نے خیال کیا کہ انھوں نے قرآن کو اس کی تنزیل کے مطابق لکھا ہے، محمد نے کہا کہ اگر یہ تحریر (قرآن) پائی جاتی تو بس یہی ایک علم ہوتا، ابن عون نے کہا کہ میں نے عکرمہ سے اس تحریر کو پوچھا تو وہ اسے نہیں جانتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ علیؓ سے کہا گیا کہ آپ کے لیے کیا تھا کہ آپ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں جب آپ سے پوچھا کرتا تھا تو آپ مجھے بتا دیتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا تو از خود شروع کرتے تھے۔

سماک بن حرب سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ سے سنا کہ وہ ابن عباس سے بیان کرتے تھے کہ جب کوئی ثقہ (معتبر آدمی) ہم سے علیؓ کی جانب سے کوئی فتویٰ بیان کرتا تو ہم اس کے خلاف نہ کرتے۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ بیان کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں

علم قضاء کے سب سے بڑے عالم علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عبد اللہ کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں علم قضاء کے سب سے بڑے عالم علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ علیؓ ہم سب سے زیادہ قضاء کے عالم ہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ بن الخطاب اپنے اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے، مجھے اس کے بارے میں تم لوگ فتویٰ دو، انھوں نے کہا اے امیر المومنین وہ کیا ہے، فرمایا میرے پاس سے ایک جاریہ (لونڈی) گزری، مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی، میں نے اس سے جماع کیا حالانکہ میں روزہ دار تھا، ساری جماعت نے اس کو ان پر گراں سمجھا، علیؓ خاموش رہے، انھوں نے فرمایا اے علیؓ بن ابی طالب تم کیا کہتے ہو، انھوں نے کہا کہ آپ نے حلال کام کیا، ایک دن کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھ لیجئے، انھوں نے کہا تمھارا فتوی سب سے بہتر ہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ اس امرِ مشکل و دشوار سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے جس کے حل کرنے میں ابو حسنؓ نہ ہوں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ نے ہمیں خطبہ سنایا اور کہا کہ علیؓ ہم سب سے زیادہ علم قضاء کے ماہر ہیں، اُبی ہم سب سے زیادہ قرآن کے ماہر ہیں، ہم ان میں سے کچھ اشیاء چھوڑیں گے جو اُبی کہتے ہیں، کیونکہ اُبی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو نہ چھوڑوں گا۔ حالانکہ اُبی کے بعد ایک کتاب نازل ہوئی ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ ہم سب سے زیادہ قضاء کے جاننے والے علیؓ ہیں اور ہم سب سے زیادہ قرآن کے جاننے والے اُبی ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ ہم سب سے زیادہ عالم قضاء علیؓ ہیں اور ہم سب سے زیادہ عالم قرآن اُبی، اور ہم بہت کچھ اُبی کی قرأت کی وجہ سے چھوڑتے ہیں۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ علیؓ ہم سب سے زیادہ فیصلے کے ماہر ہیں اور ابیؓ ہم سب سے زیادہ قرآن کے ماہر ہیں'
عطاء سے مروی کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ علیؓ ہم سب سے زیادہ قضاء کے ماہر ہیں اور ابیؓ ہم سب سے زیادہ قرآن کے عالم ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

۱۰۳
عبداللہ بن دینار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو کچھ آنحضرتؐ سے سنتے تھے اس کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ بھی

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ابی بن کعب و انس و ابو حبہ البدری اور انس سے (ایک اور سلسلے سے) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھیں قرآن سناؤں' بعض رواۃ نے کہا کہ (بجائے قرآن کے) فلاں فلاں سورۃ (فرمایا) انھوں نے کہا کیا میرا وہاں ذکر کیا گیا ہے' بعض رواۃ نے کہا کہ (ابی نے کہا کہ کیا) اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے' آپ نے فرمایا ہاں' ان کی آنکھوں سے خوشی سے آنسو جاری ہو گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فبفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون" (اللہ کے فضل و رحمت سے' پھر اسی سے انھیں خوش ہونا چاہیے جو اس سے بہتر ہے کہ وہ جمع کرتے ہیں)'
انس سے مروی ہے کہ آپ نے انھیں سورہ لم یکن سنائی تھی۔
سائب بن یزید سے مروی ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول پر "اقرا

باسم ربک الذی خلق" نازل کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے حکم دیا ہے کہ میں تمھارے پاس آؤں تاکہ تم اس سورۃ کو سیکھ لو اور اسے حفظ کر لو، ابی بن کعب نے کہا، یا رسول اللہ؟ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میری امت کے سب سے بڑے عالم قرآن ابی بن کعب ہیں۔

ابو فروہ نے کہا کہ میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلی کو کہتے سنا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا ابیؓ ہم سب سے زیادہ عالم قرآن ہیں۔

عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سوال کیا گیا تم لوگ دو قرأتوں میں سے کس کو اولی شمار کرتے ہو، انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کی قرأت کو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر سال رمضان میں ایک مرتبہ قرآن سنایا جاتا تھا سوائے اس سال کے جس میں آپ کی وفات ہوئی، کیونکہ اس رمضان میں آپ کو دو مرتبہ قرآن سنایا گیا، عبداللہ بن مسعود آپ کے پاس حاضر ہوئے اور اس میں سے جو منسوخ ہو گیا یا بدل دیا گیا، وہ انھیں معلوم ہے۔

مسروق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کوئی سورۃ ایسی نہیں نازل ہوئی کہ اس کے متعلق مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس بارے میں نازل کی گئی، اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی شخص کسی ایسے مقام پر مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہے جہاں اونٹ یا سواریاں پہنچائیں گی تو میں اس کے پاس ضرور جاتا۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے ستر سے زائد سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حاصل کیں۔

عبداللہ بن مسعود سے (بہ دو سلسلہ) مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے کہا کہ میں آپ کو کیسے سناؤں، حالانکہ آپ ہی پر نازل کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں سننا چاہتا ہوں۔ (وہب نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ) میں چاہتا ہوں کہ اسے اپنے سوا کسی اور سے بھی سنوں، میں نے آپ کو سورۃ النساء سنائی یہاں تک کہ جب میں ان آیات پر پہنچا "فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا" (پھر اس وقت کیونکر ہوگا جب ہم ہر امت کا گواہ لائیں گے اور آپ کو ان گواہوں پر گواہ لائیں گے) (صرف ابونعیم نے اپنی حدیث میں کہا کہ) آپ نے مجھے فرمایا کہ اتنا سنانا تمھیں کافی ہے (اور دونوں سلسلے کے راویوں نے کہا کہ) پھر میں نے آپ کی طرف دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھیں، آپ نے فرمایا کہ جسے یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی تازہ قرأت کرے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے تو اسے اس کو ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) کی قرأت میں پڑھنا چاہیے۔

مسروق سے مروی ہے کہ گویا میں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوں، میں نے انھیں مثل حوض کے پایا، ایک حوض وہ ہے جو ایک آدمی کو سیراب کرتا ہے، ایک حوض وہ ہے جو دو آدمی کو سیراب کرتا ہے، ایک حوض وہ ہے جو دس کو سیراب کرتا ہے، ایک حوض وہ ہے جو سو کو سیراب کرتا ہے، ایک حوض وہ ہے کہ اگر اس پر تمام زمین کے باشندے اتر آئیں تو وہ انھیں بھی سیراب کردے، میں نے عبداللہ بن مسعود کو اسی قسم کے حوض کے مثل پایا (جو روئے زمین کو سیراب کردے)۔

ابوالاحوص سے مروی ہے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت (یا راوی نے یہ کہا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب ابوموسیٰ کے مکان میں قرآن کا دور کر رہے تھے، عبداللہ بن مسعود کھڑے ہوئے اور باہر گئے تو ابومسعود نے کہا کہ جو کچھ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اسے یہ شخص جو باہر چلا گیا ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہے، جو یہاں رہ گئے

۱۰ اور جو دوسرے مقام پر ہیں، ابو موسیٰ نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو جب ہم لوگ پوشیدہ ہو جائیں گے تو اس کی بات سنی جائے گی اور جب ہم لوگ غائب ہوں گے تو وہ موجود ہوگا۔

ابو عمرو شیبانی سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ تم لوگ مجھ سے نہ پوچھا کرو جب تک یہ علامہ تم میں ہیں، یعنی ابن مسعودؓ۔

ابو عطیہ الہمدانی سے مروی ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور ایک مسئلہ پوچھا، انھوں نے فرمایا کہ تم نے میرے سوا کسی اور سے بھی اس کو پوچھا ہے، اس نے کہا ہاں ابو موسیٰ سے پوچھا ہے، اس نے انھیں ان کے قول کی اطلاع دی تو عبد اللہ نے اس شخص کی مخالفت کی اور کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ مجھ سے کچھ دریافت نہ کرو جب تک کہ یہ علامہ تمھارے درمیان ہیں۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ میں نے ستر سورتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سیکھیں جن میں کوئی میرا شریک نہیں،

شقیق بن سلمہ سے مروی ہے کہ جس وقت قراتوں کے متعلق جو حکم دیا گیا وہ دیا گیا تو عبد اللہ بن مسعود نے ہمیں خطبہ سنایا، انھوں نے غلول (خیانت) کا ذکر کیا اور کہا کہ "ومن یغلل یأت بما غل یوم القیامۃ" (جو شخص خیانت کرے گا تو جس چیز کی اس نے خیانت کی ہے اسے قیامت میں وہ لائے گا)، لوگوں نے قرآنوں میں خیانت کی ہے، مجھے اپنے محبوب کی قرأت پر پڑھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں زید بن ثابت کی قرأت پر پڑھوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ستر سے زائد سورتیں حاصل کی ہیں کہ زید بن ثابت اتنے بچے تھے کہ ان کے دو گیسو تھے، اور ڈاڑھی نہ تھی اور بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے،

پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر میں کسی ایسے شخص کو جانتا جو کتاب اللہ کا مجھ سے زیادہ عالم ہو اور وہ ایسے مقام پر ہوتا کہ اس کے پاس اونٹ پہنچا تا تو میں ضرور اس کے پاس جاتا پھر

عبداللہ بن مسعود چلے گئے، شقیق نے کہا کہ میں مختلف حلقوں میں بیٹھا جن میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم تھے مگر میں نے کسی کو ابن مسعود کے قول کی تردید کرتے نہیں سنا۔

زید بن وہب سے مروی ہے کہ ایک روز عبداللہ اس حالت میں آئے کہ عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے، جب انھوں نے ان کو آتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ ایک صندوق ہے جو فقہ سے بھرا ہوا ہے، اعمش نے بجائے فقہ کے علم کہا۔

اسد بن وداعہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابن مسعود کا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ ایک صندوق ہیں جو علم سے بھرا ہوا ہے، جن کی وجہ سے میں نے اہل قادسیہ کا اکرام کیا ہے،

ابو موسیٰ اشعری

عائشہؓ سے (بہ وسلسلہ) اور عبداللہ بن بریدہ کے والد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری کی قرأت سنی اور فرمایا کہ ان کو آل داؤدؑ کے مزامیر (باجوں) میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ ۱۰۶

انس سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ اشعری ایک رات کو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ازواجؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی، وہ بڑے خوش آواز تھے، وہ کھڑی سنتی رہیں، جب صبح ہو گئی تو، ابو موسیٰ سے کہا گیا کہ ازواج سن رہی تھیں، انھوں نے کہا کہ اگر مجھے علم ہوتا تو میں ضرور تم کو (تم عورتوں کو) اور اچھی طرح سناتا اور تم (عورتوں) کو مزید شوق دلاتا (راوی) حماد نے کہا کہ میں تم (مردوں) کو اور اچھی طرح سناتا اور تم (مردوں) کو مزید شوق دلاتا۔

انس سے مروی ہے کہ مجھے اشعری نے عمرؓ کے پاس بھیجا، عمرؓ نے کہا کہ تم نے اشعری کو کس حالت میں چھوڑا، میں نے کہا کہ انھیں اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن پڑھا رہے تھے آپ نے فرمایا، دیکھو وہ عقیل و فہیم

ہیں، مگر یہ بات انھیں نہ سنانا، پھر مجھ سے فرمایا کہ تم نے اعراب کو کس حالت میں چھوڑا، میں نے کہا اشعریوں کو؟ انھوں نے کہا نہیں، بلکہ اہل بصرہ کو میں نے کہا دیکھئے اگر وہ یہ بات (یعنی اعراب کہنا) سن لیں تو انھیں ضرور ناگوار ہو، انھیں خبر نہ کرنا کیونکہ وہ اعرب (دیہاتی) ہیں، مگر یہ کہ اللہ کوئی ایسا آدمی عطا کرے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو،

سلیمان یا کسی اور سے مروی ہے کہ وہ ابو موسیٰ کے کلام کو اس قصائی سے تشبیہ دیتے تھے جو ہڈی کا جوڑ معلوم کرنے میں خطا نہیں کرتا،

قتادہ سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ قاضی کو مناسب نہیں کہ وہ فیصلہ کرے تاوقتیکہ اسے حق اتنا واضح نہ ہو جائے جیسا کہ رات دن سے ظاہر ہو جاتی ہے، عمرؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا ابو موسیٰ نے سچ کہا۔

متفرق مشائخ

ابو البختری سے مروی ہے کہ ہم علیؓ کے پاس آئے اور ان سے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ان میں سے کس کا حال، ہم نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کا حال بیان کیجئے، انھوں نے کہا کہ وہ حدیث و قرآن کے عالم ہوئے، اس علم کی انتہا کو پہنچے اور انھیں یہ علم کافی تھا۔

ہم نے کہا کہ ابو موسیٰ کا حال بیان کیجئے تو کہا کہ وہ کافی طور پر علم میں رنگے ہوئے تھے، پھر وہ اس رنگ سے باہر ہو گئے۔

ہم نے کہا کہ عمار بن یاسر کا حال بیان کیجئے تو فرمایا کہ وہ مومن تھے جو بھول گئے جب یاد دلایا گیا تو یاد کر لیا،

ہم نے کہا کہ حذیفہ کا حال بیان کیجئے تو کہا کہ اصحاب محمدؐ میں سب سے زیادہ منافقین کا علم رکھنے والے تھے،

ہم نے کہا کہ ابو ذر کا حال بیان کیجئے تو کہا کہ انھوں نے علم کو یاد کیا پھر اس میں عاجز ہو گئے،

ہم نے کہا کہ سلمان کا حال بتائیے تو کہا کہ انھوں نے علم اول و علم آخر کو پایا،

وہ ایک ایسے دریا کے مانند تھے جس کی گہرائی کو ہم اہل بیتؑ میں سے بھی کوئی نہیں پا سکتا۔

ہم نے کہا: اے امیر المومنین آپ اپنا حال بھی بیان کیجئے، فرمایا: میرا حال تم پوچھتے ہو، میرا حال یہ ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تھا تو مجھے عطا ہوتا تھا اور جب میں خاموش رہتا تھا تو از خود میرے ساتھ ابتدا کی جاتی تھی۔

قتادہ و ابن سیرین سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو درداء عویمر سے فرمایا کہ سلمان تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

ابو صالح نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ سلمان کو ان کی ماں روئے کہ وہ علم سے شکم سیر کر دیے گئے ہیں۔

معاذ بن جَبَل رحمہ اللہ

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بقدر فاصلۂ حد نظر معاذ بن جبل علماء کے آگے آئیں گے۔

ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بقدر حد نظر علما کے آگے ہوں گے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بن جبل کے لیے علماء کے آگے علیحدہ جگہ ہو گی۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن معاذ بن جبل بقدر حد نظر علماء کے آگے ہوں گے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ حلال و حرام کا علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں۔

معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یمن بھیجا تو فرمایا: اگر تمھارے سامنے کوئی قضیہ پیش کیا گیا تو تم کس چیز (قانون) سے فیصلہ کروگے، انھوں نے کہا کہ جو کتاب اللہ میں ہے میں اس کے موافق فیصلہ کروں گا، آپ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو؟ انھوں نے کہا کہ جو رسولؐ نے فیصلہ کیا اس کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ نے فرمایا اگر وہ (قضیہ) ان میں سے نہ ہو جس کا رسولؐ نے فیصلہ کیا؟ انھوں نے کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا، پھر آپ نے میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہؐ کے قاصد کو اس امر کی توفیق دی جس سے رسول اللہؐ راضی ہیں۔ ۱۰۸

مجاہد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین روانہ ہوئے تو آپ نے معاذ بن جبل کو مکے میں چھوڑ دیا تاکہ وہ اہل مکہ کو فقہ کی تعلیم دیں اور انھیں قرآن پڑھائیں۔

موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے الجابیہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص فقہ کو پوچھنا چاہے وہ معاذ بن جبل کے پاس آئے۔

ایوب بن نعمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ جس وقت معاذ بن جبل شام روانہ ہوگئے تو عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ ان کی روانگی نے مدینے و اہل مدینہ کو فقہ میں اور جن امور میں وہ ان کو فتوی دیا کرتے تھے محتاج بنا دیا، حالانکہ میں نے ابوبکرؓ رحمۃ اللہ سے لوگوں کو ان کا حاجتمند ہونے کی وجہ سے کہا تھا کہ وہ انھیں روک لیں، مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ جس شخص نے جہاد کا ارادہ کیا اور جو شہادت چاہتا ہے تو میں اسے نہیں روکوں گا میں نے کہا کہ واللہ آدمی کو شہادت عطا کر دی جاتی ہے حالانکہ وہ اپنے گھر میں اپنے بستر پر ہوتا ہے، جو اپنے شہر سے پورا بے نیاز ہوتا ہے، کعب بن مالک نے کہا کہ معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کی حیات میں ہی مدینے میں فتوی دیا کرتے تھے۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ قیامت کے روز جب

علماء حاضر ہوں گے تو معاذ بن جبل بقدر پتھر پھینکنے کی جگہ کے ان کے آگے ہوں گے۔
عامر سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ معاذ اس آیت کے مصداق تھے "کان امۃ قانتاللہ حنیفا ولم یک من المشرکین" (وہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے) ایک شخص نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ اس آیت کے مطلب و مصداق کو بھول گئے، یہ تو حضرت ابراہیمؑ کی شان میں ہے، انھوں نے کہا "نہیں، ہم انھیں ابراہیمؑ سے تشبیہ دیتے تھے، امت وہ شخص ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم کرے اور قانت وہ ہے جو فرمانبردار ہو"
فروۃ بن نوفل اشجعی سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ معاذ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے، میں نے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن نے غلطی کی، اللہ نے تو ابراہیمؑ ہی کو کہا کہ وہ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے، علیؓ نے اسے پھر دہرایا اور کہا کہ معاذ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے، میں سمجھ گیا کہ انھوں نے یہ امر قصداً کیا، اس لیے خاموش ہو گیا، انھوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ "امۃ" کیا ہے اور "قانت" کیا ہے، میں نے کہا اللہ زیادہ جانتا ہے، انھوں نے کہا کہ امۃ وہ ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اور قانت وہ ہے جو اللہ کا اور اس کے رسول کا مطیع ہو، اور معاذ بھی ایسے ہی تھے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول کے مطیع تھے۔
مسروق سے مروی ہے کہ ہم لوگ ابن مسعود کے پاس تھے، انھوں نے کہا کہ معاذ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے، فروہ بن نوفل نے ان سے کہا کہ ابوعبدالرحمٰن بھول گئے، آپ کی مراد ابراہیمؑ ہیں، انھوں نے کہا: کیا تم نے مجھے ابراہیمؑ کا ذکر کرتے سنا؟ ہم تو معاذ کو ابراہیمؑ سے تشبیہ دیتے ہیں، یا انھیں ان کے ساتھ تشبیہ دی جاتی تھی ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ "امۃ" کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ وہ شخص ہے جو

۱۰۹

لوگوں کو خیر کی تعلیم دے اور قانت وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع ہو'

ابو الاحوص سے مروی ہے کہ ایک روز ابن مسعود اپنے اصحاب سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ معاذ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے' ایک شخص نے کہا اے ابو عبد الرحمن' ابراہیمؑ ایسے پیشوا تھے جو مطیع تھے' اس شخص نے یہ گمان کیا کہ ابن مسعود کو وہم ہو گیا' ابن مسعود نے کہا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ امۃ کیا ہے' لوگوں نے کہا (بتائیے) امت کیا ہے' انھوں نے کہا وہ ہے جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دے' پھر انھوں نے کہا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ قانت کیا ہے' لوگوں نے کہا "نہیں" تو انھوں نے کہا کہ قانت وہ ہے' جو اللہ کا مطیع ہو'

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ ہم سے دونوں عاقلوں کا حال بیان کرو' کہا جاتا تھا کہ دونوں عاقل کون ہیں' تو وہ کہتے تھے کہ معاذ اور ابو الدرداء۔

عمش سے مروی ہے کہ معاذ نے کہا کہ علم کو حاصل کرو جس طرح سے وہ تمھارے پاس آئے۔

اصحاب جناب رسالتمابؐ جو اہل علم و فتویٰ تھے

عبد الرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکر صدیقؓ کو جب کوئی ایسا امر پیش آتا جس میں وہ اہل الرائے اور اہل علم کا مشورہ لینا چاہتے اور مہاجرین و انصار کے آدمیوں کو بلاتے تو وہ عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ' عبد الرحمن بن عوف' معاذ بن جبل' ابی بن کعب اور زید بن ثابت کو بھی بلاتے تھے' یہ لوگ ابو بکرؓ کی خلافت میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور لوگوں کا فتویٰ صرف انھیں لوگوں کے پاس جاتا تھا' ابو بکرؓ اسی حالت پر گذر گئے' عمرؓ والی ہوئے وہ بھی اسی جماعت کو بلاتے تھے' جب وہ خلیفہ تھے تو فتویٰ عثمانؓ و ابی و زید

کے پاس جاتا تھا۔

محمد بن سہل بن ابی حیثمہ نے اپنے والد سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ فتویٰ دیتے تھے وہ تین آدمی مہاجرین کے تھے اور تین انصار کے، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ، اور ابی بن کعب، معاذ بن جبل و زید بن ثابت۔

عبداللہ بن دینار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کو اپنی خلافت میں جب کوئی امر شدید پیش آتا تھا تو وہ اہل شوریٰ انصار، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت سے مشورہ طلب کرتے تھے۔

المسور بن المخرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کا علم چھ شخصوں تک ختم ہوتا تھا، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت، (یعنے ہر شخص کو انھیں چھ سے علم حاصل ہوا)۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی خوشبو حاصل کی تو میں نے ان کے علم کی انتہا چھ پر پائی، عمرؓ، علیؓ، عبداللہؓ، معاذ، ابو الدرداء اور زید بن ثابت، پھر میں نے ان کے علم کی خوشبو حاصل کی تو مجھے ان کے علم کی انتہا علیؓ و عبداللہ پر ملی۔

عامر سے مروی ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ علما ہوئے، عمرؓ، عبداللہؓ، زید بن ثابتؓ، جب عمرؓ کوئی بات کہتے تھے اور یہ دونوں بھی کوئی بات کہتے تھے تو ان دونوں کا قول ان کے قول کے تابع ہوتا تھا، اور علیؓ، ابی بن کعبؓ، ابو موسیٰؓ اشعری جب علیؓ کوئی بات کہتے تھے اور یہ دونوں بھی کوئی بات کہتے تھے تو ان دونوں کا قول علیؓ کے تابع ہوتا تھا۔

مسروق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے عمرؓ، علیؓ، ابن مسعود، زید، ابی بن کعب اور ابو موسیٰ اشعری صاحب فتویٰ تھے۔

عامر سے مروی ہے کہ اس امت کے قاضی چار ہیں، عمرؓ، علیؓ، زید، ابو موسیٰ اشعری، اور اس امت کے عقلاء چار ہیں، عمروؓ بن العاص، معاویہ بن ابی سفیان و مغیرہ بن شعبہ و زیاد۔

عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ چار آدمیوں سے قرآن حاصل کرو: عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل و سالم مولائے ابی حذیفہ۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب مہاجرین اولین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے مکے سے مدینے آئے تو وہ العصبہ میں اترے، العصبہ قبا کے قریب ہے، ابوحذیفہ کے مولی سالم ان کی امامت کرتے تھے، اس لیے کہ وہ ان سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے، عبداللہ بن نمیر نے اپنی حدیث میں کہا کہ ان مہاجرین اولین میں عمرؓ بن الخطاب و ابوسلمہ بن عبدالاسد بھی تھے۔

عبداللہ بن سلام

یزید بن عمیرہ السکسکی سے جو معاذ کے شاگرد تھے مروی ہے کہ معاذ نے انھیں حکم دیا کہ وہ چار سے طلب علم کریں، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن سلام، سلمان فارسی اور عویمر ابوالدرداء سے۔

معاذ سے بھی اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

معبد الجہنی سے مروی ہے کہ ایک شخص تھے جن کا نام یزید بن عمیرہ السکسکی تھا وہ معاذ بن جبل کے شاگرد تھے، انھوں نے بیان کیا کہ جب معاذ بن جبل کا وقت وفات آیا تو یزید ان کے سرہانے بیٹھے رو رہے تھے ان کی طرف معاذ نے دیکھا اور کہا کہ تمھیں کیا چیز رلاتی ہے، یزید نے کہا کہ دیکھیے میں اس دنیا کے لیے نہیں روتا جو مجھے آپ سے پہنچتی تھی، میں اس علم کے لیے روتا ہوں جو مجھ سے فوت ہو گیا، معاذ نے ان سے کہا کہ علم جیسا تھا گیا نہیں، میرے بعد تم چار آدمیوں سے علم حاصل کرنا، عبداللہ بن مسعود سے اور عبداللہ بن سلام سے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ان دس آدمیوں کے دسویں ہیں جو جنت میں ہوں گے، اور عمرؓ سے، لیکن عمرؓ کو تمھارے لیے فرصت نہ ہوگی، اور سلمان فارسی سے،

معاذ کی وفات ہوگئی اور یزید کوفے میں آگئے' وہ عبداللہ بن مسعود کی مجلس میں آئے' ان سے ملے تو ابن مسعود نے کہا کہ معاذ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے' ان کے اصحاب نے کہا کہ ابراہیمؑ ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے' ابن مسعود نے کہا کہ معاذ بن جبل ایسے پیشوا تھے جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے مطیع تھے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ "ومن عندہ علم الکتاب" (اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے) انھوں نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ بن سلام ہے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ "وشہد شاہد من بنی اسرائیل علی مثلہ" (اس قسم کی بات پر بنی اسرائیل کے ایک شاہد نے شہادت دی)' انھوں نے کہا کہ اس شاہد کا نام عبداللہ بن سلام ہے۔

عطیہ سے اللہ کے اس قول میں مروی ہے کہ "ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل" (اسے بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں)' انھوں نے کہا کہ وہ علمائے بنی اسرائیل پانچ تھے جن میں عبداللہ بن سلام' ابن یامین' ثعلبہ بن قیس اسد و اسید تھے۔ ۱۱۲

ابو ذرؓ

زاذان سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے ابو ذر کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ انھوں نے علم کو حفظ کیا جس میں وہ عاجز رہے' وہ بخیل و حریص تھے' اپنے دین پر بخیل تھے اور علم پر حریص تھے' وہ بکثرت سوال کیا کرتے تھے۔ انھیں علم عطا ہوتا تھا' اور انھیں روک دیا جاتا تھا' دیکھو' ان کے ظرف میں ان کے لیے بھر اگیا یہاں تک کہ وہ بھر گئے' مگر ان لوگوں کو یہ نہ معلوم ہوا کہ اس قول سے آپ کی مراد کیا ہے کہ "وعی علما عجز فیہ" (انھوں نے علم کو حفظ کیا جس میں وہ عاجز رہے)' آیا وہ اس کے ظاہر کرنے سے عاجز رہے' یا اس علم سے عاجز

رہے جو ان کے پاس تھا، یا اس علم کی طلب سے عاجز رہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا گیا۔

مرثد یا ابن مرثد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں ابوذر غفاری کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ کیا آپ کو امیر المومنین نے فتویٰ دینے سے منع نہیں کیا؟ ابوذر نے کہا: واللہ اگر تم لوگ تلوار اس پر (اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) رکھ دو، اس بات پر کہ میں اس کلمے کو ترک کر دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میں ضرور اسے پہنچا دوں گا، قبل اس کے کہ ایسا ہو (یعنے حلق پر تلوار چلے)۔

ابوذر سے مروی ہے کہ ہم نے اس حالت میں (یعنے اس قدر جلد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر دیا (یعنے آپ بذریعۂ وفات ہم سے جدا ہو گئے) کہ کوئی پرندہ آسمان پر اپنے پر بھی نہ پھڑپھڑانے پایا تھا کہ ہم نے آپ سے علم یاد کر لیا۔

عہد نبوی کے جامعان قرآن

شعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھ شخصوں نے قرآن جمع کیا۔ ابی بن کعبؓ، معاذ بن جبلؓ، ابوالدرداءؓ، زید بن ثابتؓ، سعدؓ، اور ابو زیدؓ، اور مجمع بن جاریہ نے صرف دو یا تین سورتوں کے علاوہ پورا قرآن جمع کیا، ابن مسعود نے ستر سے زائد سورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیں اور بقیہ قرآن انھوں نے مجمع سے سیکھا۔

۱۱۳ عامر الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انصار کے چھ شخصوں نے قرآن جمع کیا، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوالدرداء، ابو زید اور سعد بن عبید نے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مجمع بن جاریہ کو ایک یا دو سورت باقی رہ گئی تھی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

ابی بن کعب، زید بن ثابت، عثمانؓ بن عفان اور تمیم الداری نے قرآن جمع کیا۔

قرۃ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے قتادہ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید نے قرآن پڑھا، میں نے کہا کہ کون ابو زید، تو انھوں نے کہا کہ انس کے چچاؤں میں سے۔

محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ آپ کے اصحابؓ میں سے سوائے چار کے جو سب کے سب انصار میں سے تھے کسی نے قرآن جمع نہیں کیا تھا، پانچویں میں اختلاف کیا جاتا ہے، انصار کے وہ لوگ جنھوں نے اس کو جمع کیا زید بن ثابت، ابو زید معاذ بن جبل اور ابی بن کعب ہیں، وہ شخص جن میں اختلاف ہے، تمیم الداری ہیں،

قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے انس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قران کس نے جمع کیا، انھوں نے کہا کہ چار نے جو سب انصار میں سے تھے، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ایک اور انصاری نے جن کا نام ابو زید تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار نے قرآن حاصل کیا، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پانچ انصاریوں نے قرآن جمع کیا، معاذ بن جبل عبادہ بن الصامت، ابی بن کعب، ابو ایوب اور ابو الدرداء،

محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید نے، دو آدمیوں میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ عثمانؓ و تمیم الداری ہیں اور بعض نے کہا کہ عثمانؓ و ابو الدرداء ہیں۔

ابن سیرین مولائے قریش سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے عمرؓ کی خلافت میں قرآن جمع کیا۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ پانچ انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانے میں قرآن جمع کیا، معاذ بن جبل، عبادہ بن صامت، ابی بن کعب، ابوایوب اور ابوالدرداء نے، جب عمرؓ بن الخطاب کا زمانہ ہوا تو انھیں یزید بن ابی سفیان نے لکھا کہ اہل شام اس قدر زیادہ ہو گئے اور ان کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ انھوں نے شہروں کو بھر دیا، انھیں ایک ایسے شخص کی حاجت ہے جو قرآن کی تعلیم دے اور فقہ سکھائے، لہٰذا اے امیر المومنین میری ایسے آدمیوں سے مدد کیجئے جو ان لوگوں کو تعلیم دیں، عمرؓ نے انھیں پانچ (مذکورۂ بالا) آدمیوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ مجھ سے تمھارے برادران اہل شام نے ایسے لوگوں کی مدد مانگی ہے جو انھیں قرآن کی تعلیم دیں اور علم دین سکھائیں تم اپنے میں سے تین سے میری مدد کرو، اللہ تم پر رحمت کرے، اگر تم لوگ قبول کرو تو آپس میں قرعہ ڈال لو اور اگر تم میں سے تین آدمی بغیر قرعے کے قبول کر لیں تو وہ روانہ ہو جائیں انھوں نے کہا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ باہم قرعہ ڈالیں ابوایوب تو بہت بوڑھے ہیں، اور ابی بن کعب بیمار ہیں، معاذ اور عبادہ اور ابوالدرداء روانہ ہوئے عمرؓ نے کہا کہ حمص سے شروع کرو، کیونکہ وہاں تم لوگوں کو مختلف وجوہ پر پاؤ گے ان میں کوئی ایسا ہو گا جو سیکھ لے گا، جب تم دیکھنا کہ اس نے سیکھ لیا تو اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت کو بھیجنا، پھر جب تم ان لوگوں سے مطمئن ہو جاؤ تو وہاں تم میں سے صرف ایک آدمی قیام کرے، ایک دمشق روانہ ہو جائے اور دوسرا فلسطین، وہ لوگ حمص آئے، وہاں رہے، جب وہ مطمئن ہو گئے تو عبادہ وہیں مقیم ہو گئے، ابوالدرداء دمشق روانہ ہو گئے اور معاذ فلسطین، معاذ عمواس کے سال طاعون میں وفات پا گئے، عبادہ بعد کو فلسطین چلے گئے اور وہیں وفات پائی، لیکن ابوالدرداء اپنی وفات تک برابر دمشق ہی میں رہے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ ابودرداء نے فرمایا کہ عالم نہیں ہوتا جب تک متعلم (طالب علم) نہ ہو، اور عالم نہیں ہوتا تاوقتیکہ علم پر عامل نہ ہو۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ ابودرداء کہا کرتے تھے کہ تم اس وقت تک پورے فقیہ (عالم) ہرگز نہ ہو گے تاوقتیکہ تم قرآن کے مختلف وجوہ نہ دیکھو۔

معاویہ بن قرہ سے مروی ہے کہ ابوالدرداء نے فرمایا علم حاصل کرو

اگر تم اس سے عاجز ہو تو کم از کم اہل علم سے محبت ہی کرو، اور اگر تم ان سے محبت نہ کرو تو کم از کم ان سے نفرت نہ کرو۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ ابوالدرداء نے فرمایا کہ جو علم میں بڑھ گیا وہ درد میں بڑھ گیا۔

یحییٰ بن عباد نے اپنی حدیث میں کہا کہ سب سے زیادہ خوفناک چیز جس سے میں ڈرتا ہوں یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کہا جائے کہ تم عالم تھے اور میں کہوں ہاں، پھر کہا جائے تو تمھیں جو کچھ علم تھا اس کے مطابق تم نے کیا عمل کیا۔

قاسم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابوالدرداء ان لوگوں میں سے تھے جنھیں علم عطا کیا گیا۔ ۱۱۵

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ معاویہ نے کہا کہ دیکھو خبردار ابوالدرداء حکماء میں سے ایک ہیں، دیکھو خبردار عمرو بن العاص بھی حکماء میں سے ایک ہیں، دیکھو خبردار کعب احبار علماء میں سے ایک ہیں، کہ ان کے پاس پھلوں کی طرح علم تھا، اگرچہ ہم لوگ ان کے معاملے میں کوتاہی کرنے والے تھے۔

زید بن ثابت

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس غیر زبان میں لوگوں کے خطوط آتے ہیں، میں پسند نہیں کرتا کہ انھیں کوئی اور پڑھے، کیا تم سے ممکن ہے کہ تم خطِ عبرانی یا فرمایا سریانی سیکھ لو، میں نے کہا ہاں پھر میں نے اسے سترہ شب میں سیکھ لیا۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ تم یہود کی تحریر سیکھ لو، کیونکہ واللہ میں اپنے خط پر یہود سے مطمئن نہیں ہوں پھر میں نے اسے نصف ماہ سے بھی کم مدت میں سیکھ لیا۔

زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آیا کہ آپ اپنی ضروریات لکھا رہے تھے، آپ نے فرمایا قلم اپنے کان پر رکھ لو کیونکہ زید لکھوانے کے لیے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سب سے زیادہ فرائض کے عالم زید ہیں۔

انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے زید بن ثابت ہیں،

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عمرؓ و عثمانؓ قضاء و فتویٰ و فرائض و قرأت میں زید بن ثابت پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔

موسیٰ بن علیؔ بن رباح نے اپنے والد سے روایت کی کہ جابیہ میں عمرؓ ابن الخطاب نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص فرائض (مسائل ترکہ و میراث) پوچھنا چاہے وہ زید بن ثابت کے پاس آئے۔

نافع سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے زید بن ثابت کو قضاء پر عامل بنایا اور ان کے لیے تنخواہ مقرر کی۔

116 عبد الرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ ہر سفر میں زید بن ثابت کو خلیفہ بناتے تھے، یا راوی نے یہ کہا کہ جس سفر کا آپ ارادہ کرتے تھے، عمرؓ لوگوں کو شہروں میں بھیجا کرتے تھے، اور زید کو امور مہمہ میں بھیجا کرتے تھے، عمرؓ کے پاس نامزد لوگ بلائے جاتے تھے، پھر ان سے زید بن ثابت کو بھی کہا جاتا تھا، تو کہتے تھے کہ زید کا مرتبہ میرے نزدیک کم نہیں ہوا لیکن اہل شہر ان امور میں زید کے محتاج ہیں جو انھیں پیش آتے ہیں، وہ جو کچھ زید کے پاس پاتے ہیں کسی اور کے پاس نہیں پاتے۔

قبیصہ بن ذؤیب بن حلحلہ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت مدینے میں عمرؓ و عثمانؓ کے زمانے میں اور علیؓ کے زمانے میں قضاء و فتوے و فرائض و قرأت کے رئیس رہے اس کے بعد (یعنے علیؓ کے ترک مدینہ کے بعد) پانچ سال تک رہے سنہ ۴۰ھ میں معاویہ والی ہوئے تو بھی وہ اسی طرح رہے، یہاں تک کہ سنہ ۴۵ھ میں زید کی وفات ہوگئی۔

شعبی سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے زید بن ثابت کے لیے رکاب پکڑلی اور کہا کہ اسی طرح علماء اور بزرگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے،

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے زید بن ثابت کے لیے رکاب پکڑلی، انھوں نے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے کنارے ہٹو، تو انھوں نے کہا کہ ہم اسی طرح اپنے علماء اور اپنے بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا، اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا تو زید بن ثابت مضبوط علم والوں میں نکلے۔

بُکَیر بن عبد اللہ بن الاشج سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے جو کچھ قضاء کا علم حاصل کیا یا جس سے وہ فتوی دیا کرتے تھے اس کا اکثر حصہ زید بن ثابت سے تھا، بہت کم ایسا ہوا کہ کوئی مقدمہ یا بڑا فتوی ابن المسیب کے پاس آئے جسے ان اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بیان کیا جائے جو مدینے سے باہر تھے کہ انھوں نے یہ نہ کہا ہو کہ زید بن ثابت اس کے بعد کہاں ہیں، کیونکہ وہ معاملات قضا میں جو ان کے سامنے آئیں سب سے زیادہ عالم ہیں اور وہ سب سے زیادہ ان معاملات میں بصیرت رکھنے والے ہیں جو ان کے پاس آتے ہیں جن میں کچھ (فیصلہ کسی اور کا) سنا نہیں گیا، ابن المسیب کہتے تھے کہ مجھے زید بن ثابت کا کوئی ایسا قول نہیں معلوم جس پر مشرق و مغرب میں اجماع کرکے عمل نہ کیا جائے یا اس پر اہل مصر عمل نہ کریں ہمارے پاس ان کے سوا اور لوگوں سے احادیث و علم آتا ہے جن پر میں نے نہ اور لوگوں کو عمل کرتے دیکھا اور نہ ان کو جو ان کے درمیان ہیں۔

۱۱۷ سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جس روز زید بن ثابت کا انتقال ہوا ہم ابن عمرؓ کے ہمراہ تھے، میں نے کہا کہ آج انسانوں کا عالم مرگیا، ابن عمرؓ نے کہا آج اللہ ان پر رحمت کرے، وہ عمرؓ کی خلافت میں لوگوں کے عالم اور اس (خلافت) کے علامہ تھے، عمرؓ نے عالم لوگوں کو شہروں میں منتشر کردیا تھا انھیں اپنی رائے سے فتوی دینے کو منع کردیا تھا، اور زید بن ثابت مدینے ہی

میں بیٹھ کر اہل مدینہ کو اور ان کے علاوہ آنے والوں کو فتوی دیتے رہے۔
شعبی سے مروی ہے کہ مروان نے ایک شخص کو زید بن ثابت کے لیے پس پردہ بٹھایا پھر اس نے اسے بلایا، وہ بیٹھ کر زید سے سوال کر رہا تھا اور لوگ لکھ رہے تھے، زید نے ان لوگوں کو دیکھا اور کہا کہ اے مروان میرا عذر قبول کر، میں صرف اپنی رائے سے کہتا ہوں۔
عوف نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ جب زید بن ثابت دفن کیے گئے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ اس طرح علم جاتا ہے، انھوں نے اپنے ہاتھ سے ان کی قبر کی طرف اشارہ کیا، وہ آدمی مرجاتا ہے جو کسی ایسی شے کا عالم ہوتا ہے کہ اس کے سوا دوسرا اس کا عالم نہیں ہوتا تو جو علم اس کے ساتھ تھا وہ چلا جاتا ہے۔
قتادہ سے مروی ہے کہ جب زید بن ثابت کا انتقال ہوا اور وہ دفن کردیے گئے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ اس طرح علم جاتا ہے،
عمار بن ابی عمار سے مروی ہے کہ جب زید بن ثابت کا انتقال ہوا تو ہم لوگ قصر کے سایہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھ گئے، انھوں نے کہا کہ علم اس طرح جاتا ہے، آج بہت سا علم دفن کردیا گیا۔
یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جس وقت زید بن ثابت کا انتقال ہوا تو ابوہریرہ نے کہا کہ آج اس امت کا علامہ مرگیا، شاید اللہ ابن عباسؓ کو ان کا جانشین کردے۔

ابوہریرہ

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنا کپڑا پھیلاؤ میں نے اسے پھیلا دیا، پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن بھر حدیث بیان فرمائی، میں نے اپنا کپڑا اپنے پیٹ کی طرف سمیٹ لیا،

میں اس میں سے کچھ نہ بھولا جو آپ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی تھی۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ سے بہت سی حدیثیں سنیں مگر انھیں بھول گیا، آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اسے پھیلا دیا، پھر آپ نے اس میں اپنے ہاتھ سے پانی چھڑک دیا اور فرمایا اوڑھ لو میں نے وہ اوڑھ لی، اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا،

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو برتن محفوظ کر لیے ہیں، ان میں سے ایک کو میں نے پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ نرخرہ کاٹ دیا جائے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ نے حدیث کی کثرت کردی، واللہ اگر کتاب اللہ عزوجل میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا، پھر وہ یہ آیت پڑھتے تھے "اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی" (وہ لوگ جو ان دلائل کو اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کیں) یہاں تک کہ وہ آیت کے اس حصے تک پہنچتے تھے "فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ" (یہ وہ لوگ ہیں جن سے میں درگزر کروں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں) پھر کہتے تھے کہ ان دونوں کا حال یہ ہے کہ ہمارے برادران مہاجرین کو بازاروں کی آمد و رفت نے مشغول کر لیا تھا، ہمارے برادران انصار کو اپنے مالی کاموں نے مشغول کر لیا تھا، ابوہریرہ صرف اپنی شکم پری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، وہ ایسی باتیں سنتے تھے جو دوسرے لوگ نہیں سنتے تھے اور وہ ایسی باتیں یاد کر لیتے تھے جو اور لوگ نہیں یاد کرتے تھے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی جنازے پر حاضر ہو گا تو اس کے لیے ایک قیراط ہے (قیراط دینار کا ایک حصہ) ابن عمرؓ نے کہا کہ ابوہریرہ تم جو کچھ حدیث بیان کرتے ہو،

اس پر غور کرلیا کرو کیونکہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت حدیث بیان کرتے ہو، ابو ہریرہ ان کا ہاتھ پکڑ کر عائشہ رض کے پاس لے گئے اور کہا کہ آپ انھیں بتا دیجئے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر کہتے سنا، عائشہ رض نے ابو ہریرہ کی تصدیق کی، پھر ابو ہریرہ نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے نہ تو کھجور کی کاشت نے روکا اور نہ بازاروں کی (بغرض تجارت) آمد و رفت نے، ابن عمر رض نے کہا کہ اے ابو ہریرہ تمھیں ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے اور تم ہم سب سے زیادہ آپ کی حدیث کے حافظ ہو،

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی روایت میں کثرت کی ہے، پھر میں ایک شخص سے ملا اور کہا کہ کل عشاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی سورۃ پڑھی اس نے کہا مجھے نہیں معلوم، میں نے کہا کیا تم اس میں نہیں تھے، اس نے کہا "ہاں" میں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ نے فلاں فلاں سورۃ پڑھی،

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ عرض کی: یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کی شفاعت میں سب سے زیادہ سعید (کامیاب) کون ہوگا، آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میرا گمان یہ تھا کہ تم سے پہلے مجھ سے یہ حدیث کوئی نہیں پوچھے گا، اس وجہ سے کہ میں حدیث پر تمھاری حرص کو دیکھتا تھا، قیامت کے روز سب سے زیادہ میری شفاعت میں وہ شخص کامیاب ہوگا جس نے اپنے دلی خلوص سے "لا الٰہ الا اللہ" کہا،

۱۱۹

عمرو بن یحیٰی بن سعید الاموی نے اپنے دادا سے روایت کی کہ عائشہ رض نے ابو ہریرہ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حدیثیں بیان کرتے ہو جنھیں میں نے آپ سے نہیں سنا، ابو ہریرہ نے کہا، اے ام المومنین رض میں نے انھیں اس حالت میں حاصل کیا ہے کہ آپ کو سرمہ دانی اور آئینے نے ان سے باز رکھا، مجھے ان چیزوں میں سے کسی نے مشغول نہیں کیا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ میں نے یزید بن الاصم کو کہتے سنا کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اے ابو ہریرہ تم نے حدیث کی کثرت کر دی،

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں وہ تمام باتیں بیان کردوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں تو تم لوگ مجھے کوڑے پر پھینک دوگے اور مجھ سے بات نہ کروگے۔

محمد بن ہلال نے اپنے والد سے اور انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ اگر میں تم لوگوں کو ان تمام باتوں سے آگاہ کردوں جو میں جانتا ہوں تو لوگ مجھے کہل کی طرف منسوب کریں گے اور کہیں گے کہ ابو ہریرہ مجنون ہے۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ اگر میں تم سے وہ سب بیان کردوں جو میرے سینے میں ہے تو تم لوگ مجھے اونٹ کی مینگنیوں سے ماروگے حسنؒ نے کہا کہ واللہ انھوں نے سچ کہا، اگر وہ ہمیں بتاتے کہ بیت اللہ منہدم کیا جائے گا اور جلایا جائے گا تو لوگ ان کی تصدیق نہ کرتے۔

ابو کثیر الغبری سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کو کہتے سنا کہ ابو ہریرہ نہ چھپاتا ہے نہ لکھتا ہے۔

ابن عباسؓ
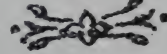
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا فرمائی کہ اللہ مجھے حکمت عطا کرے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اے اللہ انھیں حکمت اور تفسیر قرآن کا علم دے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ ابن عباسؓ کو حکمت عطا کر اور انھیں تفسیر کا علم دے۔

۱۲۰ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہؓ کے گھر میں تھے، میں نے آپ کے لیے رات کے وضو کا پانی رکھدیا تو فرمایا: اے اللہ انھیں دین کا علم وفہم عطا کر اور انھیں تفسیر کا علم دے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اہل بدر کو اپنے پاس حاضر ہونے کی اجازت دیتے تھے اور ان کے ہمراہ مجھے بھی اجازت دیتے تھے عمرؓ نے ان لوگوں سے کوئی مسئلہ پوچھا اور مجھ سے بھی، میں نے جواب دیا تو عمرؓ نے ان لوگوں سے کہا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو اس کے بعد مجھے ان پر (یعنی ابن عباسؓ کے ساتھ نظر عنایت پر) کیونکر ملامت کرتے ہو۔

عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ عمرؓ وعثمانؓ دونوں ابن عباسؓ کو بلاتے تھے اور اہل بدر کے ہمراہ ان سے بھی مشورہ لیتے تھے، وہ عمرؓ وعثمانؓ کے زمانے میں اپنی وفات تک مفتی رہے۔

مسروق سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ اگر ابن عباسؓ ہم لوگوں کی عمر پالیں تو ہم میں سے کوئی ان سے وصول نہ کرے، نضر (راوی) نے اسی حدیث میں اتنا اور زیادہ کیا کہ ابن عباسؓ کیسے اچھے ترجمانِ قرآن ہیں (مفسر قرآن ہیں)۔

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ ابن عباسؓ کیسے اچھے ترجمانِ قرآن ہیں (مفسرِ قرآن ہیں)۔

ابن عباسؓ سے اللہ تعالےٰ کے قول وما یعلمہم الا قلیل ہیں (یعنے انھیں سوائے چند کے کوئی نہیں جانتا) مروی ہے کہ میں ان چند میں ہوں، اور وہ سات آدمی ہیں،

عبیداللہ بن ابی یزید سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ سے جب کوئی امر دریافت کیا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن میں ہوتا تھا تو وہ اسے بتا دیتے تھے، اگر وہ قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو اسے بتا دیتے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی نہ ہوتا اور ابوبکرؓ وعمرؓ سے مروی ہوتا تو بتا دیتے، اگر ان میں سے کسی سے مروی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے

اجتہاد کرتے تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ کا نام ان کے کثرت علم کی وجہ سے دریا رکھ دیا گیا تھا۔

عطاء سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ کو دریا کہا جاتا تھا اور عطاء تو بجائے ابن عباسؓ کہنے کے کہا کرتے تھے کہ دریا نے کیا اور دریا نے کہا وغیرہ۔

طاوس سے مروی ہے کہ میں نے کسی شخص کو ابن عباسؓ سے زیادہ عالم نہیں دیکھا۔

لیث بن ابی سلیم سے مروی ہے کہ میں نے طاوس سے کہا کہ تم اس لڑکے یعنے ابن عباسؓ کے ساتھ ہو گئے اور تم نے اکابر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا، انھوں نے کہا کہ میں نے ستر (۷۰) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب وہ باہم کسی امر میں مناظرہ کرتے تھے تو ابن عباسؓ کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ۱۲۱

یوسف بن مہران سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ سے قرآن بہت پوچھا جاتا تھا، وہ کہتے تھے کہ وہ اس طرح ہے، اور اس طرح ہے کیا تم نے شاعر کو اس طرح اور اس طرح کہتے نہیں سنا (یعنے محاورۂ قرآنی پر شاعر کے شعر کی شہادت لاتے تھے)

عکرمہ سے مروی ہے کہ علیؓ و ابن عباسؓ دونوں میں ابن عباسؓ قرآن کے زیادہ عالم تھے، اور دونوں میں علیؓ مبہمات کے (یعنے جن کی مراد واضح نہیں ہے) زیادہ عالم تھے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عطاء نے کہا کہ کچھ لوگ ابن عباسؓ کے پاس شعر دریافت کرنے کے لیے آتے تھے، کچھ لوگ انساب (سلسلۂ نسب) دریافت کرنے کے لیے، اور کچھ لوگ عرب کی جنگیں اور ان کے واقعات (دریافت کرنے) کے لیے ان میں سے کوئی قسم ایسی نہ تھی جو وہ چاہے اور ان کے سامنے پیش نہ کرے۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بصرے میں شہرت حاصل کی اور وہ زبردست مقرر اور بہت علم والے تھے،

انھوں نے سورۂ بقر پڑھی اور اس کی ایک ایک آیت کی تفسیر کی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، تو میں نے ایک انصاری سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ تو ہم تم ان سے حدیث دریافت کریں کیونکہ اس وقت بہتیرے صحابی موجود ہیں، انصاری نے کہا: اے ابن عباسؓ تم پر تعجب ہے، کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ لوگ تمھارے حاجتمند ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں جیسے لوگ ہیں وہ ہیں، (یعنے کیسے کیسے جلیل القدر لوگ ہیں)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ خیال ترک کردیا اور خود ہی آگے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث دریافت کرنے لگا، اگر مجھے کسی شخص سے حدیث پہنچتی تھی تو میں اس کے دروازے پر جاتا تھا جب کہ وہ قیلولے میں ہوتا تھا، اپنی چادر اس کے دروازے پر بچھا لیتا اور آندھی مجھ پر مٹی ڈالتی تھی، پھر وہ شخص مجھے دیکھتا تو کہتا کہ اے رسول اللہؐ کے چچا کے بیٹے آپ کو کیا ضرورت لائی، آپ نے مجھے کیوں نہ بلا بھیجا کہ میں آپ کے پاس آجاتا، میں کہتا تھا کہ "نہیں، مجھ پر آپ کے پاس آنے کا حق زیادہ ہے" پھر میں ان سے حدیث پوچھتا تھا،

وہ انصاری زندہ رہے، انھوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا کہ لوگ میرے گرد جمع ہیں اور مسائل پوچھتے ہیں، کہنے لگے یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عاقل ہے،

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر حدیثیں انصار کے پاس سے پائیں، میں کسی شخص کے پاس جاتا تھا اور اسے سوتا ہوا پاتا تھا تو اگر میں چاہتا تو میرے لیے اس کو جگا دیا جاتا، مگر میں اس کے دروازے پر بیٹھ جاتا تھا، اور آندھی میرے منہ پر تھپیڑے مارتی تھی، وہ جب بیدار ہوتا تو میں جو چاہتا تھا اس سے پوچھتا تھا، اور واپس ہو جاتا تھا،

ابی کلثوم سے مروی ہے کہ جب ابن عباسؓ دفن کردیے گئے، تو ابن الحنفیہ

نے کہا کہ آج اس امت کا اللہ والا چل بسا،

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ چند خصلتوں میں لوگوں سے بڑھ گئے تھے، علم میں کوئی ان سے آگے نہ بڑھا، فقہ میں اُن کی رائے کی حاجت ہوتی تھی، اور حلم وعطاء و احسان میں، میں نے کسی شخص کو نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا جس میں وہ سب سے آگے تھے، اُن سے زیادہ جاننے والا ہو، یا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی قضاء کوئی اُن سے زیادہ جاننے والا ہو، اُن سے زیادہ کوئی فقیہ ہو یا سمجھ رکھتا ہو، یا اُن سے زیادہ شعر وعربیت کا اور تفسیر قرآن وحساب وفرائض کا جاننے والا ہو، نہ واقعات گزشتہ کا اُن سے زیادہ کوئی جاننے والا تھا، اور نہ اس معاملے میں جہاں رائے کی حاجت ہوتی تھی کوئی اُن سے زیادہ صائب الرائے تھا،

وہ ایک روز بیٹھتے تھے تو صرف فقہ کا درس دیتے، ایک روز صرف تفسیر کا، ایک روز صرف مغازی کا، ایک روز صرف شعر کا اور ایک روز صرف تاریخ عرب کا، میں نے کسی عالم کو بغیر اس کے کبھی ان کے پاس بیٹھتے نہیں دیکھا کہ وہ اس کے لیے نہ جھک گئے ہوں، اور میں نے کبھی کسی طالب علم کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان کے پاس علم نہ پایا ہو،

داؤد بن جبیر سے مروی ہے کہ میں نے ابن المسیب کو کہتے سنا کہ ابن عباسؓ سب سے زیادہ عالم ہیں۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ میں نے کسی کو ابن عباسؓ سے زیادہ حاضر الفہم، کامل العقل، کثیر العلم، متحمل مزاج نہیں دیکھا، میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا تھا کہ وہ انھیں امور مہمہ کے لیے طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تمھارے پاس امر مہم آیا ہے، پھر وہ اپنے قول کو آگے نہ بڑھاتے تھے حالانکہ ان کے آس پاس مہاجرین و انصار میں سے اہل بدر بھی ہوتے تھے۔

نبہان سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں لوگوں کا اتفاق ابن عباسؓ پر دیکھتا ہوں، تو ام سلمہؓ نے کہا کہ وہ

بقیہ لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔

عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے حج کی راتوں میں ابن عباس رضؓ کو اس طرح دیکھا کہ ان کے ہمراہ لوگوں کے حلقے تھے اور مناسک (احکام حج) پوچھے جا رہے تھے، عائشہ رضؓ نے کہا کہ وہ بقیہ لوگوں سے زیادہ مناسک کے عالم ہیں۔

ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ میں ایک روز عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس گیا تو انھوں نے مجھ سے ایک مسئلہ پوچھا جو یعلی بن اُمیہ نے یمن سے لکھا تھا، میں نے انھیں اس کے بارے میں جواب دیا تو انھوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نبوت کے مکان سے بولتے ہو۔

ابی معبد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضؓ کو کہتے سنا کہ ابن عباس رضؓ ہم سب سے زیادہ عالم ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو کہتے سنا کہ تمھارے مولی (یعنے عکرمہ کے آقا و آزاد کرنے والے) واللہ مردہ و زندہ سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ ۱۲۲

عکرمہ سے مروی ہے کہ کعب احبار نے کہا کہ تمھارے آقا اس امت کے اللہ والے (ربانی) ہیں، جو مردہ و زندہ سب سے زیادہ عالم ہیں۔

طاوس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عباس مضبوط علم والوں میں سے تھے (الراسخین فی العلم میں سے تھے)۔

طاوس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عباس اس طرح علم میں لوگوں پر چھا گئے تھے جس طرح کھجور کے لمبے درخت چھوٹے درختوں پر چھا جاتے ہیں۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عباس رضؓ مجھ سے حدیث بیان کرتے تھے، پھر اگر وہ اجازت دیتے تھے کہ میں ان کے سر کو بوسہ دوں تو میں بوسہ دیتا تھا۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ بن عبید اللہ کو کہتے سنا کہ

ابن عباسؓ کو فہم و ذکاوت و علم دیا گیا ہے میں نے عمرؓ بن الخطاب کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے کسی کو ان پر مقدم کیا ہو۔

محمد بن ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد ابی بن کعب کو اس وقت کہتے سنا کہ ان کے پاس ابن عباسؓ تھے، جب وہ کھڑے ہوئے تو والد نے کہا، یہ اس امت کا علامہ ہوگا، اس کو عقل و فہم دیگئی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا کی ہے کہ (اللہ) انھیں دین میں فقیہ کرے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے جبرئیل صلوات اللہ علیہ کو دو مرتبہ دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا فرمائی۔

عبدالرحمن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عباسؓ کو بخار تھا، عمرؓ بن الخطاب عیادت کے لیے آئے، عمرؓ نے کہا کہ تمھاری بیماری نے ہمارے ساتھ کوتاہی کی، اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے۔

ابی معبد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو کہتے سنا کہ مجھ سے کبھی کسی شخص نے کوئی حدیث بیان نہ کی جو میں نے اس سے پوچھ نہ لی ہو، میں ابی بن کعب کے دروازے پر آتا تھا، وہ سوتے ہوتے تھے، میں ان کے دروازے پر سو جاتا تھا، اگر انھیں میری موجودگی کا علم ہو جاتا تو وہ میرے اس مرتبے کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تھا ضرور پسند کرتے کہ انھیں میرے لیے بیدار کر دیا جائے۔ لیکن میں ناپسند کرتا تھا کہ انھیں ملول کردوں۔

سلمٰی سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباسؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ہمراہ چند تختیاں تھیں، جن پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ افعال ابو رافع سے پوچھ کر لکھ رہے تھے۔

ابو سلمہ حضرمی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، مہاجرین و انصار کے اکابر کے ساتھ لگا رہتا تھا، ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی اور ان کے

بارے میں جو قرآن نازل ہوا پوچھا کرتا تھا میں ان میں سے جس کے پاس آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری قرابت کی وجہ سے میرے آنے سے ضرور خوش ہوا، ایک روز ابی بن کعب سے جو راسخین فی العلم (مضبوط علم والوں) میں سے تھے اس قرآن کو پوچھنے لگا جو مدینے میں نازل ہوا تو انھوں نے کہا کہ اس میں ستائیس سورتیں نازل ہوئیں اور اس کا بقیہ مکے ہیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن العاص کو کہتے سنا کہ ابن عباسؓ جو گزر گیا اس میں ہم سب سے زیادہ عالم ہیں، اور ان معاملات میں جن میں (کتاب وسنت میں سے) کوئی شے نہیں آئی ہم سب سے زیادہ فقیہ ہیں، عکرمہ نے کہا کہ میں نے ان کے قول کی ابن عباسؓ کو خبر دی تو انھوں نے کہا کہ ان کے پاس بھی علم ہے اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال و حرام دریافت کیا کرتے تھے۔

طاؤس سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ ابن عباسؓ سے اختلاف کرکے ان سے جدا ہوا ہو، پھر اس نے انھیں تسلیم نہ کیا ہو،

یعقوب بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اس وقت انھیں کہتے سنا جس وقت ابن عباسؓ کی وفات کی خبر پہنچی، انھوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا کہ سب سے زیادہ بردبار اور سب سے زیادہ عالم مرگیا، بے شک ان کی وجہ سے اس امت پر ایسی مصیبت آگئی جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب ابن عباسؓ کی وفات ہوئی تو رافع بن خدیج نے کہا کہ آج وہ شخص مرگیا جس کے علم کی حاجت تمام مشرق و مغرب میں تھی۔

زیاد بن بینار سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابو سعید الخدری، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص، جابر بن عبداللہ، رافع بن خدیج، سلمہ بن الاکوع، ابو واقد اللیثی اور عبداللہ بن بحینہ اپنے مشابہ اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عثمانؓ کی وفات سے اپنی وفات تک مدینے میں فتوی دیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کیا کرتے تھے، ان میں سے جن لوگوں کی طرف فتوی پلٹ آیا وہ ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابو سعید الخدری، ابو ہریرہ و جابر بن عبد اللہ تھے۔

عبد اللہ بن عمرؓ

ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں عبد اللہ بن عمرؓ بن الخطاب سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنے تو نہ اس میں کچھ بڑھائے نہ گھٹائے۔

۲۵

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نوجوانوں کے فقہاء میں شمار کئے جاتے تھے۔

شعبی سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ حدیث کے زبردست عالم تھے، فقہ میں زبردست عالم نہ تھے۔

عبد اللہ بن عمرو

عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ میں نے جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ سے اس کے لکھنے کی اجازت چاہی، آپ نے مجھے اجازت دی، پھر میں نے اسے لکھا، عبد اللہ نے اپنی اس کتاب کا نام "الصادقہ" رکھا تھا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمروؓ بن العاص کے پاس ایک کتاب دیکھی تو میں نے دریافت کیا، انھوں نے کہا کہ یہ "الصادقہ" ہے، اس میں وہ حدیثیں ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح

سنیں کہ ان میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا۔

بعض فقہائے صحابہ

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عمران بن الحصین حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثقہ اصحاب میں شمار کیے جاتے تھے۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے شام میں کوئی نہ رہا جو عبادہ بن الصامت اور شداد بن اوس سے زیادہ ثقہ، زیادہ فقیہ اور زیادہ پسندیدہ ہو۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب بیٹھ کر باتیں کرتے تھے تو ان کی باتیں فقہ ہوتی تھیں، سوائے اس کے کہ وہ کسی کو حکم دیں کہ وہ انھیں سورت پڑھ کر سنائے یا کوئی آدمی ازخود قرآن کی سورت پڑھ کر سنائے۔

حنظلہ بن ابی سفیان نے اپنے اساتذہ سے روایت کی کہ نوجوان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو سعید الخدری سے زیادہ فقیہ کوئی نہیں تھا۔

عائشہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۶
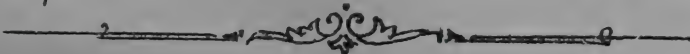
قبیصہ بن ذؤیب بن حلحلہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ اتنی بڑی عالم تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ ان سے مسائل پوچھتے تھے۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات میں شک کرتے تھے تو عائشہؓ ہی سے پوچھتے تھے، وہ ان کے پاس اُس (بات) کا علم پاتے تھے۔

مسروق سے مروی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آیا عائشہؓ فرائض اچھی طرح جانتی تھیں، انھوں نے کہا "کیا خوب، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی اُستانی دیکھا کہ اکابر صحابہ اُن سے فرائض پوچھتے تھے"

ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے زیادہ نہ کسی کو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم دیکھا نہ کسی ایسے معاملے میں جس میں رائے کی حاجت ہو اُن سے زیادہ کسی کو فقیہ دیکھا، اور نہ کسی آیت کے شان نزول میں اُن سے زیادہ عالم دیکھا نہ فرائض ہی میں،

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر احادیث حفظ کیں مگر نہ عائشہؓ و ام سلمہؓ کے برابر، عائشہؓ عمرؓ و عثمانؓ کے عہد میں اپنی وفات تک فتوی دیتی رہیں، ان پر اللہ کی رحمت ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اکابر اصحاب عمرؓ و عثمانؓ ان کے پاس بھیج کر احادیث دریافت کرتے تھے۔

عبد الرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عائشہؓ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں اپنی وفات تک مسلسل اور مستقل طور پر فتوی دیتی رہیں (اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے) میں برابر ان کے ہمراہ رہا، اور ان کا احسان میرے ساتھ رہا، میں بحرِ علم ابن عباسؓ کے ساتھ بھی بیٹھتا تھا، میں ابو ہریرہ و ابن عمرؓ کے ساتھ بھی بیٹھا ہوں، اور بہت زیادہ بیٹھا ہوں، وہاں یعنے ابن عمرؓ کے یہاں تقویٰ اور علم اور عظمت اور ان امور سے آگاہی تھی جن کا انھیں (ابو ہریرہ کو) علم نہ تھا۔

محمد بن عمر اسلمی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر اصحاب سے صرف اس لیے روایت کی قلت ہے کہ وہ لوگ قبل اس کے کہ اُن کی

حاجت ہو وفات پاگئے، صرف عمرؓ بن الخطاب و علیؓ بن ابی طالب سے کثرت ہوئی اس لیے کہ یہ دونوں والی ہوئے، ان دونوں نے لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کیا،

۱۲۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب آئمہ تھے جن کی اقتدا کی جاتی تھی، ان کے ہر کام کو جو وہ کرتے تھے یاد رکھا جاتا تھا، ان سے فتویٰ پوچھا جاتا تھا، وہ فتویٰ دیتے تھے، انھوں نے احادیث سنیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر اصحاب آپ سے حدیث بیان کرنے میں بہ نسبت اوروں کے بہت کم رہے، مثلاً ابوبکرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، ابی عبیدہ بن الجراح، سعید بن زید ابن عمروؓ بن نفیل، ابی بن کعب، سعد بن عبادہ، عبادہ بن الصامت، اسید ابن الحضیر، معاذ بن جبل، اور انھیں کے ہم پلہ دوسرے لوگ،

ان لوگوں سے کثیر احادیث نہیں آئیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجوان اصحاب سے آئیں، مثلاً جابر بن عبداللہ، ابی سعید الخدری، ابی ہریرہ، عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ ابن عباس، رافع بن خدیج، انس بن مالک، براء بن عازب اور ان کے ہم پلہ لوگ،

یہ سب کے سب فقہائے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار کیے جاتے تھے، اور مع اپنے ہم جنسوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتے تھے اور کم عمر تھے، جیسے عقبہ بن عامر الجہنی، زید بن خالد الجہنی، عمران بن الحصین، نعمان بن بشیر، معاویہ بن ابی سفیان، سہل بن سعد الساعدی، عبداللہ بن یزید الخطمی، مسلمہ بن مخلد الزرقی، ربیعہ بن کعب، اسلمی اور ہند اور اسماء فرزندان حارثہ الاسلمی جو دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتے تھے اور آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے،

اکثر روایت و علم ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ہم جنسوں میں ہے، اس لیے کہ یہ زندہ رہے اور ان کی عمریں دراز ہوئیں،

لوگوں کو ان کی حاجت ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اصحاب آپ کی وفات سے قبل اور بعد آپ کا علم لے گئے، ان سے کچھ منقول نہیں، اور بوجہ کثرت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی حاجت نہ ہوئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک میں جو آپ کا آخری غزوہ تھا، تیس ہزار مسلمان حاضر ہوئے، یہ لوگ ان کے علاوہ تھے جو اسلام لائے اور اپنے شہر و مقام میں ہی رہے اور جہاد نہیں کیا، ہمارے نزدیک وہ ان سے زیادہ تھے جنھوں نے آپ کے ہمراہ غزوۂ تبوک میں شرکت کی، ہم نے ان میں سے ان کا شمار کیا جن کا نام و نسب ہمیں معلوم ہو سکا اور جن کا حال غزوات و سریات میں معلوم ہو سکا اور جن کا وہ مقام بیان کیا گیا کہ جہاں انھوں نے قیام کیا،

ان میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں شہید ہو گئے، جو آپ کے بعد، اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بن کے آئے پھر اپنی قوم میں لوٹ گئے، اور جنھوں نے آپ سے حدیث بیان کی، ان میں بعض وہ ہیں جن کا نسب و اسلام معلوم ہے، بعض وہ ہیں جو صرف اس حدیث سے پہچانے گئے جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،

بعض وہ ہیں جن کی موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہو گئی اور ان کا نسب اور ذکر اور مشہد (مقامات حاضری) معلوم ہیں، کچھ ایسے ہیں، جن کی موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوئی اور وہ بہت ہیں، بعض وہ ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث بیان کی وہ یاد کر لی گئی، بعض وہ ہیں جنھوں نے اپنی رائے سے فتوی دیا،

۱۲۸

بعض وہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نہیں بیان کی، شاید ان کی آپ سے صحبت و مجالست و سماع ان لوگوں سے زیادہ ہو،

جنھوں نے آپ سے حدیث بیان کی، لیکن ہم نے اس معاملے کو (یعنے ترک روایت حدیث کو) ان کے روایت حدیث سے بچنے پر یا اس بات پر کہ بوجہ کثرت اصحاب رسول اللہ ان کی حاجت نہیں ہوئی یا عبادت میں اور سفر یا جہاد فی سبیل اللہ میں مشغولی پر محمول کیا، یہاں تک کہ وہ اس حالت میں گزر گئے کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد نہیں کی گئی، حالانکہ پورے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی صحبت اور آپ سے اُن کی ملاقات کا علم ہے۔

اُن میں سے سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں رہتے تھے، ان میں بعض وہ ہیں جو آپ کے ہمراہ مقیم رہے، آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ کے ہمراہ تمام مشاہد (مقامات حاضری) میں حاضر ہوئے، بعض ان میں سے وہ ہیں جو آپ کے پاس آئے، انھوں نے آپ کو دیکھا، پھر وہ اپنی قوم کے شہر میں پلٹ گئے، بعض وہ ہیں جو تھوڑے زمانے کے بعد آپ کے پاس اپنی حجاز وغیرہ کی منزل سے آتے تھے، ہم نے ان تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کا نام ہم تک پہنچا ہے المغازی میں لکھا ہے جو عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان میں سے جنھوں نے آپ سے حدیث روایت کی، ان سب امور کو جہاں تک ہمیں معلوم ہوا ہم نے بیان کیا ہے، مگر ہم نے پورے علم کا احاطہ نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے بعد مہاجرین وانصار وغیرہم کے فرزندوں میں تابعین تھے جن میں فقہاء وعلماء تھے، ان کے پاس حدیث وآثار کی روایت تھی، فقہ وفتوی تھا، وہ گزر گئے اور اپنے بعد ایک دوسرے طبقے کو چھوڑ گئے، ان کے بعد ہمارے زمانے تک اور طبقے ہیں، ہم نے اس کی تفصیل کی ہے اور اس کو بیان کیا ہے۔

فرزندان مہاجرین و انصار کہ صحابہ کے بعد مدینے میں مرجع فتویٰ تھے

سعید بن المسیَّب

قدامہ بن موسیٰ الجمحی سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب فتویٰ دیا کرتے تھے، حالانکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ہر اس قضا کا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے فیصلہ کیا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ رہا، مسعر نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے عثمانؓ و معاویہؓ یہ بھی کہا تھا۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب اپنے زمانے میں جو لوگ مدینے میں تھے فتوے میں ان کے امام اور ان پر مقدم تھے، کہا جاتا ہے کہ وہ فقیہ الفقہاء تھے۔ ۱۲۹

مکحول سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب عالم العلماء تھے۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ مکحول نے کہا کہ میں نے تم سے جو حدیثیں بیان کیں وہ مسیب اور شعبی سے ہیں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا وہاں کے باشندوں میں سب سے بڑے فقیہ کو دریافت کیا تو مجھے سعید بن المسیب کے پاس بھیجا گیا، میں نے ان سے کہا کہ میں اقتباس کرنے والا (کچھ حاصل کرنے والا) ہوں عیب جوئی کرنے والا نہیں ہوں، میں ان سے سوال کرنے لگا اور مجھے ایک شخص جو ان کے پاس تھا جواب دینے لگا، میں نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے رک جاؤ کیونکہ

میں چاہتا ہوں کہ اس شیخ سے کچھ یاد کروں، اس نے کہا کہ لوگو اس شخص کو دیکھو جو چاہتا ہے کہ یاد نہ کرے حالانکہ میں ابو ہریرہ کی مجلس میں رہا ہوں،

جب ہم لوگ نماز کو اٹھے تو میں اس شخص کے اور سعید کے درمیان کھڑا ہوا، امام سے کوئی بات ہو گئی، جب ہم لوٹے تو میں نے اس سے کہا کہ آیا تم نے بھی امام کی نماز میں کوئی بات ناپسند کی، اس نے کہا نہیں، میں نے کہا کہ کتنے ہی انسان ایسے ہیں جو ابو ہریرہ کی مجلس میں رہے حالانکہ ان کا قلب دوسرے مقام میں تھا، اس نے کہا کہ کیا تم نے دیکھا کہ میں نے جو جواب دیا سعید بن المسیب نے میری مخالفت کی، میں نے کہا نہیں، سوائے اس کے کہ فاطمہ بنت قیس کے بارے میں، کہ سعید نے کہا کہ یہ وہ عورت ہے جس نے مردوں کو تعجب میں ڈال دیا، یا کہا کہ عورتوں کو تعجب میں ڈال دیا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ سعید بن المسیب نے اس میں یہ یہ کہا ہے، معن نے اپنی حدیث میں کہا کہ قاسم نے کہا کہ وہ ہم سب سے بہتر اور ہمارے سردار ہیں، محمد بن عمرؓ نے اپنی حدیث میں کہا کہ وہ ہمارے سردار اور ہمارے عالم ہیں۔

ابو الحویرث سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم آکر سعید بن المسیب سے فتویٰ پوچھتے تھے۔

ہشام بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے زہری کو، جب کسی سائل نے سوال کیا کہ سعید بن المسیب نے اپنا علم کس سے حاصل کیا تو، یہ جواب دیتے سنا کہ زید بن ثابت سے، اور انھوں نے سعد بن ابی وقاص، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ کی بھی ہم نشینی کی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج عائشہؓ و ام سلمہؓ کے پاس بھی گئے، انھوں نے عثمانؓ بن عفان، علیؓ، صہیب اور محمد بن مسلمہؓ سے بھی سنا، ان کی اکثر روایتوں کی سند ابو ہریرہ سے ہے اور وہ ان کے داماد تھے، انھوں نے عمرؓ و عثمانؓ کے اصحاب سے بھی سنا، اور کہا جاتا تھا کہ وہ تمام امور کا، جن کا فیصلہ عمرؓ و عثمانؓ نے کیا، ان سے زیادہ کوئی جاننے والا نہ تھا،

سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ ہم لوگ زید بن ثابت کی مجلس میں بیٹھتے تھے، میں اور سعید بن المسیب اور قبیصہ بن ذویب، ہم لوگ ابن عباس رضؓ کے ہمراہ بھی بیٹھتے تھے، لیکن سعید بن المسیب ابوہریرہ کی مسندات (روایات) کو بوجہ داماد ہونے کے ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسینؑ کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب اُن آثار کے، جو اُن سے پہلے ہو گئے سب سے زیادہ عالم ہیں، اور اپنی رائے میں سب سے زیادہ فقیہ (سمجھ دار) ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز التنوخی سے مروی ہے کہ میں نے مکحول سے پوچھا کہ تم جن لوگوں سے ملے ان میں سب سے زیادہ عالم کون ہے تو انھوں نے کہا کہ ابن المسیب۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے میں آیا، وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ فقیہ کو دریافت کیا، تو مجھے سعید بن المسیب کے پاس بھیجا گیا، میں نے ان سے مسائل پوچھے۔

شہاب بن عبّاد العصری سے مروی ہے کہ میں نے حج کیا، ہم مدینے میں آئے، ہم نے وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ عالم کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب ہیں۔

شہاب بن عباد سے مروی ہے کہ ان کے والد نے اُن سے بیان کیا کہ ہم لوگ مدینے آئے، وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ فاضل کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ سعید بن المسیب ہیں، ہم لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فاضل کو دریافت کیا تو ہم سے کہا گیا کہ سعید بن المسیب ہیں، انھوں نے کہا کہ میں تمھیں اس شخص کو بتاؤں جو مجھ سے سو گونہ زیادہ افضل ہے، وہ عمرؓو بن عمرؓ ہیں۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ اگر مجھے ضرورت ہوتی تو میں صرف ایک حدیث کی تلاش میں شبانہ روز کا سفر کرتا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے کتاب اللہ کی کوئی

آیت پوچھی گئی تو سعید نے کہا کہ میں قرآن میں کچھ نہیں کہتا،
مالک نے کہا کہ مجھے قاسم بن محمد سے اسی کے مثل معلوم ہوا۔
محمد بن سعد (مولف کتاب ہذا) نے کہا کہ مجھے مالک بن انس سے اور انھیں یحییٰ بن سعید سے معلوم ہوا کہ کہا جاتا تھا کہ ابن المسیب عمرؓ کے راوی ہیں۔
مکحول سے مروی ہے کہ جب سعید بن المسیب کی وفات ہو گئی تو لوگ برابر ہو گئے، کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ سعید بن المسیب کے حلقے میں آنے سے پرہیز کرے، میں نے اس حلقے میں مجاہد کو دیکھا جو یہ کہتے تھے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک کہ سعید بن المسیب ان کے درمیان باقی ہیں۔
مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کہا کرتے تھے کہ مدینے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو اپنے علم کو میرے پاس نہ لائے، وہ بھی ان کے پاس لایا گیا جو سعید بن المسیب کے پاس تھا،
مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز کسی مقدمے کا فیصلہ نہیں کرتے تھے تاوقتیکہ سعید بن المسیب سے نہ دریافت کرلیں، انھوں نے کسی کو ان کے پاس بھیج کر دریافت کیا، مگر اس نے انھیں بلا لیا، وہ آئے اور داخل ہوئے تو عمرؓ نے کہا کہ قاصد نے خطا کی، ہم نے تو اسے صرف اس لیے بھیجا تھا کہ وہ آپ سے آپ کی مجلس میں دریافت کرلے،

۱۳۱

معمر سے مروی ہے کہ میں نے زہری کو کہتے سنا کہ قریش میں چار دریا پائے، سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ۔
زہری سے مروی ہے کہ میں عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کے ہمراہ بیٹھ کر ان سے اپنی قوم کا نسب معلوم کرتا تھا، ان کے پاس ایک جاہل شخص آکر اس مطلقہ کا حکم پوچھنے لگا جسے ایک ہی دفعہ میں دو طلاقیں دیجائیں، پھر اس سے دوسرے آدمی نے نکاح کرلیا اور اس سے صحبت کی، اس نے بھی اسے طلاق دیدی، تو وہ عورت کس کے پاس لوٹے، آیا اپنے شوہر اول کے پاس، انھوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم، تم اس آدمی کے پاس جاؤ، اور

اس سے سعید بن المسیب کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو سعید تھے ایک زمانہ پہلے سے اور اس نے مجھے خبر دی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل ہے جو اس شخص کے منہ پر پھینک دی گئی ہے۔

میں بھی سائل کے پیچھے ہو لیا، اس نے سعید بن المسیب سے سوال کیا میں سعید کے ساتھ ہو گیا، وہ مدینے کے علم پر غالب تھے، انھیں سے استفتا کیا جاتا تھا، ان سے اور ابو بکرؓ بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام، سلیمان بن یسار جو علماء میں سے تھے، عروہ بن الزبیر جو دریاؤں میں سے ایک دریا تھے، عبید اللہ بن عتبہ اور انھیں کے مثل ابو سلمہ بن عبد الرحمن خارجہ بن زید ابن ثابت، قاسم اور سالم، فتویٰ انھیں لوگوں کے پاس گیا، ان لوگوں کے پاس سے سعید بن المسیب ابو بکرؓ بن عبد الرحمن، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، باوجودیکہ قاسم فتوے سے باز رہتے تھے، سوائے اس کے کہ وہ بغیر فتویٰ دیے کوئی چارہ نہ پائیں۔ اور بہت سے آدمی تھے جو ان کے مثل تھے اور ان سے زیادہ سن رسیدہ تھے اور صحابہ وغیرہم کے فرزند تھے جن کو میں نے پایا۔

مہاجرین و انصار میں سے بہت سے آدمی مدینے میں تھے جن سے مسائل پوچھے جاتے تھے، ان لوگوں نے اپنے آپ کو اس ہیئت پر نہیں رکھا تھا جیسا کہ ان لوگوں نے کیا تھا،

سعید بن المسیب کی لوگوں کے نزدیک چند خصلتوں کی وجہ سے نہایت ہی عظیم قدر تھی، شدید تقویٰ، پرہیزگاری و حق گوئی، بادشاہ وغیرہ کے سامنے، بادشاہ سے کنارہ کشی اور علم جس کے مشابہ کسی کا علم نہ تھا، اس کے بعد مضبوط رائے، عمدہ رائے بھی کیسی اچھی مدد ہے، یہ سب سعید بن المسیب رحمۃ اللہ میں اس زہد و فقر کی وجہ سے تھا جس میں ایسی عزت ہے جو بغیر کسوٹی کے نہیں معلوم ہو سکتی، میں ان کے روبرو کوئی مسئلہ نہیں بیان کر سکتا تھا یہاں تک کہ میں کہتا تھا کہ فلاں نے یہ یہ کہا اور فلاں نے اس اس طرح کہا، اور وہ اسی وقت جواب دیدیتے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ میں ثعلبہ بن ابی مالک کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا،

انھوں نے مجھ سے ایک روز کہا کہ تم یہ چاہتے ہو، میں نے کہا ہاں، انھوں نے کہا کہ تمھیں سعید بن المسیب کی صحبت لازم ہے، پھر میں ایک دن کی طرح دس سال ان کے ساتھ بیٹھا۔

سلیمان بن عبد الرحمٰن بن جناب سے مروی ہے کہ میں مہاجرین اور انصار کے تابعین سے ملا جو مدینے میں فتویٰ دیتے تھے، مہاجرین کے تابعین میں سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام، ابان بن عثمانؓ بن عفان، عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، عروہ بن الزبیر، قاسم اور سالم تھے، انصار کے تابعین میں سے خارجہ بن زید بن ثابت، محمود بن لبید، عمرؓ بن خلدہ الزرقی، ابو بکرؓ بن محمد ابن عمروؓ بن حزم اور ابو امامہ بن سہل بن حنیف تھے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ صحابہ کے بعد جو لوگ مدینے میں فتویٰ دیتے تھے، ان میں سائب بن یزید، مسور بن مخرمہ، عبد الرحمٰن بن حاطب اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ تھے، یہ دونوں، عبد الرحمٰن و عبد اللہ، عمرؓ ابن الخطاب کی پرورش میں تھے، اور ان دونوں کے والد بدری تھے (جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے) اور عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک تھے۔

عبد الرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ سات آدمی جن سے مدینے میں مسائل پوچھے جاتے تھے اور جن کا قول آخر مانا جاتا تھا وہ سعید بن المسیب، ابو بکرؓ بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام، عروہ بن الزبیر، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، قاسم بن محمد، خارجہ بن زید اور سلیمان بن یسار تھے۔

سلیمان بن یسار

عبد اللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو کہتے سنا کہ سعید بن المسیب لوگوں کے بقیہ ہیں، میں نے ایک سائل سے سنا جو

سعید بن المسیب کے پاس آیا کہ وہ کہتے تھے کہ سلیمان بن یسار کے پاس جاؤ کیونکہ جو آج باقی ہیں وہ اُن میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔

عمرؓو بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن محمد بن علیؓ بن ابی طالب کو کہتے سنا کہ ہمارے نزدیک سلیمان بن یسار سعید بن المسیب سے زیادہ سمجھ والے ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا' وہاں کے باشندوں میں سب سے زیادہ مسائل طلاق کے جاننے والے کو پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن یسار ہیں۔

ابو بکر بن عبدالرحمٰن
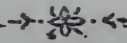
جامع بن شداد سے مروی ہے کہ ہم لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے اور مکے آئے میں نے اہل مکہ میں سب سے زیادہ عالم کو پوچھا تو کہا گیا کہ ابو بکرؓ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو اختیار کرو۔

عکرمہ
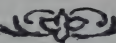
عمرؓو بن دینار سے مروی ہے کہ جابر بن زید نے میرے پاس چند مسائل بھیجے کہ میں انھیں عکرمہ سے پوچھوں اور کہنے لگے کہ عکرمہ ابن عباسؓ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں' یہ دریا ہیں اس لیے اُن سے دریافت کرو۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اگر عکرمہ لوگوں سے اپنی حدیث روک لیں تو ان کے پاس سواری کے اونٹ بندھے رہیں'

طاؤس سے مروی ہے کہ اگر یہ مولائے ابن عباسؓ اللہ سے

ڈرے اور اپنی حدیث روک لے تو ان کے پاس سواریاں بندھی رہیں۔
سلام بن مسکین سے مروی ہے کہ عکرمہ تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔
ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ میں بازار جاتا ہوں اور آدمی کو بات کہتے سنتا ہوں تو اس سے بھی میرے لیے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔
ابو اسحاق سے مروی ہے کہ عکرمہ آئے، انھوں نے سعید بن جبیر موجود ہی تھے کہ حدیث بیان کی، تیس گرہیں لگائیں اور کہا کہ حدیث صحیح بیان کی۔
عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دیتے تھے اور مجھے قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔
سعید بن یزید سے مروی ہے کہ ہم عکرمہ کے پاس تھے، انھوں نے کہا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا، کیا تم لوگ نہیں ہو، ان کی مراد یہ تھی کہ میں تمھیں اپنے سے سوال کرتے نہیں دیکھتا۔

عطاء بن ابی رباح

ابی جعفر محمد بن علی بن حسینؓ سے مروی ہے کہ عطاء بن ابی رباح سے زیادہ مناسک حج کا عالم کوئی نہیں رہا۔
اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عطاء کلام کرتے تھے، جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کی تائید کی جاتی ہے۔
ابن جریج سے مروی ہے کہ جب عطاء کوئی بات بیان کرتے تھے تو میں پوچھتا تھا کہ یہ علم ہے یا رائے، اگر وہ منقول ہوتی تھی تو کہتے تھے علم ہے اور اگر ان کی رائے ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ رائے ہے۔
اسلم منقری سے مروی ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ ابو محمد کہاں ہیں، اس کی مراد عطاء سے تھی، لوگوں نے سعید کی طرف اشارہ کیا، اس نے

پھر کہا کہ ابو محمد کہاں ہیں؟ سعید نے کہا کہ اس جگہ ہمارے لیے عطاء کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہے (یعنے عطاء یہاں نہیں ہیں)۔

سلمہ سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس علم سے اسے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو، سوائے ان تین کے، عطاء، طاؤس اور مجاہد۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھ سے طاؤس نے کہا کہ جب میں تم سے کوئی حدیث بیان کروں جو میں تمھیں عطا کردوں تو اسے کسی سے نہ پوچھو۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن و عروہ بن الزبیر

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ عمرؓ بن عبدالعزیز نے ابوبکرؓ بن محمد ابن عمروؓ بن حزم کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیث یا گزشتہ سنت یا عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی جو حدیث دیکھو تو اسے لکھو کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور اہل علم کے گذر جانے کا اندیشہ ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ کوئی شخص حدیث عائشہؓ کا ان سے یعنے عمرہ سے زیادہ جاننے والا نہ رہا انھوں نے کہا کہ عمرؓ ان سے پوچھا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن قاسم سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو عمرہ سے مسئلہ پوچھتے سنا۔

ابن شہاب کہتے تھے کہ جب مجھ سے عروہ حدیث بیان کرتے تھے پھر عمرہ حدیث بیان کرتی تھیں تو میرے نزدیک عروہ کی حدیث صحیح ہوتی تھی، جب میں دونوں کی گہرائی میں گیا تو عروہ کو ایسا دریا پایا جس کا سارا پانی نہیں نکالا جاسکتا۔

حماد بن زید سے مروی ہے کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا کہ میرے

والد کہتے تھے کہ تم لوگوں نے کونسا علم حاصل کیا، کیونکہ آج تم لوگ چھوٹے ہو، اور قریب ہے کہ تم لوگ بڑے ہو جاؤ گے، ہم نے تو صغر سنی میں علم حاصل کیا تھا اور ہم بڑے ہو گئے، آج ہم اس حالت کو پہنچ گئے کہ ہم سے مسائل پوچھے جاتے ہیں۔

ابن شہاب الزہری

ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اتنا علم جمع کیا ہو جتنا ابن شہاب نے جمع کیا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو بکرؓ الہذلی نے جو حسن اور ابن سیرین کی مجلس میں بیٹھے تھے کہا کہ اس حدیث کے لیے میری یہ حدیث یاد رکھو جسے زہری نے بیان کیا، ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے ان کا یعنے الزہری کا مثل کبھی نہیں دیکھا۔

مطرف بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے مالک بن انس کو کہتے سنا کہ مدینے میں سوائے ایک کے میں نے فقیہ محدث کسی کو نہیں پایا، میں نے کہا کہ وہ کون ہے، انھوں نے کہا کہ ابن شہاب زہری۔

معمر سے مروی ہے کہ زہری سے کہا گیا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ آزاد کردہ غلاموں سے حدیث نہیں بیان کرتے، انھوں نے کہا کہ میں ضرور ان سے حدیث بیان کرتا ہوں، لیکن جب میں مہاجرین و انصار کے فرزندوں کو پاتا ہوں تو ان پر وہ بھروسا کرتا ہوں جو ان کے علاوہ دوسروں پر نہیں کرتا۔

عبدالرزاق سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم ابن عمرؓ بن الخطاب سے سنا کہ جب میں بڑا ہوا تو طلب علم کا ارادہ کیا، میں آل عمرؓ کے اساتذہ میں سے ایک ایک شخص کے پاس جانے لگا، میں کہتا تھا کہ آپ نے

سالم سے کیا سنا، جب کبھی میں اُن میں سے کسی ایک کے پاس جاتا تو وہ کہتا کہ تم ابن شہاب کو اختیار کرو، کیونکہ ابن شہاب، سالم کے ساتھ رہتے تھے، حالانکہ ابن شہاب اس وقت شام میں تھے، پھر میں نافع کے ساتھ ہو گیا، اللہ نے اس ساتھ رہنے میں خیر کثیر کر دی۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ میں اور زہری جمع ہوئے، تو ہم نے کہا کہ ہم احادیث لکھ لیں، انھوں نے کہا کہ جو روایتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی ہیں وہ ہم نے لکھ لی ہیں انھوں نے کہا کہ جو روایتیں صحابہ سے آئی ہیں وہ بھی ہم لکھ لیں گے، کیونکہ وہ بھی سنت ہیں، میں نے کہا کہ وہ سنت نہیں ہیں، اس لیے ہم انھیں نہیں لکھیں گے، انھوں نے لکھا اور میں نے نہیں لکھا، وہ کامیاب رہے اور میں ناکام رہا،

راوی نے کہا کہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن شہاب علم میں ہم سے کچھ آگے نہ بڑھے، سوائے اس کے کہ ہم مجلس میں آتے تھے تو وہ آگے بڑھ جاتے تھے، اپنا کپڑا اپنے سینے پر باندھ لیتے تھے اور جو چاہتے تھے پوچھتے تھے اور ہمیں صغر سنی مانع ہوتی تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ ہم علم کا لکھنا ناپسند کرتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں ان امراء نے لکھنے پر مجبور کیا، تو ہم نے سمجھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص لکھنے کو نہ روکے گا۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے زہری سے زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔　۳۶
مکحول سے مروی ہے کہ میں سنت ماضیہ کا زہری سے زیادہ عالم کسی کو نہیں جانتا۔
عبد الرزاق سے مروی ہے کہ میں نے معمر سے سنا کہ ہم لوگ یہ سمجھا کرتے تھے کہ ہم زہری سے بڑھ گئے، یہاں تک کہ ولید قتل کیا گیا، اتفاق سے دفاتر اس کے خزانوں سے چوپایوں پر لادے گئے جنھیں کہتا تھا کہ یہ زہری کا علم ہے،

تمت
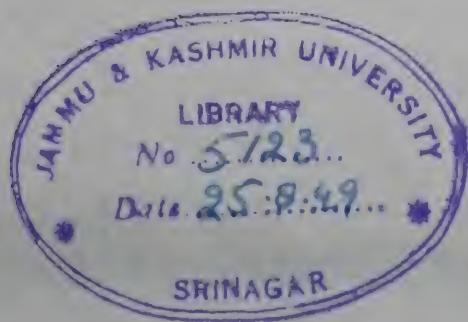
تصحیحات

طبقات ابن سعد جزو رابع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱	پیشانی	طبقا ابن سعد	طبقات ابن سعد	۱۰۰	۵	یہ مضمون	یہ مضمون
۱۰	۶	ہدیۃ	ہدیۃً	۱۲۸	۱۲	نبتت	نُبِّئتُ
۱۷	۱۴	ابو ہردہ	ابو بردہ	۱۲۹	۱۴	للیلیہ	للبلیۃ
۲۱	۱۳	آپ سے تمسے	آپ سے سنے	〃	۱۷	لعی	لغی
۳۱	۲۴	نہیں نہیں	نہیں نہیں	۱۳۱	۹	اذا قطعت	اذا قُطعت
۳۲	۳	غار	نماز	۱۳۲	۷	الیتُ	آلیتُ
۳۶	۵	اس سے کرتے ہیں	اس سے انکار کرتے ہیں	۱۳۳	۱۴	الارمد	الارمد
۵۴	۱۰	جھگرے	جھگڑنے	〃	۱۷	لاتبعد	لاتبعد
۶۶	۱۷	نچھوروں گا	نچھوڑونگا	۱۳۷	۴	الشعیب	الشعیب
۶۸	۲۰	پرداشت	برداشت	〃	〃	یحملہ	یحملہ
۷۶	۶	آپ دفات	آپ کی دفات	〃	۱۰	نسئال	نسّال
۷۷	۴	انھوں آپ کو	انھوں نے آپ کو	۱۴۱	۱۳	وبحک	ویحک
۹۹	۱۷	مرے	مرنے	۱۴۳	۳	فبک	فبکّ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۴۳	۶	حالیا	خالیا	۱۷۹	۱۶	ثناہت	ثابت
۱۴۵	۱۶	فی الصریح	فی الضریح	۱۸۰	۲۵	مسلمان	سلمان
۱۵۰	۱۷	لاتذمعین	لاتدمعین	۱۸۳	۲	فتادہ	قتادہ
۱۵۲	۴	فامسنی	فامسی	۱۸۴	۲۱	ربوذر	ابوذر
۱۵۳	۷	غریرة	غزیرة	۱۸۷	۱	شبعی	شعبی
۱۵۴	۱۵	میتهاً	میتاً	۱۸۸	۲۵	بدیث	حدیث
۱۵۵	۱۳	ایلج	ابلج	۱۹۰	۵	رتوکھجور	نہ توکھجور
۱۵۸	۱۶	ماحبیت	ماجبیت	"	۲۵	ابوہرہ	ابوہریرہ
۱۶۰		وخشت	وحشت	۲۱۰	۴	جناب	خبّاب